آیات الرحمن فی جہاد افغانستان

جہادِ افغانستان میں اللہ رحمٰن کی نشانیاں

عبداللہ عزام شہیدؒ

مترجم: محمد نعیم اختر

تقدیم: محمد ناصر خان

جہاد افغانستان میں اللہ رحمان کی نشانیاں

سرخ ریچھ کی شکست کے مایہ ناز ہیرو استاذ المجاحدین "الشیخ عبداللہ عزام شہید" ہیں۔ نہ کہ "چارلی ولسن" سی آئی کا ایجنٹ زانی، شرابی جس کو آجکل کے دانشور کہلانے والے حضرات افغان جہاد کا ہیرو قرار دیتے ہیں۔ اس کی یہ تمام برائیوں کا تذکرہ بدرجہ اُتم "چارلی ولسن وار" نامی کتاب میں موجود ہے۔ اے دانشوروں اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو عزام شہید کی اس کتاب کا مطالعہ کرو اور چارلی ولسن سے اپنا ایمان ہٹالو۔ ایک کافر کے مقابلے میں مسلمان مجاہد کو ترجیح دو اور مسلمان مجاہدین پر یقین رکھو جو ہماری بہنوں، بیٹیوں، اور عزتوں کے محافظ ہیں۔ لیکن یہ کافر لوگ ہرگز ہماری عزتوں کے محافظ نہیں اگر یہ غالب آجائیں تو دانشوروں ہم سب کی عزتیں تار تار ہوں گی۔

THE SIGNS OF

ALLAH THE MOST MERCIFUL

AR-RAHMAAN IN THE JIHAD OF AFGHANISTAN



SHAYKH ABDULLAH AZAAM



افغانستان کو جھنڈے لہرا کر فتح کے خواب دیکھنے والے روسی فوجی



افغانستان سے شکست خوردہ واپس روس کو لوٹنے والی روسی فوج

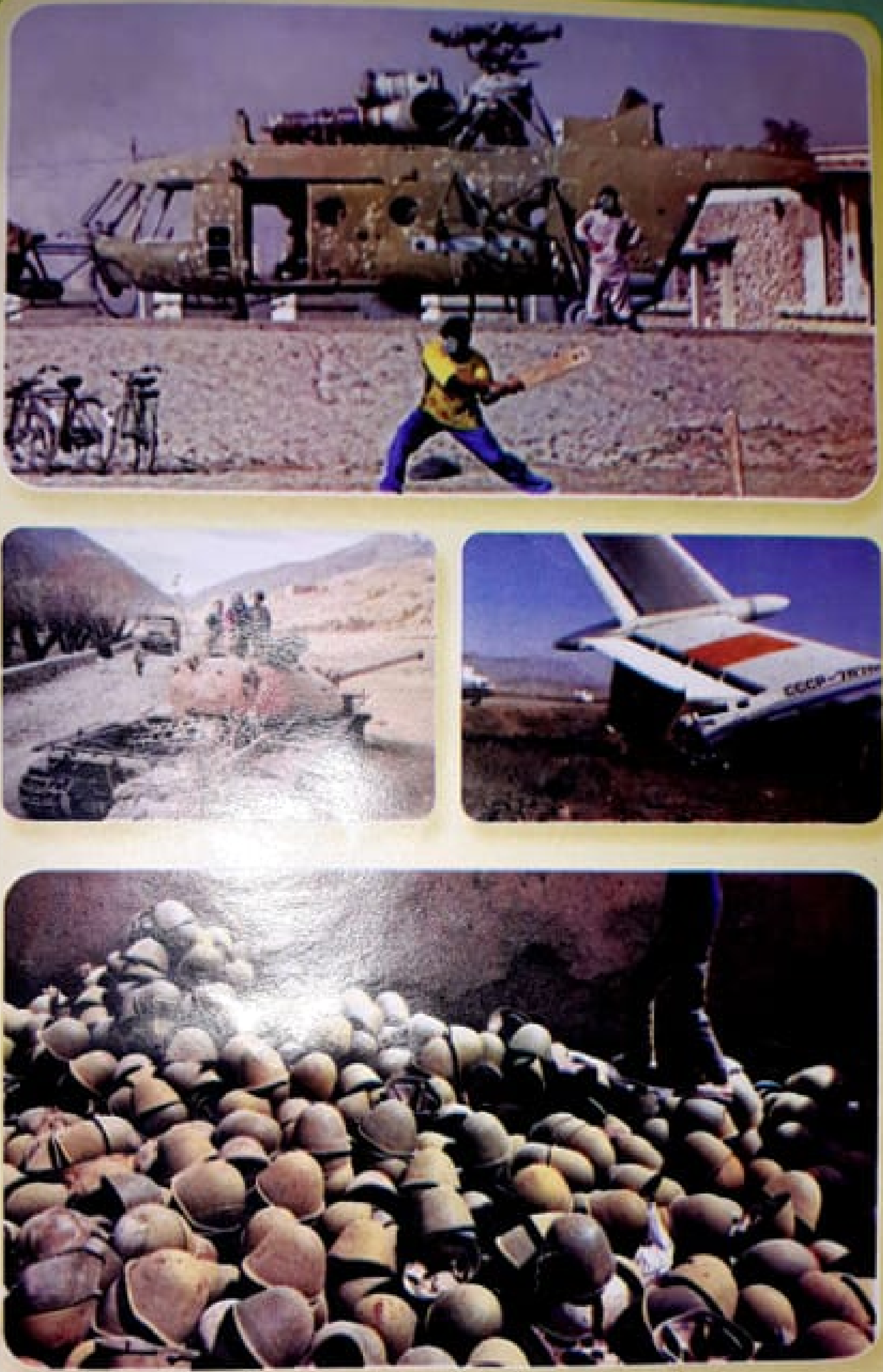








افغانستان روسی ٹینکوں، جہازوں ہیلی کاپٹروں اور گاڑیوں کا قبرستان



بابِ خُراسان کی سڑکیں اور گلیاں روس کی شکست کے بعد اب یہی حشر امریکی صلیبی اتحاد کا ہوگا۔









روسی فوجی بڑے طمطراق سے افغانستان فتح کرنے آئے تھے۔



روسی فوجیوں پر گھات لگا کر حملہ کرنے کا منظر



مجاہدین اسلحے کی صفائی کرتے ہوئے

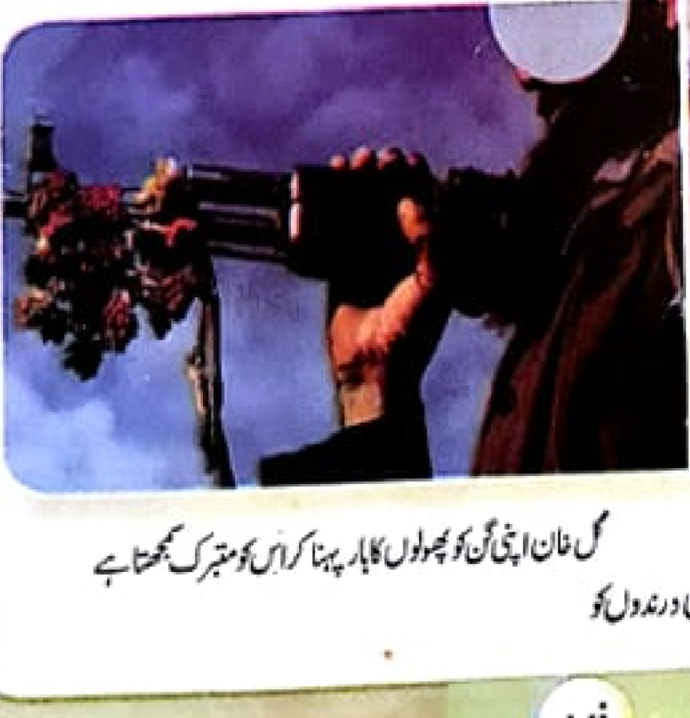


ایک مجاہد باباجی نے اپنی گن کو کپڑے سے مرمت کیا ہوا ہے



س: باباجی آپ کیا چاہتے ہو۔

ج: میں پہلے کمیونسٹوں کو ذبح کرتا رہا اور اب صلیبی درندوں کو



گل خان اپنی گن کو پھولوں کا ہار پہنا کر اس کو متبرک سمجھتا ہے











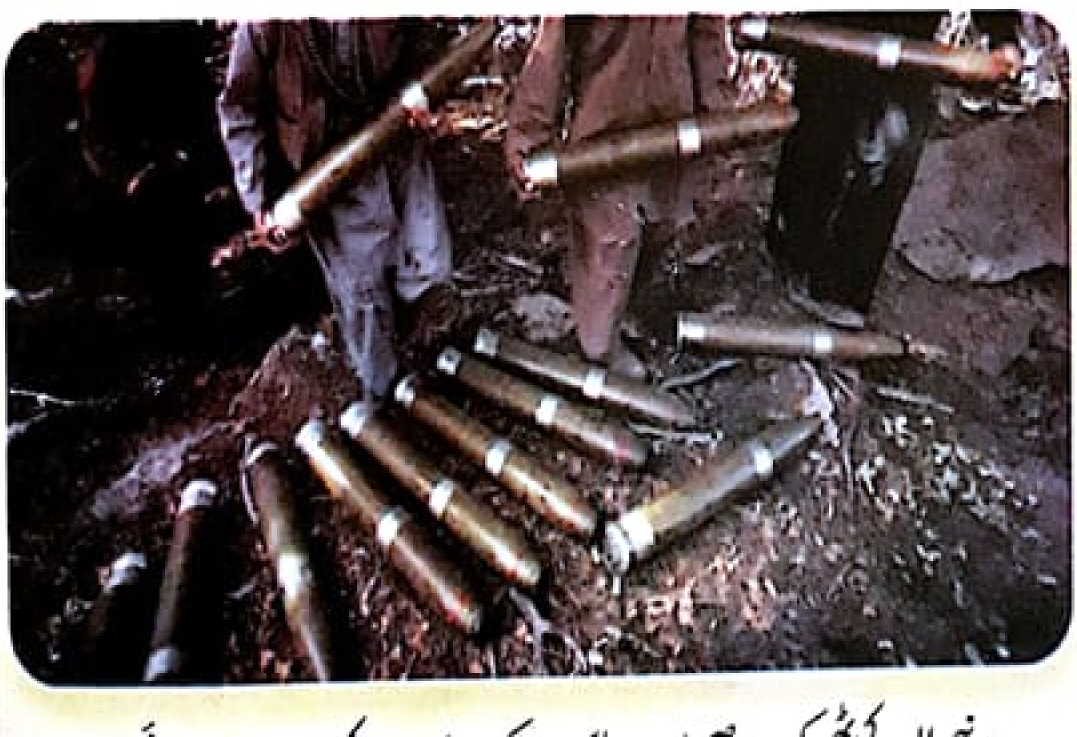
یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی











دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی





اے سربکف نوجوانو! تمہاری ماؤں کو سلام





جدید تعلیم یافتہ دانشورو! کافر کے خلاف کافر سے مدد لے کر کافر کی سرکوبی کرنے
کے فتویٰ پر عمل کر کے مجاہد ایجنٹ نہیں بنتا بلکہ اللہ کی نظر میں مجاہد ہی رہتا ہے۔









امریکی ڈالر پر جہاد کرنے کا طعنہ دینے والو! مجاہدین تم کو ڈالر دیں گے تم صرف کسی
ضائع شدہ امریکی بم کو ہاتھ لگا کر آجاؤ۔





ہمیں دنیا سے کیا مطلب ، ہم اس سے کچھ نہ لیتے ہیں

کہ ہم جنت کے بدلے اپنی جان کو بیچ دیتے ہیں

نام کتاب	جہادِ افغانستان میں اللہ رحمان کی نشانیاں
مؤلف	شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ
مترجم	محمد عظیم اختر
تقدیم	محمد ناصر خان
ناشر	انقلاب پبلشرز اردو بازار لاہور
قیمت	300

ملنے کے پتے

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور — مکتبہ ابن مبارک اردو بازار لاہور
مکتبہ نقوش اسلامی اردو بازار لاہور — ممتاز کتب خانہ پشاور
مکتبہ فاروقیہ مینگورہ سوات — مکتبہ عمر فاروق کراچی
مکتبہ شہید اسلام لال مسجد اسلام آباد — کشمیر بکڈپو چکوال
مکتبہ محمودیہ ژوب — ادارہ اشاعت الخیر، ملتان
مکتبہ عبدالحسیب صابر 0306-4574107

اپنے شہر کے ہر بڑے کتب خانے سے طلب فرمائیں

انقلاب پبلشرز

اردو بازار لاہور 0306-4511560

فہرست مضامین

باب نمبر 1:

حیرت انگیز واقعات

باب نمبر2:

افغان جہاد میں کرامات کا ظہور

باب نمبر3:

شہداء کی کرامات

باب نمبر 4:

مجاہدین کی دیگر کرامات

باب نمبر 5:

باب نمبر 6:

علماء کی رائے

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد قائد الغر المحجلین وعلیٰ الہ واصحابہ الذین حملوارایہ الجہاد فی ربوع اللعلمین وعلیٰ قادۃ الحق ودعاۃ الخیر باحسان الیٰ یوم الدین وبعد۔

محترم قارئین کرام! قرآن حکیم اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اسوہ حسنہ سے یہ بات نکھر کے سامنے آتی ہے کہ اسلام کی حقیقت اور مسلمانوں کی عزت وآبرو صرف دو بنیادی حقائق سے وابستہ ہے۔

1- مالک ارض وسماء وخالق کائنات کی آخری کتاب یعنی القرآن الحکیم کے احکامات پر عمل کرنا۔

2- اس مالک وخالق کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے صرف ایک ہی لیڈر اور راہنما یعنی محمد رسول ﷺ کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لینا۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہم نے کتاب اللہ ہی سے ہدایت اور رہنمائی لینے کی بجائے انسانوں کی تصنیف کردہ یا مرتب کردہ کتابوں کو ہی ہر لحاظ سے اہمیت دینا شروع کر دی اور عملی رہنمائی کے لیے ایک ہی لیڈر کی اتباع کے مقابلے میں اپنے اپنے لیڈروں کی رہنمائی یا پیروی پر ہی قناعت کر بیٹھے۔ نتیجتاً جدید زمانے میں نئے نئے نظام زندگی، نئی فکر اور فلسفے نے جنم لیا اور شیطان نے انسانوں کی اکثریت کو اپنا قائل کر لیا حتیٰ کہ مسلمانوں کی اکثریت بھی اسی رو میں بہہ کر ہمیشہ ہمیشہ کی گمراہیوں میں مبتلا ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات توڑنے اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے لگاتار منہ موڑنے کی وجہ سے ہماری ایسی مت ماری گئی کہ ہم دہشت گرد کا کردار اور مجاہد کی صفت کی تعریف سمجھنے سے بھی عاری ہو گئے۔

کیا یہ حقیقت نہیں مفاد پرستوں نے یہود و نصاریٰ کے ہر قسم کے احکامات مانتے ہوئے افغانستان کے معصوم مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے ہر قسم کے وسائل استعمال کیے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مہلک ہتھیاروں کا بہانہ بنا کر امریکہ اور اس کی اتحادی قوتوں نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی؟ لاکھوں لوگوں کو اپنی دہشت گردی سے موت کی نیند سلانے کے ساتھ ساتھ کروڑوں انسانوں کو معذور نہیں کر دیا لیکن اس کے باوجود ان کے اپنے ہی اعلان کے مطابق ان کو کسی جگہ سے مہلک ہتھیار نہ مل سکے۔ کیا یہ انسانیت کے ہمدرد ٹھہرے یا دہشت گرد؟ اسی طرح کیا 9/11 کا بہانہ بنا کر افغانستان میں انسانی تاریخ کی بدترین دہشت گردی نہیں کی؟ لیکن ہمارے فوجی اور سول حکمران اور میڈیا ان کو دہشت گرد کا حقیقی لقب دینے کی جرات نہ کر سکا۔

مزید افسوس کی بات یہ ہوئی کہ ان حالات میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کی بجائے علماء حق دارالعلوموں، خانقاہوں اور مدرسوں کی حدود میں پناہ گزیں ہو گئے اور علماء سو نے اپنے مفادات کی خاطر فوجی اور سول حکمرانوں کا ساتھ دینے میں عافیت سمجھی۔

چنانچہ معرکہ حق و باطل کو سمجھنے کے لیے ہمیں اللہ کی کتاب سے رہنمائی لینی ہو گی۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اس کا ایک ایک حرف ہمارے لیے انتہائی اہمیت اور اسی قدر خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔ قرآن مجید ہی میں ایک لفظ طاغوت آیا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ اصطلاح آٹھ بار استعمال ہوئی ہے جس سے یہ اندازہ کرنا قطعاً مشکل نہیں کہ ایک مسلمان کے لیے یہ موضوع کس قدر اہم ہے۔

شیطان کے ساتھی انسانوں میں سے وہ فرد یا افراد کا مجموعہ (قوم) جو اقتدار

(حکومت، طاقت، فوج، عدلیہ) کے ذریعہ نظام حق (مکمل دین اسلام) کے ماننے والوں کو (جن کے پاس نور ہدایت ہے) روشنی سے نکال کر نظام باطل (سیکولرازم، کیپیٹلزم، سوشلزم، جمہوریت وغیرہ) کے اندھیرے میں ڈال دیتا ہے طاغوت کہلاتا ہے۔

اس طرح انسانوں کے دو گروہ وجود میں آتے ہیں ایک جو اللہ کے ماننے والے انبیاء کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق اپنے تمام نظام ہائے زندگی کو گزارنے والے جن کو حزب اللہ کہا جاتا ہے یعنی اللہ کا گروہ، اللہ کی پارٹی جبکہ دوسرا گروہ اللہ کے احکام کا نہ ماننے والا یعنی انکار کرنے والا یا کفر کرنے والا وہ لوگ شیطان کے پیروکار شیطان کے ساتھی کہلائے۔ ان کو قرآن حکیم میں حزب الشیطان کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

اب یہ دو طاقتیں ہیں جو ایک دوسرے کے بالمقابل اپنا اپنا نظام یا غلبہ چاہتی ہیں اسی سے حق و باطل کے معرکے وجود میں آتے ہیں۔

ہر طاقت چاہتی ہے کہ اس کا نظام غالب ہو اور دوسری طاقت مغلوب رہ کر اس کے احکام مانے۔ طاغوت (انسانوں میں سے شیطان کے نمائندے) تمام مادی وسائل کے ذریعہ حصول مقصد یا ہدف پورا کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ حزب الشیطان ہے اس کے مقابلہ میں حزب اللہ کو بھی حکم ہے کہ اللہ کے دین کو غالب کرنے میں پورا زور لگا دیں۔

اب اگر ہم کلمہ گو اپنا فرض یا ذمہ داری نہیں پہچان رہے یا اس سے غفلت برت رہے ہیں تو نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ دنیا بھر کے 57 اسلامی ممالک میں سے کہیں بھی مکمل اللہ کا دین غالب نہیں اور ہر ملک میں ہزاروں دینی جماعتوں میں سے کوئی بھی یہ احساس پیدا نہیں کر سکا ہم سب ایک ہیں اور ہمارا دشمن بھی ایک ہے۔ (یعنی کہ طاغوت شیطان)۔

ہمیں معلوم ہے کہ چند بنی عبادات کے علاوہ ہمارا نظام زندگی باطل ہے۔ یہ اسلام کے مطابق نہیں اور اگر ہم اس باطل نظام کو ختم کر کے نظام اسلام لانے کی کوشش کریں گے تو یہ طاغوت (امریکہ، اسرائیل، بھارت) کو بالکل گوارا نہیں ہوگا کہ مسلمانان پاکستان ان کی غلامی سے نکل جائیں انہیں یہ بھی احساس ہے کہ اگر نظام حق پاکستان میں رائج ہوگیا تو پوری امت مسلمہ اس کے ساتھ مل جائے گی اس لیے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ پاکستان میں نفاذ اسلام نہ ہو۔

طاغوت کو اصل خطرہ اسلام سے ہے اور ہر کلمہ گو کا یہ ہدف ہونا چاہیے کہ طاغوتی نظام ختم کر کے نفاذ اسلام کی کوشش میں یک جان ہو جائیں۔

آج کے زمانے کے طاغوت، روس، امریکہ، نیٹو اہل مغرب، اسرائیل، بھارت اور چائنہ و دیگر دنیا میں اپنا نظام اور معیشت کو کنٹرول کرنے کے لیے انسانیت کو سبز باغ دکھا کر ان کو اپنے چنگل میں پھنساتے ہوئے قتل و غارت کا بازار گرم رکھتے ہیں۔ اپنے مفادات کی خاطر یہ طاغوتی طاقتیں ہر طرف انسانیت کے قتل عام میں مصروف ہیں۔

زیر نظر کتاب اس زمانے میں لکھی گئی جب سرخ ریچھ 27 دسمبر 1979ء کو اپنے آہن و آتش کے ساتھ افغانستان میں داخل ہوا اور قتل و غارت کرتا رہا پھر اللہ کی مدد سے نہتے افغانی مجاہدین کے ہاتھوں شکست کھا کر واپس مڑا۔ اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حزب اللہ کی مدد و نصرت کن کن طریقوں سے کیں اور اپنی قدرت کی عظیم الشان نشانیاں دکھائیں جو اہل ایمان کے لیے اطمینان کا باعث بنیں اور قرآن حکیم میں کیے گئے وعدوں کو پورا فرمایا۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(آل عمران:۱۳۹)

ترجمہ: "اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

اللہ کی راہ میں اور اللہ کے حکموں کو توڑ کر جدید فلسفوں اور نظام ہائے زندگی کے رکھوالے طاغوت اور طاغوتی ریچھوں کے پیروکار انسانیت کے قتل میں مصروف فوجوں کے بارے میں اللہ کی کتاب کیا کہتی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ۝

(سورہ النساء 76)

ترجمہ: "جو لوگ ایمان والے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو۔ یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور) سخت کمزور ہے۔"

خالق کائنات اہل ایمان کو حوصلہ دے رہے ہیں اور ان کی ہمت بندھا رہے ہیں کہ شیطان اور اس کے ساتھیوں سے گھبراؤ مت میں تمہارے ساتھ ہوں۔

آج کے اس پرفتن دور میں آدمی صبح کو مومن اور شام کو کافر ہو رہے...... یا پھر شام کو مومن ہو اور صبح چڑھنے تک کافر ہوا ہو...... اس کی پیش گوئی حدیث میں ہوئی ہے۔

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: بادروا بالا

اعمال فتنا کقطع اللیل المظلم، یصبح الرجل مومنا ویمسی کافرا
اویمسی مومناً ویصبح کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا۔" (رواہ مسلم)

ترجمہ: "نیک اعمال کی جلدی کرلو اس سے پہلے کہ کچھ ایسے فتنے آئیں جو رات کے سیاہ پردوں کی طرح (چھا جانے والے) ہوں۔ آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوا ہوگا یا شام کے وقت مومن ہوگا تو صبح تک کافر بنا ہوگا دنیا کے کسی لالچ کے عوض آدمی اپنا دین بیچ دیا کرے گا۔"

فتنوں کے ایسے دور میں جہاں لا الہ الا اللہ کی حدیں دیدہ دلیری سے توڑی جا رہی ہوں، دائرہ اسلام پامال ہوتا ہو، جہالت نہ صرف عام ہو بلکہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ عام کی جا رہی ہو تاویلات و انحرافات کے جھکڑ پورے زور کے ساتھ چل رہے ہوں حق معاشرے کے اندر غربت اور اجنبیت کا شکار ہو اور اسلام کے نام پر ہزارہا قسم کی تحریفات اور جعلسازیاں دیکھنے کو ملتی ہوں جس کے باعث لوگوں کے ہاتھ سے اسلام کا دامن چھوٹتا جا رہا ہو یہاں تک کہ حدیث کی مذکورہ بالا پیش گوئی پوری ہوتی دکھائی دے رہی ہو۔ ایسے میں ایک مومن کے لیے سوچ بچار کا مقام ہے۔

(بقیہ عرض مترجم صفحہ 147 پر ملاحظہ فرمائیں)

تقدیم

زیر نظر کتاب "جہاد افغانستان میں اللہ رحمان کی نشانیاں" شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ کی ان کتب میں سے ایک ہے جس نے عرب ممالک میں 1984ء سے لے کر 1988ء تک تہلکہ مچا دیا ایک رپورٹ کے مطابق 11 مرتبہ اشاعت کے لیے بھیجی گئی ان کی تحریر کردہ اس کتاب میں اللہ کریم کی ایسی ایسی عظیم الشان نشانیاں پڑھ کر عالم کفر میں خوف اور رعب طاری ہوگیا۔ کتاب کے اول آخر میں دیئے گئے دو عدد تنقیدی جائزے اور تبصرے جو امریکہ کے ادارے انسداد دہشت گردی مرکز کی جانب سے شائع ہوئے ہیں۔ جن کو پڑھنے کے بعد قارئین کو ڈاکٹر عبداللہ عزام کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد ملے گی کہ کیسے عالم اسلام کے مفکرین اور مشاہیر اسلام کو صیہونی اور صلیبی ایجنسیاں تنقید کا نشانہ بناتی ہیں۔

دنیا کی ایک بڑی سمجھی جانے والی قوم روس نے 27 دسمبر 1979ء کو بے سروسامان افغانستان کو لقمہ تر سمجھ کر بڑے اعتماد اور جوش وخروش سے اس پر حملہ کر دیا لیکن افغانیوں نے مادیت کے اس سیلاب کو روحانیت کے زور سے روکا، جہاد کا علم اٹھایا اور بالآخر روس 1989ء کو اپنے زخم چاٹتا ہوا بھاگ نکلا اس میں شک نہیں کہ روس کی پسپائی اور شکست میں اسلام دشمنوں کی اپنے مقاصد کے لیے رفاقت اور پشتی بانی نے بھی اپنا رنگ دکھایا لیکن فتح کا اصل سہرا عرب وعجم کے انہی مجاہدین کے سر ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کا نام لے کر پہاڑوں سے ٹکرانا طے کیا اور بارگاہ الٰہی میں سرخرو ہو کر پہنچے۔

انہی عرب مجاہدین کی صف اول میں ایک بہت محبوب، محترم اور روشن ترین نام عبداللہ عزام شہیدؒ کا ہے۔ جنہوں نے اپنے خلوص، لگن اور جوش وخروش کے ذریعے جہاد افغانستان کے حوالے سے وہ رتبہ حاصل کیا جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوسکا انہوں نے ہر محاذ پر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس سلسلے میں کسی تھکاوٹ اور مایوسی کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ عبداللہ عزام شہیدؒ جو ایک مرتبہ افغانستان میں کفر کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے تو پھر اسی کے ہو رہے۔ ایک طویل عرصے کے بعد روسی سامراج کے خلاف جن لوگوں نے فریضہ جہاد کے احیاء میں بنیادی کردار ادا کیا۔ شہید عزامؒ ان میں نمایاں ترین شخصیت کے حامل ہیں۔ شیخ اسامہ بن لادن اور ان کے رفقاء نے اسی تسلسل کو آگے بڑھایا جس کے زیراثر پوری دنیا میں جہاد کا غلغلہ بلند ہوا۔

اللہ ان کی روح کو راضی کرے کہ انہوں نے جو ولولہ اور روح عالم اسلام میں پیدا کر دی اسے سن کر اور پڑھ کر عرب وعجم نے اپنے جگر گوشے اس جہاد کے سپرد کر دیئے۔ انہوں نے تحریر وتقریر کا جو پلیٹ فارم اس وقت چنا وہ نہایت ہی اہم تھا یعنی باب خراسان کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر عالم اسلام کے جوانوں کو جوق درجوق یہود ونصاریٰ اورمشرکین کے دام فریب سے نکال کر سربلندی و عروج کے معرکوں میں اتارتے رہے۔ وہ طاغوتی نظام تعلیم جس نے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کو شاہانہ طرز زندگی کا قیدی بنا دیا ہے کپڑے لتے کا غلام بنا چھوڑا ہے۔ مغربی کفری تہذیب سے مرعوب کر دیا ہے۔ شیخ نے ایسی ہزاروں، لاکھوں آوارہ جوانیوں کو عظمت و عزیمت کے راستوں پر لگایا

زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دینے کا درس دیا اور ابابیلوں کو ہاتھیوں سے ٹکرانے کا حوصلہ دیا۔ نتیجتاً نیل کے ساحل سے کاشغر تک اور مغرب کی وادیوں سے سائبریا کے برفستانوں تک سے مجاہدین کے گروہ درگروہ اللہ کے راستے میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہ سارا منظر عالمی کفری نظام کے لیے ناقابل برداشت تھا چنانچہ 24 دسمبر 1989ء کو پشاور کی ایک شاہراہ پر شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ اپنے بیٹے سمیت اپنی گاڑی میں ایک بم دھماکے سے شہید کر دیئے گئے اور ضلع نوشہرہ کے جلوزئی مہاجر کیمپ میں سپرد خاک ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

محمد ناصر خان

0306-4511560

مرکز انسداد دہشت گردی ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جانب سے تبصرہ

"یہ تحریر کسی صیہونی صلیبی نطفے سے پیدا ہونے والے شخص نے لکھی ہے اس کا انگریزی سے اُردو ترجمہ کر کے اِس لئے چھاپا جا رہا ہے۔تاکہ قارئین اس کتاب میں موجود جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں ان صلیبیوں کا نقطہ نظر پڑھ لیں جو صرف اور صرف اس وقت جہاد ہی سے ڈرتے ہیں اُنہیں وہ مسلمان قبول ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ نہ کرتا ہو۔اسی قسم کا ایک تنقیدی جائزہ کتاب کے آخر میں پارٹ II کے عنوان سے موجود ہے"۔

مرکز انسداد دہشت گردی ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جانب سے تبصرہ۔

مرحوم شیخ عبداللہ عزام کی کتب کا تنقیدی جائزہ

پارٹ 1: جہاد کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے سوویت۔ افغان جنگ کے ذریعے جنگی حکمت عملی کا تعین

مرتب کردہ: ایل سی ڈی آر یوسف ابوالعنین ایم ایس سی، یو ایس این

مرکز انسداد دہشت گردی

یونائیٹڈ سٹیٹس ملٹری اکیڈیمی ویسٹ پوائنٹ، این وائے

http://www.ctc.usma.edu

تعارف

شیخ عبداللہ عزام کسی بھی دوسرے مذہبی رہنما سے زیادہ القاعدہ کی جنگی حکمت عملی کا بانی سمجھا جاتا ہے۔اس کا تحریری سلسلہ القاعدہ الصلباء (پختہ بنیاد) کے قیام کی ضرورت بنا جس میں جہاد کو دوسرے علاقوں تک جہاں پہ مسلمانوں کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا

جارہا ہے تک پہنچانا شامل ہے۔ تنظیم جس کا نام القاعدہ رکھا گیا وہ بالآخر بن لادن کے سر باندھی گئی بن لادن کو سمجھنا ہو تو ایسے لوگ جو القاعدہ کے لیے دلوں میں ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کا جنگی حکمت عملی کا نظریہ سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ عبداللہ عزام کی کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ جو کتاب 1984ء کو شائع ہوئی اس کے پہلے حصے کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا جائے جس میں اس نے سوویت افغان جنگ کو قرآنی تشریحات کے ذریعے اس کی اہمیت، انوکھے اور دیومالائی طریقے اور اس کشمکش کو تجارتی رنگ دیتے ہوئے اس نے عرب نوجوانوں کو میدان جنگ میں گھسیٹا اور یہ کتاب 1988ء تک 11 ویں بار اشاعت کے لیے گئی۔ اس کتاب کا عنوان "جہاد افغانستان میں اللہ رحمن کی نشانیاں" ہے۔

دوسرے حصے میں ڈاکٹر عبداللہ عزام کے حالات زندگی اور نظریات کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ جو علاقے مسلمانوں کے بیرونی حملہ آوروں کی زد میں ہیں۔ ان کے دفاع کے لیے کیا کیا جائے کتاب کا تیسرا حصہ عزام کے خیالات پر مبنی ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کے زخموں کا مداوا کیسے کیا جائے۔

عزام کی تحریریں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پکے دشمنوں کے بارے میں سمجھنے کے لیے واضح ثبوت ہیں اور امریکی جنگی حکمت عملی تیار کرنے والوں کے لیے لازم ہے کہ اپنے آپ کو اسلامی جنگجو گروہوں کی نظریاتی دیومالائی قصے کہانیوں اور جنگی حکمت عملی میں منہمک ہو کر ان کے بارے میں ادراک پیدا کریں۔ عزام القاعدہ اور دیگر حمایتی جماعتوں کی حکمت عملی تیار کرنے والا ہے۔ جیسا کہ روایتی جنگوں میں کارل وان کلازوٹز کا کردار ہے۔ عزام نے مکتبہ الخدمت قائم کیا (عرب جہادیوں کی خدمات کے لیے) یہ ایک ایسی جماعت ہے جو عرب جہادیوں کے لیے جو روسیوں کے خلاف افغانستان میں لڑ

رہے تھے ان کی خدمت اور منظم کرنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ وہ اسامہ بن لادن کا ناصح/ مشیر تھا وہ پشاور کی ایک سڑک پر نومبر 1989ء کو کار میں نصب بم کے پھٹنے سے ہلاک ہو گئے تھے۔ عزام کی ہلاکت ایک معمہ ہی رہی جو آج تک حل طلب ہے۔ عزام کی کتاب جہاد افغانستان میں رحمان کی نشانیاں کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے یہ مضمون تیار کیا گیا ہے جو کہ دار المجتمع پبلشرز نے 1988ء میں جدہ، سعودی عریبیہ سے شائع کی۔ اس کتاب کے 192 صفحات ہیں۔

افغان جہادی جنگجو عبدالرب رسول سیاف اس کا دیباچہ لکھتا ہے:

عزام کتاب کا آغاز مجاہدین کو خراج عقیدت پیش کر کے کرتا ہے۔ جو فلسطین، شام، مصر، فلپائن، لبنان اور کشمیر میں مصروف عمل ہیں اور مزید جو افغانستان کے ہندوکش کے پہاڑوں پر اپنے خون سے شاندار اور پروقار طریقے سے تاریخ رقم کر رہے ہیں۔ اس کتاب کا دیباچہ عبدالرب رسول سیاف لکھتا ہے جو گلبدین حکمت یار کے ساتھ ساتھ رہتے ہوئے سوویت یونین کے خلاف لڑنے والے قبائلی سرداروں اور انتہاپسند جنگجو گروہوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ عزام ہمیشہ اپنے تحریر وتقریر، ادبی، تبلیغی، جرائد واخبارات کے ساتھ جید علماء کرام اور افغان جنگجو سرداروں کی توثیق وتصدیق کے بعد فتویٰ حاصل کرتا تھا تاکہ دوسرے ملکوں کے مسلمانوں تک یہ جہادی پیغام پہنچ جائے۔ یہ ایک ایسی حکمت عملی تھی جو بن لادن نے موثر طریقے سے استعمال نہیں کی جبکہ عزام جو ایک تربیت یافتہ دینی راہنما تھا نے جس کے روابط مصر کے اخوان المسلمین، حماس اور دیگر کئی اپنے شعبے کے ماہرین کے ساتھ تھے اپنی تشکیل کے ابتدائی دور میں استعمال کی۔ سیاف کہتا ہے کہ یہ کتاب ان تمام جہاد کے شوقین، حوصلے اور ولولے سے معمور نوجوانوں کے لیے لکھی گئی ہے جو تمنا کرتے ہیں کہ ایک اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آئے تاکہ دین کی دعوت

پھیل سکے۔ عوام کے نزدیک یہ کتاب ان مسلمان نوجوان کے لیے راہنمائی کا کام دیتی ہے جو اسلام کی طاقت کو بھول بیٹھے ہیں اور دشمن اسلام (سوویت یونین، امریکہ، اسرائیل) کی جدید ٹیکنالوجی سے متاثر ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں نے ایمان کی طاقت پر بھرپور توجہ نہ دی ہے اور یہ کتاب اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا پر ایمان میں بڑی زبردست طاقت ہے۔ فتح ان کے لیے ہے جو ایمان کے لیے وقف ہو جاتے ہیں۔ سیاف عوام کے خیالات ونظریات کی توثیق کرتا ہے جو کہ اسلام کی ایک نامور شخصیت ہے اور افغانوں کے ساتھ مل کر روس کے خلاف جہاد میں شامل رہا ہے۔

سیاف لکھتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مسلمان معاشرے کو دو گروہوں میں تقسیم نہیں کیا تھا کہ ایک تاجر پیشہ ہو اور دوسرا جنگجو اور لڑائی صرف کمزور اور غریبوں کے لیے مقرر کر دی ہو۔ سیاف دوسرے اسلامی جنگجوؤں کی طرح اپنے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک جنگجو رہنما کی نظر سے دیکھتا ہے اور کبھی بھی ان مسائل او رپیچیدگیوں پر اس کی نظر نہیں جاتی جو 7ویں صدی عیسوی میں عرب میں انسانیت کو درپیش تھیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کیسے مختلف مذاہب اور قبائل کو باہم منظم کیا بحیثیت مدینے کے ایک لیڈر کی شکل میں وہ رسول کو مشتبہ بناتا ہے جس نے مختلف مذاہب کو آپس میں تعاون اور اتفاق سے رہنے پر زور دیا تاکہ مدینہ کو مکے کے ظالم سرداروں کے ظلم وستم سے محفوظ رکھ سکے تاکہ وہ اس کو یا اس کے قبیلے کو صفحہ ہستی سے نہ مٹا دیں۔ سیاف ان تمام لوگوں کی مذمت کرتا ہے جو ایمان کی طاقت کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں چونکہ وہ دنیاوی خواہشات اور مادی لذتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ سیاف کہتا ہے کہ جو لوگ میرے خیال اور نظریے سے اتفاق نہ کریں وہ مرتد اور منحرف ہیں۔ 80ء کی دہائی میں زیادہ سے زیادہ مجاہدین اور عطیہ دینے والوں کو کھینچنے کا مقصد تھا۔ سیاف

بیان کرتا ہے کہ جہاد کا مسئلہ مقامی مسئلے سے بڑھ کر عالمی امت اسلامیہ کا مسئلہ بن گیا ہے اور افغانوں نے شروع شروع میں روسیوں کا سامنا کنکروں، پتھروں اور روایتی ہتھیاروں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد وقت کے ساتھ جدید مشین گنیں کوریا جنگ میں استعمال ہوئیں۔ وہ اپنا دیباچہ ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہے کہ خدا سوویت یونین سے زیادہ طاقتور ہے۔ خدا کو کبھی بھی شکست نہیں دی جا سکتی۔ آخرکار نتیجہ عقلی طور پر سوویت یونین کی شکست پر ظہور پذیر ہوا۔

عزام کا دیباچہ اور مسلمانان عالم کو کیا ہو گیا پر دلائل

عزام تب اپنے دیباچے کا نقشہ کھینچتا ہے کہ افغان (سوویت جنگ) مسئلہ دنیا کے نقشے پر موجود تمام مسلمانوں پر جاری ظلم وستم کی کہانی ہے جہاں قوموں اور ریاستوں نے ہر دور اور ہر زمانے میں مسلمان قوموں کی حرمتوں کو پامال کیا ہے۔ ان کے علاقوں پر قبضے کیے ہیں۔ افغان جنگ اسی طرح کی جنگ ہے جیسا کہ فلسطین، چاڈ، فلپائن، شام، لبنان اور مصر میں جنگیں برپا ہیں۔ مسلمان سامراجیوں کے غلام بننا پسند کرتے ہیں بجائے اس کے کہ خدا کی عظمت اور شان کے غلام ہوں اور خدا کی حاکمیت تسلیم کر کے رہیں۔

عزام پورے دعویٰ سے کہتے ہیں۔

عزام کے نزدیک تمام جہاد ایک عظیم مقدس فریضے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو سلسلہ در سلسلہ دشمنوں کے خلاف جاری رہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں عزام افغانستان کو ایک مستقل محاذ بنا کر جہاد کو ہمیشہ کے لیے جاری رکھنا چاہتا ہے۔ سوویت افغان جنگ کو عزام لکھتا ہے کہ کم از کم یہ جنگ فلسطینیوں کے لیے ایک راہنما اور جذبہ گرم رکھنے کا ذریعہ ہے۔ افغان جہاد فلسطین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کیونکہ دونوں محاذوں کو وہ فرض عین (اجتماعی فرض) قرار دیتا ہے اور یہ ہر مسلمان پر لازم ہے، پہلے حصے پر اس کی تفصیل

دیکھیے جو عزام نے فتویٰ دیا جو سوویت افغان جنگ کی سیاست سے شروع ہو کر جذباتی رنگ اختیار کر گیا۔ عزام مسلمان جہادیوں کو کہتا ہے کہ تمہیں ہمت نہیں ہارنی اور ہتھیار بھی نہیں پھینکنے اور تمہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ، خندق سے خندق چلتے جانا ہے اور جہاد کا جذبہ اپنے سینے میں زندہ رکھنا ہے۔

عزام کی نظر میں علاج: القاعدہ الصلباء (پختہ بنیاد)

جیسا کہ اس نے اپنی دوسری کتابوں میں بھی لکھا ہے عزام القاعدہ الصلباء کی حکمت عملی کو اس کے قیام کی لازمی شرط قرار دیتا ہے جس میں افغانستان کی جنگ مجاہدین کی کوششوں کا مرکز فلسطین کی آزادی پر گہرے غور وخوض سے جائزہ لینے کے لیے تیار کرتی ہے۔ سوویت افغان جنگ کے بعد اگلا مقصد یروشلم کی طرف پیش قدمی ہے۔ عزام اس بات کا کھلے انداز سے اعتراف کرتا ہے کہ اس کو یورپ، یو ایس اے اور عرب دنیا سے خطوط اور کالیں موصول ہوتی ہیں کہ ان کو مسلمانوں کی مخصوص آبادیوں میں ان کی کتاب کی اشاعت کی اجازت دی جائے۔ عزام کے لیے سوویت افغان جنگ 20 ویں صدی عیسوی کا ایک اہم واقعہ ہے جو اسلامی دنیا سے متعلق ہے اور وہ اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ یہ کشمکش پوری دنیا میں جہاد کی کارروائیاں شروع کرنے کا آغاز ہے جو کہ مسلمانوں کو دو صدیوں میں شکستوں اور ہزیمتیں اٹھانے کے بعد موقع ملا ہے۔ عزام کا مغرب مخالف نظریہ اس بات کا اظہار ہے کہ وہ اہل مغرب یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ کو بنیادی طور پر تنقید کا نشانہ بناتا ہے کہ وہ (امریکہ) صیہونی، اشتراکی اور جو عزام کہتا ہے۔ جاپانی بادشاہت دوسری جنگ عظیم کے دوران اس کو شکست دینے کے بعد اس کا اگلا نشانہ اسلام ہے۔ عزام اپنے جانشینوں میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ تہذیبوں کی جنگ یہ اسلام کے خلاف جنگ ہے جس کو بن لادن اب وجود میں لا رہا ہے۔

عزام اپنے قارئین کو قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ افغان جنگجو سچے مسلمان ہیں جو 90 فیصد تک روزانہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ خدا مجاہدین کے ساتھ ہے اور اس نے اپنی کئی نشانیاں دکھائی ہیں۔ جیسا کہ:

"پرندوں کی پرواز جو روسی ہوائی حملے سے پہلے ہوتی تھی (وارننگ کے طور پر پرندے نچلی پرواز پر جہازوں کے حملے سے آگے آگے آتے تھے جو کہ خدا کی طرف سے ہوتا تھا۔)"

اپنی تقدیر کو آزادانہ طور پر خدا کے حوالے کر دینے سے جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ ایمان والے کو مادی خواہشات اور آرزؤں کی زنجیروں سے آزاد کر دیتی ہے۔

اسلام کے دشمن کے ساتھ کشمکش میں جو دن بھی گزرتے ہیں وہ ایمان والے کو پریشانیوں اور تفکرات سے آزاد کر کے اس کی روح اور جسم کو خدا کے دین کی خاطر وقف کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ یہ تفصیلات ان لوگوں کے بارے میں واضح کرتی ہیں جو جہادیوں کو اس قسم کی حرکات میں مصروف رکھتی ہیں اور اس سے ان کے عقائد کا بھی پتہ چلتا ہے۔ زیادہ اہم طور پر وہ کیسے اپنے اردگرد سے اثر لیتے ہیں۔ خواہ وہ دیہاتی ماحول میں ہوں یا شہروں میں۔ عزام ایسی کہانیوں کے متعلق فکرمند ہے جو جنگی کہانیاں وہ بتاتا ہے جیسے وہ حال ہی میں ہلاک ہوئے جہادی کی میت سے خوشبو کے نکلنے کے بارے میں بتاتا ہے۔ سوویت جہاد کو کمزور کرنے کے لیے وہ ایسی کہانیاں سناتا ہے۔ وہ اپنے مجاہدین کے اسی گروہ کی مثال کو انصار مدینہ کے ساتھ ملاتا ہے۔ جو رومیوں کے خلاف لڑتے ہیں۔ انصار مدینہ نے رسول خدا کو مکہ کے ظالم سرداروں کے قتل عام سے پناہ دی تھی۔ وہ اس کے متعلق لکھتا ہے کہ فرشتوں نے محمد اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مکہ کے سرداروں کے خلاف لڑائی کی جو کہ بدر کے مقام پر (624AD) واقع ہوئی۔

عزام کی چھٹی حس اور اس کی ذہانت دیکھو کہ وہ کیسے نظریاتی جال بنتا ہے کہ ماڈرن سرد جنگ کو ساتویں صدی عیسوی کی اسلام کی جنگ سے مشابہت دے رہا ہے۔ اس نظریاتی اور فکری خیالوں سے کم پڑھے لکھے لوگ سوویت یونین کے خلاف جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اسرائیل اور بعد میں اس کی نفرت جہادیوں کو یو ایس اے کے خلاف جنگ کے لیے تیار کر دے گی جو شخص اس کے فکری اور خیالی نظریے سے اتفاق نہ کرے یا اس کے خیالات کو مذاق کا نشانہ بنائے جو قربانیاں جہادیوں نے روس کے خلاف انجام دیں ان کو عزام منافق اور غدار اور اس کے لیے کوئی حجات نہیں سے تعبیر کرتا ہے۔

عزام کی خیالی تفصیل جنگ کے بارے میں

حیرت انگیز واقعات میں سے جن کو عزام نے اپنی کتاب میں نمایاں کیا، پرندوں کا جنگی جہازوں کے آگے آگے چلنا جو پچھلی مثال میں گزر چکا ہے۔ اس کے علاوہ واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

☆ بچھو جو مسلم مجاہدوں کو نہیں ڈستے۔

☆ شہیدوں کی میتیں جو گلتی سڑتی نہیں۔

☆ دھند اور کہر جو افغان اور عرب مجاہدوں کو ڈھانپنے کے لیے چھا جاتے۔

☆ دشمنوں کا اسلحہ جو پھٹتا نہیں تھا۔

☆ افغان مجاہدین لیڈر حقانی کو ایک بلٹ کا اس کی بیلٹ کو ہٹ کرنا۔

☆ شہید جو اپنے ریوالور چھوڑنے سے انکار کر دیتے ہیں سوائے مسلمانوں کے۔

☆ شہید جو مرنے کے بعد مسکراتا ہے۔

ناقابل فہم قسم کے دیومالائی قصے جو جنگجوؤں کو لڑائی میں مصروف رکھنے کے

لیے سنائے گئے تھے جو کہ روس کے خلاف 1979ء سے لے کر 1989ء تک جاری رہی۔ مزید برآں ان دیومالائی قصوں کے پیچھے وہ جنگجو تھے جو پہاڑوں، چٹانوں، زمین، موسموں اور دیگر چیزوں کو خدا کے فضل سے اپنے حق میں سمجھتے تھے۔

تقریباً اسی قسم کے دیومالائی قصے ہیں جو عراق کی باغی شورش کے پیچھے کارفرما ہیں جو کہ اتحادی افواج کے خلاف لڑی جا رہی ہے۔ ہمیں اس قسم کی مہارت دریافت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ان خیالی باتوں کو کھول کر ان گمراہ اور ان پڑھ لوگوں کو جہاد میں شریک ہونے سے روک سکیں۔

عزام بڑی ہوشیاری سے سوویت افغان جنگ کو سنی اسلامک فتح باور کرانا چاہتا ہے جو کہ کسی بھی لحاظ سے ایرانی انقلاب جو کہ 1979ء میں شیعہ فرقہ کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا تھا کے برابر نہیں ہے۔ عزام یہ کہتے ہوئے امریکہ پر حملہ کرتا ہے کہ امریکہ کبھی بھی اسلامی ریاست قائم ہونے کی اجازت نہیں دے گا اور روسی فوجوں کے افغانستان سے انخلا کے لیے امریکہ کے ذریعے مذاکرات کرنا ایک غلطی ہو گا۔ افغانستان پر روس کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے اس نے سادہ طریقہ اپنایا جس سے پیچیدہ حکمت عملیاں جو کئی ملکوں نے سوچ رکھی تھیں جس میں بالترتیب پاکستان، یو ایس اے، سعودی عریبیہ، مصر اور کئی دوسرے ممالک شامل ہیں بے سود ثابت ہوئیں۔

عزام کا سوویت جہاد کے بعد واضح جنگی حکمت عملی کا تصور

عزام تب اپنی بحث کا رخ سوویت افغان جنگ کے بعد کے حالات کی طرف مڑتا ہے۔ اس کے تصور میں ظاہر شاہ، جو معزول بادشاہ روم میں بیٹھا ہوا ہے کو نئی بننے والی حکومت میں شامل کرنا نہیں ہے۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ افغان جنگجو سیاف اور گلبدین حکمت یار نے اس کی مخالفت کی ہے۔ وہ افغانستان میں ایک اسلامی

ریاست کا قیام چاہتا ہے جو کہ روس کا دیا ہوا فارمولا ہے جس میں شمالی افغانستان میں شام کے (کمیونسٹ عرب حکومت) کے دستوں کی موجودگی میں ایک بفر ریاست بنائی جائے یہ فارمولا رائج الوقت سوویت افغان جنگ کے ادبی پاروں میں کہیں نہیں ملتا اب یہ معلوم نہیں کہ عزام نے کتنی سادگی سے یہ سازش تیار کی ہے۔ عزام اور اس کے دو جنگجو افغان راہنما سیاف اور حکمت یار ظاہر شاہ اور اس کے وزراء کے آئینی مسودے کے خلاف دیوار بن کے کھڑے ہیں۔ عزام اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ سیاف نے اسلام کے مقدس شہر مکہ میں کعبہ کے مقام پر اپنے لوگوں سے بیعت لی ہے۔ سیاف نے کعبہ میں دو گھنٹے گزارے اور مجلس شوریٰ کے 57 میں سے 42 ووٹ حاصل کیے لہٰذا وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ ظاہر شاہ سے زیادہ امارت کا حق دار ہے۔ بلاشبہ عزام نے کبھی بھی مجلس شوریٰ کا ذکر نہیں کیا صرف پختون قبائل کے ایک گروہ کی نمائندگی اس کو حاصل ہے۔ بقایا افغان قبائل اور دوسرے علاقائی گروہ اور فرقے اس نے شامل نہیں کیے حتیٰ کہ گلزئی پختون بھی اس سے دور رکھے گئے ہیں۔

عزام افغان مجاہدین اور ان کے اتحادی عرب جنگجوؤں کے جذبوں اور ولولوں کا ذکر کرتا ہے جو ان کو سابقہ روسی پرائم منسٹر کانسٹنٹن چرنینکو کے قائم کردہ اجتماعی عقوبت خانوں سے کھینچ کر میدان میں لے آئے جس سے ان کو دیہی علاقوں میں بڑی شہرت ملی اور جو مہاجرین بارڈ پار کر کے پاکستان کے کیمپوں میں مقیم ہوئے اور مدرسوں (سیاسی ایجنڈے پر قائم کردہ دینی سکول) میں نفرت کی آگ بڑھا کر جنگجوؤں کی ایک نئی نسل بھرتی کی۔ عزام اپنے قارئین کو بتاتا ہے کہ خدا نے یہ پہاڑ اور ان میں بسنے والے لوگ خاص طور پر جہاد ہی کے لیے تیار کیے ہیں۔ عزام پاکستان کے شمال مغربی سرحد صوبہ کے ساتھ 2200 کلومیٹر لمبا کھلا بارڈر اور ہزاروں میل لمبا ایران کے ساتھ بارڈر کا بھی

تذکرہ کرتا ہے ایسے علاقے جن پر کوئی حکومت نہیں وہ مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں جہاں پہ وہ اسلامی شریعت نافذ کر کے اور سکول بنا کر اپنے کنٹرول میں رکھے ہوئے ہیں۔ عزام جہاد کے تجارتی پہلو کو لڑائی کے ذریعے اسلام کی دعوت کو پھیلانے کا کام کرتا ہے۔ ظلم و تشدد اور جبر کے ذریعے اسلام کا پھیلاؤ جو قرآن میں منع کیا گیا ہے وہ مرحوم عزام کو ذرہ برابر بھی پریشان نہیں کرتا۔ عزام جو مدد سوویت یونین سے حاصل کر کے سکولوں اور کیمپوں جو جہادیوں کے موافق ہے پر فخر کرتا ہے۔ کچھ امداد جو مجاہدین کو ملی وہ رشوت کے طور پر وصول کی گئی، جعلی رسیدوں اور بدعنوانیوں کا ذریعہ بھی اختیار کیا گیا۔ عزام لکھتا ہے کہ روسی حکام سکولوں اور نصاب کے درمیان فرق نہیں کر سکتے تھے۔

افغانستان کا بارڈر تاجکستان، ازبکستان، ترکمانستان، کیرغزستان اور قازقستان سے ملتا ہے۔ جہاد کا جذبہ اسی طرح پھیلتا جائے گا جب تک تمام 5 ممالک (سابقہ سوویت یونین ریپبلک) کو فتح کر لیا جائے آزاد کر لیا جائے اور متحد کر دیا جائے۔ عزام کہتا ہے کہ یہ تمام علاقے سابقہ مسلمانوں کی سرزمینیں تھیں جو کہ مصنوعی بارڈر کے ذریعے سوویت یونین نے اپنے قبضے میں کی ہوئی تھیں۔

عزام انوکھی اور خیالی باتوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حل بتاتا ہے

عزام انتہائی غیر مدلل انداز سے سوویت افغان جنگ کے تصفیے کا اعلان کرتا ہے جو اگرچہ ناقابل یقین ہے لیکن بڑی احتیاط سے جانچا جانا چاہیے چونکہ یہ مخالفانہ حقیقتوں پر مبنی خیال کیا جاتا ہے۔

330,000 مجاہدین جو 200,000 روسیوں کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ یہ تعداد مشتبہ ہے:

☆ ریاستہائے متحدہ امریکہ سوویت افغان جنگ کو طول دینا چاہتا ہے۔ اس کشمکش

کے پس منظر میں سرد جنگ کی کوئی تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے۔

☆ اگر کافر مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو یا مسلمان قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوں کافروں کی زمین پر تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

☆ اگر تم آنکھیں بند کر کے عزام کے مقدمہ پر یقین کر لو کہ جہاد فرض عین (اجتماعی فرض) ہے تب وہ کہے چلا جاتا ہے کہ جہاد تمام افغانوں پر لازم ہے اور ان تمام مسلمانوں پر جو افغانستان کے بارڈر پر لگتے ہیں 88 کلومیٹر تک کیوں نہیں یہ فاصلہ بیان کیا جاتا۔

☆ اجتماعی فرض کا مطلب ہے کہ لڑائی میں خود حصہ لیا جائے یا جنگی سامان کی نقل و حرکت کے لیے مدد، روپیہ پیسہ، خوراک، عطیات، مراعات و سہولیات، بھرتی اور ویزا وغیرہ میں مدد دی جائے۔ اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مسلمان جو فنی مہارت رکھتے ہوں جیسا کہ انجینئرز، ڈاکٹر، صحافی اور ایسے حضرات جو عسکری تربیت رکھتے ہوں وہ بھی اپنا حصہ ڈالیں عزام نے سوویت افغان جہاد میں خاص طور پر ڈاکٹروں، کیمرہ مین صحافیوں اور دوسرے صحافیوں کو بھرتی کرنے کا خیال اپنے ذہن پر مسلط کیا ہوا ہے۔

☆ یہ ترتیب جو عزام اپنی تحریر میں لکھتا ہے نہ صرف افغانستان کے لیے قابل عمل ہے بلکہ فلسطین کے لیے بھی۔

اس کے بعد عزام اس بات کا نقشہ تیار کرتا ہے کہ کیسے لوگ سوویت افغان جنگ کی مدد کریں۔ وہ مسلمانوں کے ہر ادارے، کالج سے اپیل کر کے اپنا آغاز کرتا ہے کہ ہفتے میں ایک دن سوویت یونین کے خلاف جہاد کی فتح کے لیے وقف کریں۔ اس دن کو چندہ جمع کرنے کے لیے مقرر کریں۔ اس کے بعد وہ عرب میڈیا سے چاہتا

ہے کہ وہ اپنے کالجوں اور ریڈیو میں ہوائی اعلان کریں تاکہ سوویت جہاد کے لیے لوگوں میں آگاہی حاصل ہو۔ وہ مسلمانوں کے ہر خاندان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے ایک دن کا راشن کھانا پینا سوویت افغان جہاد کی حمایت میں مختص کریں۔ وہ پشاور کے دوروں کا انتظام کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ مسلمانوں کو آگاہی حاصل ہو اور ان کو احساس ہو کہ سوویت افغان ظلم و جنگ کی وجہ سے پاکستان میں کیا ہو رہا ہے۔ غور کرو کہ کیسے وہ معاشرے کی ہر سطح کو بااختیار بنانے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ وہ یہیں بس نہیں کرتا بلکہ وہ ڈاکٹروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ سال میں ایک مہینہ پاکستان کے مہاجرین کے کیمپوں میں افغانیوں کی خدمت کے لیے وقف کریں اور بہتر خدمت کے لیے مجاہدین کے ساتھ لڑائی کے میدانوں میں خدمات انجام دیں، عزام صحافیوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مجاہدین کے ساتھ ان کی یونٹوں کے ساتھ بندھ جائیں اور جہاد کی رپورٹنگ کریں اور جنگجو مجاہدوں کے مایہ ناز کارناموں کو تحریر کریں۔ وہ اپنی اپیل ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہے کہ مسلمانوں کو بااختیار بنانے کے لیے جہاد کے کئی پہلوؤں کے ذریعے عرب ملکوں سے افغان مجاہدین کے ایڈ آفس کھولنے کی اجازت چاہتا ہے۔

خلاصہ:

کتاب کا اختتام عطیہ کی استدعا کے ساتھ ہوتا ہے حتیٰ کہ جس میں بذریعہ تار پیسے منتقل کرنے کے لیے بیت المال کویت اکاؤنٹ نمبر 1920 یا دوبئی اسلامک بینک اکاؤنٹ نمبر 1335 دیا گیا ہے۔ عزام کی طرف سے آخری فقرہ جو اس نے لکھا ہے اس کی پرجوش پکار ہے۔ ''مسلمانو بیدار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ یہ موقع تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔'' عزام جہادی سبق اور پختہ بنیاد یعنی القاعدہ الصلباء دوسرے علاقوں کو برآمد کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد گناہوں سے پاک کرنے والے پرتشدد جہاد کو فلسطین اور سابقہ

سوویت ریاستوں کو منتقل کرنا ہے۔ صرف اس پر نہ رہیں کہ عزام کو مرے ہوئے ایک عشرے سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے اور اس کے جنگی حکمت عملی کے آخری مقصد کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نئے حوالوں جو جاری کشمکشوں کا مرکز ہیں جیسا کہ خراسان، چیچینیا اور بخارا اور سمرقند اور دوسرے حوالے بھی ہیں۔ سابقہ اسلامی مشرقی وسطی ایشیاء اور سابقہ اسلامی سوویت ریاستیں بھی اس حوالے میں شامل ہیں۔ یہ قارئین کے لیے نہایت اہم ہے کہ وہ شیخ عزام کے خیالی نظریات سے پرے بھی دیکھیں اور اس کی جنگی چالوں کارروائیوں اور حکمت عملی کو داد دیں جو وہ القاعدہ حماس اور دوسرے جنگجو گروپوں کو وصیت کر کے گیا ہے۔ نومبر 1989ء کو اس کے قتل کے فوراً بعد شہید مذہبی رہنما کا دائرہ عقیدت بڑھنا شروع ہوگیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی چھپنے والی کتاب جس میں اس کے واعظوں کا مجموعہ التربیتہ۔ الجدیدہ والبنا (جدید خود نظمی اور تعمیر نو) اس کے حتمی جذبات کا اظہار کرتی ہے۔ 1992ء کو پہلے پشاور پاکستان میں شائع ہوئی اور اس کے بعد مڈل ایسٹ میں یروشلم پرنٹنگ ہاؤس کے ذریعے وہ دستیاب ہوئی۔ یہ بلاشبہ عزام کے اسلامی جنگجویانہ نظریات کی حامل ہے۔ وہ اس کتاب کا آغاز صوفی ازم، بہائیوں اور دوسرے اسلامی فرقوں جو جہاد کو ایک مسلک کی قرآنی تشریحات کی نظر سے دیکھتے ہیں پر تنقید کرتے ہوئے کرتے ہیں جس سے شدت پسند سنی سلفی گروپ وجود میں آیا عزام نہ صرف سوویت یونین پر فتح خیال کرتا ہے بلکہ وہ اگلی نسلوں کو بھی اس کے لیے تیار کرتا ہے جو چیز اس کے ذہن پر ہر وقت سوار رہتی تھی وہ اس کے چھوڑے ہوئے ترکہ اسامہ بن لادن اور القاعدہ کی شکل میں بڑی حد تک وجود پا چکی ہے۔ القاعدہ کے نام کا وجود عزام کے خطبات اور تحریروں میں بکثرت ملتا ہے۔ یہ ایک بنیادی معلومات یا بنیاد نہیں ہے بلکہ یہ ایک بختہ بنیاد ہے جس میں:

1- ایک منہج (اسلامی شرعی نظام) رائج ہے (چار مکتبہ فکر کے لوگ شیعہ کے گروہ اور رکئی صوفی فرقے)۔

2- بنیاد پرستی پر مشتمل تشریحات (عزام کی تخلیق کردہ) جن پر عمل پیرا ہوا جاتا ہے۔

3- ایک پختہ بنیاد جو خود نظم جنگجوؤں پر مشتمل ہے جو ہراول دستے کا کام کرتے ہیں جو پوری دنیا میں مظلوم مسلمانوں کا دفاع کرتے ہیں جو ایک محاذ سے دوسرے محاذ پر لڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔

4- ایک شخص اپنے تقویٰ (اللہ سے ڈر) کی بناء پر ماپا جاتا ہے۔

5- اسلامی شدت پسندوں کی تحریک ان کی تقسیم کو ہلکا کر دیتی ہے اور ایک مقصد کے لیے ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔

6- سلفی حضرات اسلام کے متعلق عالمی معاملات کے تناظر میں دیکھتے ہیں وہ نہ تو روزانہ کے اور نہ ہی علاقائی مفادات کے لحاظ سے بلکہ مسلمانوں کے عالمگیر مجموعی مفادات کا خیال رکھتے ہیں۔

عزام، بن لادن اور ظواہری کی طرح جدید دور کا ابن تیمیہ (1296-1328 صدی عیسوی) کا ظہور ہے۔ یہ مضمون ان الفاظ کے ساتھ ختم ہوگا جو عزام ابن تیمیہ کے بارے میں لکھتا ہے۔ ابن تیمیہ ایک شدت پسند اور تباہ کن اسلامی تعلیمات کا ترجمان اور پرتشدد تعلیمات کا بانی ہے۔ جو قاری کے ذہن پر ہمارے دشمن کی گہری نظریاتی بنیادوں پر غور کرنے کا تاثر چھوڑتا ہے۔ عزام کہتا ہے کہ ابن تیمیہ کے آخری ایام جیل میں گزرے تھے۔ اس کو تبلیغ اور دوسرے مسلمانوں کو برا بھلا کہنے پر پابندی اور خاموش رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ جو لوگ اس سے اتفاق نہ کریں ان کو مرتدین اور منحرفین قرار دیتا تھا۔ وہ اپنے قید کرنے والوں کو کہتا تھا کہ میری جنت اس زمین پر نہیں ہے لیکن یہ میری روح میں ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں لکھتے ہوئے جاری رکھتا ہے جو مسلمان اس کے نظریات یا خیالات سے اتفاق نہیں کرتے تھے یا مختلف انداز سے سوچتے تھے وہ

دمشق کی جیل کی دیوار پر ان کے خلاف مذمتی بیان لکھتا تھا۔ چھ سو سال کے بعد عوام نے سعودی عرب کے تیل کے پیسوں سے ابن تیمیہ کے نظریات کو پوری دنیا میں خوب پھیلایا۔ یہ اسلام نہیں ہے جس کے ہم خلاف ہیں اور جنگ برپا کیے ہوئے ہیں بلکہ یہ ایک چھوٹا سا گروہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کو ایک جیسا ملامت کرتے ہیں وہ ایسا ابن تیمیہ، سید قطب، ابولاعلیٰ مودودی اور عزام کی کتابوں کے ذریعے عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس نظریے کو بدنام اور آڑے ہاتھ لینا چاہیے جس سے القاعدہ اور دوسرے شدت پسند گروپوں کو کمزور کیا جا سکے کیونکہ یہ گروہ ایک مخصوص نظریے کے اسلام کو دوسرے مسلمانوں پر لاگو کرنا چاہتے ہیں۔

ایڈیٹر کی وضاحت:

ایل سی ڈی آر ابوالعینین کو اسلامی جہادی نظریہ کا ایک متحرک مفکر سمجھا جاتا ہے۔ ان کو محکمہ دفاع میں ایک اعلیٰ درجے پر فائز مشیر کا استحقاق حاصل رہا ہے۔ جنہوں نے 2002ء سے لے کر 2006ء تک دفتر سیکرٹری دفاع میں خدمات انجام دیں۔ ایل سی ڈی آر ابوالعینین اس وقت محکمہ دفاع میں مشرق وسطیٰ کے تجزیہ نگار ہیں۔ وہ John T. Hughs لائبریری واشنگٹن ڈی سی کے شکرگزار ہیں جو لائبریری آف کانگریس کے نام سے بھی جانی جاتی ہے جس نے عزام کی کتب مطالعہ اور تجزیے کے لیے ان کو مہیا کیں۔ ایل سی ڈی آر ابوالعینین کیپٹن یوجین سمال وڈ، ایم ایس سی، یو ایس این جو محکمہ دفاع کے سیکرٹری کے دفتر سے تعلق رکھتے ہیں ان کے گہری علمی تحقیق اور تبصرے کے لیے جس نے اس کام کو بہتر بنانے میں مدد دی کے بھی شکرگزار ہیں۔ کیپٹن سمال وڈ ایک بڑے اچھے دوست، ہمدرد اور مشیر کے طور پر سالہا سال سے میرے ساتھ وابستہ رہے ہیں۔

استاد سیاف کے پیش لفظ سے اقتباسات

الحمد للہ و کفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

نبی اکرم حضرت محمد ﷺ نے مسلم معاشرے کو دو گروہوں میں تقسیم نہ کیا کہ ایک تاجر اور دوسرا کسان ہو جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہ یہ مسلمانوں کی افواج کو اسلحہ سے لیس کریں گے اور غریب صحابہ کرام جنگ جو ہوں گے جیسا کہ حضرت بلال، عمار بن یاسر اور صہیب رومی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حالانکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بنفس نفیس جہاد میں حصہ لیا۔

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو ان معجزات و کرامات پر یقین نہیں رکھتے، چونکہ وہ دنیاوی آرزؤں اور مادی خواہشات میں اس حد تک منہمک ہیں کہ جہاد کے حقائق پر ان کی نظر نہیں جا سکتی اس کے لیے میں ان کو موردِ الزام نہیں ٹھہراتا۔

اس کی تمنا صرف وہ کرتا ہے جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا ہو چکھا ہو اور پہچان لیا ہو جس نے اسے دیکھا ہو اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے صرف اس کے بارے میں سنا ہو میں ان تمام لوگوں کو جو ان معجزات / کرامات کا انکار کرتے ہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس سرزمین کی سیر کریں اور خود دیکھیں کہ جہاد کی سرزمین پر اللہ تعالٰی کی نصرت و قدرت کے کیسے کیسے معجزات رونما ہوتے ہیں اور وہ اللہ جل جلالہ کس طرح اپنی عظیم الشان قدرتوں کے ساتھ میدان جنگ کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

جہاں تک ان مسلمان مصنفین اور ناشرین کا تعلق ہے جو اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتیں اور توانائیاں بے بنیاد شعبدے بازیوں، من گھڑت قصے کہانیوں اور افسانوی ادب پر خرچ کرتے ہیں، میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنے قیمتی وقت میں سے ایسے واقعات پر لکھیں جو

ان کے وہم وگمان سے بھی پرے ہو۔ افسانوں سے عجیب وغریب نئی لکھی جا رہی تاریخ اور خون سے بھیگی ہوئی تحریریں ہوں۔

جہاں تک افغان معاملے کا تعلق ہے یہ علاقائی معاملے سے زیادہ امت مسلمہ کا معاملہ بن گیا ہے میں اپنے مسلمان بھائیوں کی توجہ اس حقیقت کی طرف دلانے کا خواہشمند ہوں کہ ہم نے یہ جہاد ریوالوروں کے ساتھ شروع کیا اور ہمارے پاس ایک رائفل بھی نہیں تھی آغاز میں افغانی قوم نے روسی ٹینکوں کا مقابلہ کنکروں اور پتھروں سے کیا۔

افغانی قوم واضح ایمانی حقائق سے قائل ہوگئی ہے کہ

☆ اللہ عزوجل روس سے زیادہ طاقتور ہے۔

☆ اللہ عزوجل کو کبھی شکست نہیں ہوسکتی نہ اسے مغلوب کیا جاسکتا ہے۔

☆ باذن اللہ ہم بہت جلد روس کو شکست سے دوچار کردیں گے۔

ہم خواہش کرتے ہیں کہ جو لوگ دنیا کے کونے کونے پر گھومنے پھرنے اور سیر کرنے کی غرض سے جاتے ہیں کہ وہ اس حدیث نبوی ﷺ پر غور کریں "میری امت کی سیاحت جہاد ہے" اور ہماری خواہش ہے کہ جہاد کو ترک نہ کریں اس سلسلے میں فرمان نبوی ﷺ پیش نظر رہے، ابوداؤد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے قوی اسناد کے ساتھ ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ

"من لم يغز او يجهز غازيا او يخلف غازيا في اهله بخير اصابه الله بقارعة قبل يوم القيمة"

(جس نے نہ جنگ میں حصہ لیا نہ کسی غازی مجاہد کو تیار کیا نہ اس کے پیچھے اس کے اہل وعیال کی خیر خیریت دریافت کی اسے اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے ایک بڑی

مصیبت سے دوچار کرے گا) (ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ زاد المعاد جلد سوم جلد سوم تخریج ارناؤ وطا)

میں مسلمانوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی پیش کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاد یا قتال کا اجر کتنا عظیم ہے۔

"رقیام ساعة فی الصف للقتال فی سبیل الله خیر من قیام ستین سنة"

(اللہ کے راستے میں قتال کی خاطر ایک ساعت صف میں کھڑے رہنا ساٹھ سال تک قیام کرنے سے بہتر ہے)

(یہ حدیث صحیح ہے اسے امام احمد ترمذی اور حاکم نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے سلسلہ احادیث صحیحہ ص ۹۰۲، صحیح الجامع ص ۴۳۰۵)

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مصنف کی کاوش کو خالص اپنی رضا کے لیے قبول کرلے اے میرے اللہ ہم آپ کی شان بیان کرتے ہیں تمام تعریفیں آپ ہی کے لیے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ہم آپ کی رحمت اور مغفرت چاہتے ہیں اور ہم نے آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (آمین)

عبدالرب رسول السیاف

نوٹ: استاد سیاف افغانستان میں جائنٹ کونسل آف مجاہدین کے امیر تھے۔

باب : 1

حیرت انگیز واقعات

(مہربان رب کی نشانیاں)

معجزات اور کرامات کے بارے میں ضروری وضاحت

(۱)......معجزات اور کرامات مافوق الفطرت اور عجیب وغریب واقعات کے رونما ہونے کو کہتے ہیں یہ حیرت انگیز واقعات ہمیشہ سے وقوع پذیر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے یہ واقعات انسانی عقل سے بالا تر اور انسانی طاقت سے باہر غیر معمولی طور پر پیش آتے ہیں۔

(۲)......مافوق الفطرت واقعات نبی یا رسول کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں کبھی کبھار اولیاء اللہ جو مقربین الٰہی ہوں یا صالحین کے ہاتھوں سے بھی ظاہر ہوجاتے ہیں۔ یہ بعض اوقات کافر اور فاجر (فاسق اور گناہ گار) سے بھی ظاہر ہوجاتے ہیں۔

(۳)...... حیرت انگیز واقعات جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھوں سے ظاہر ہوں انہیں معجزات کہا جاتا ہے۔ جو اولیاء اللہ اور صالحین کے ہاتھوں سے ظاہر ہوں انہیں کرامت کہا جاتا ہے۔

۔ جو عجیب وغریب واقعہ کسی فاسق وفاجر اور کافر شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہو وہ شیطان کا فعل ہوتا ہے اسے سحر یا جادو کہا جاتا ہے۔

قرآنی آیات سے معجزات کی حقیقت

معجزات اور کرامت کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ہمیں قرآن حکیم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ جب نبی اکرم حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کے لیے قریش مکہ نے یہ مطالبات پیش کئے۔

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

(سورہ بنی اسرائیل ۱۷: آیات ۹۰ سے ۹۳)

ترجمہ: "انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان لانے کے نہیں تاوقتیکہ آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کردیں یا خود آپ کے لیے ہی کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اور اس کے درمیان آپ بہت سی نہریں جاری کر دکھائیں یا آپ آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرادیں جیسا کہ آپ کا گمان ہے یا آپ خود اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکھڑا کریں، یا آپ کے اپنے لئے کوئی سونے کا گھر ہو جائے یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم تو آپ کے چڑھ جانے کا بھی اس وقت تک ہرگز یقین نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ہم پر کوئی کتاب اتار لائیں جسے ہم خود پڑھ لیں اے پیغمبر (ﷺ) آپ جواب دیں کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک انسان ہی

ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔"

ان آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب کے اندر تو ہر طرح کی طاقت ہے وہ چاہے تو تمہارے مطالبات آن واحد میں لفظ کُن سے پورے فرمادے لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو ایک بشر ہی ہوں کیا کوئی بشر ان چیزوں پر قادر ہے؟ جو مجھ سے ان کا مطالبہ کرتے ہو ہاں اس کے ساتھ میں اللہ کا رسول بھی ہوں لیکن رسول کا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے سو وہ میں نے پہنچا دیا اور پہنچا رہا ہوں لوگوں کے مطالبات پر معجزات ظاہر کر کے دکھانا یہ رسالت کا حصہ نہیں ہے البتہ اگر اللہ چاہے تو صدق رسالت کے لیے ایک آدھ معجزہ دکھا دیا جاتا ہے لیکن لوگوں کی خواہشات پر اگر معجزے دکھانے شروع کر دیئے جائیں تو یہ سلسلہ کہیں بھی جا کر نہیں رکے گا، ہر آدمی اپنی خواہش کے مطابق نیا معجزہ دیکھنے کا آرزو مند ہوگا اور رسول پھر اسی کام پر لگا رہے گا، تبلیغ و دعوت کا اصل کام ٹھپ ہو جائیگا اسی لیے معجزات کا صدور صرف اللہ کی مشیت سے ہی ممکن ہے اور اس کی مشیت اس حکمت و مصلحت کے مطابق ہوتی ہے جس کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں۔ میں بھی اس کی مشیت میں دخل اندازی کا مجاز نہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مثال میں اللہ تعالیٰ نے معجزے دکھائے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئے چنانچہ سورہ آل عمران ۴۹ آیت میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ

نَبِّئُكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○

(سورہ آل عمران ۳، آیت ۴۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں۔ میں تمہارے لیے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں اور مردے کو جلا دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو میں تمہیں بتا دیتا ہوں اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایماندار ہو۔"

اس آیت میں دو بار "باذن اللہ" (اللہ کے حکم سے) کہنے سے مقصد یہی ہے کہ کوئی شخص اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے کہ میں خدائی صفات یا اختیارات کا حامل ہوں۔ نہیں میں تو اس کا عاجز بندہ اور رسول ہی ہوں یہ جو کچھ میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہا ہے معجزہ ہے جو محض اللہ کے فضل اور حکم سے صادر ہو رہا ہے امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانے کے حالات کے مطابق معجزے عطا فرمائے تاکہ اس کی صداقت اور بالا تری نمایاں ہو سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگری کا بڑا زور تھا انہیں ایسا معجزہ عطا فرمایا گیا جس کے سامنے بڑے بڑے جادوگر اپنا کرتب دکھانے میں ناکام رہے جس سے ان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت واضح ہو گئی اور وہ ایمان لے آئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا بڑا چرچا تھا، چنانچہ انہیں مردہ کو زندہ کر دینے، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینے کا معجزہ عطا فرمایا گیا جو کوئی بھی بڑے سے بڑا طبیب اپنے فن کے ذریعے سے کرنے پر قادر نہیں تھا۔ ہمارے پیغمبر نبی کریم ﷺ کے دور میں شعر و ادب اور فصاحت و بلاغت کا زور تھا

چنانچہ انہیں قرآن جیسا فصیح و بلیغ اور پُر اعجاز کلام عطا فرمایا گیا، جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا بھر کے فصحا و بلغاء اور ادباء و شعراء عاجز رہے اور چیلنج کے باوجود آج تک عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔ (ابن کثیر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ رب العالمین کے جو احسانات تھے ان کا تذکرہ سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۱۰ میں اس طرح کیا گیا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

(سورہ المائدہ آیت ۱۱۰)

ترجمہ: "جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ عیسیٰ بن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے، جب میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم لوگوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جب کہ تم میرے حکم سے گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب کہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جب کہ میں نے بنی

اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ بجز کھلے جادو کے یہ اور کچھ بھی نہیں"

ہر نبی اور رسول کے مخالفین، آیات الٰہی اور معجزات دیکھ کر انہیں جادو ہی قرار دیتے رہے ہیں۔ حالانکہ جادو تو شعبدہ بازی کا ایک فن ہے جس سے انبیاء علیہم السلام کو کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ علاوہ ازیں انبیاء اور رسل کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے معجزات قادر مطلق اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت کا مظہر ہوتے تھے، کیونکہ وہ اللہ ہی کے حکم سے اور اس کی مشیت وقدرت سے ہوتے تھے کسی نبی کے اختیار میں یہ نہیں تھا کہ وہ جب چاہتا اللہ کے حکم اور مشیت کے بغیر کوئی معجزہ صادر کر کے دکھا دیتا، اسی لیے یہاں بھی دیکھ لیجئے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہر معجزے کے ساتھ اللہ نے چار مرتبہ یہ فرمایا "بِاِذْنِیْ" کہ ہر معجزہ میرے حکم سے ہوا ہے۔

بہر حال انبیاء کے معجزات کا جادو سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اگر ایسا ہوتا تو جادوگر اس کا توڑ مہیا کر لیتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے ثابت ہے کہ دنیا بھر کے جمع شدہ بڑے بڑے جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا توڑ نہ کر سکے اور جب ان کو معجزہ اور جادو کا فرق واضح طور پر معلوم ہوگیا تو وہ مسلمان ہوگئے۔

قرآنی آیات کی رُو سے کرامات کی حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں تذکرہ فرماتے ہیں۔ سورہ آل عمران آیت ۳۷ میں ارشاد ربانی ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يٰمَرْيَمُ

اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

ترجمہ: ''جب کبھی زکریا علیہ السلام ان کے حجرے میں جاتے ان کے پاس روزی رکھی ہوئی پاتے وہ پوچھتے اے مریم! یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ وہ جواب دیتیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے شمار روزی دے''

اس آیت میں محراب سے مراد حجرہ ہے جس میں حضرت مریم رہائش پزیر تھیں۔ رزق سے مراد پھل ہیں یہ پھل ایک تو غیر موسمی ہوتے گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی کے موسم میں ان کے کمرے میں موجود ہوتے، حضرت زکریا علیہ السلام یا کوئی اور شخص لا کر دینے والا نہیں تھا۔ اس لیے حضرت زکریا علیہ السلام نے ازراہ تعجب و حیرت پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ گویا حضرت مریم کی کرامت تھی۔

معجزہ اور کرامت خرقِ عادت امور کو کہا جاتا ہے۔ یعنی جو ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہو یہ کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اسے معجزہ اور کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اسے کرامت کہا جاتا ہے یہ دونوں برحق ہیں تاہم ان کا صدور اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ نبی یا ولی کے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ معجزہ اور کرامت، جب

چاہے، صادر کردے اس لیے معجزہ اور کرامت اس بات کی تو دلیل ہوتی ہے کہ یہ حضرات اللہ کی بارگاہ میں خاص مقام رکھتے ہیں لیکن اس سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ ان مقبولین بارگاہ کے پاس کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار ہے جیسا کہ اہل بدعت اولیاء کی کرامتوں سے عوام کو یہی کچھ باور کرا کے انہیں شرکیہ عقائد میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ایک شخص کے بارے میں سورہ النمل میں ذکر ہے جو پلک جھپکنے میں ڈیڑھ دو ہزار میل کا فاصلہ جو دو طرفہ تین ہزار میل بنتا ہے مآرب (یمن) سے تخت اٹھالائے جو ملکہ سبا کی ملکیت تھا۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ○

(سورہ النمل، آیت ۴۰)

ترجمہ: "جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول اٹھا کہ آپ پلک جھپکائیں اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں، جب آپ نے اسے اپنے پاس موجود پایا تو فرمانے لگے یہی میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکرگزاری کرتا ہوں یا ناشکری، شکرگزار اپنے ہی نفع کے لیے شکرگزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار (بے پروا بزرگ ہے) غنی اور کریم ہے"۔

یہ کون شخص تھا جس نے یہ کہا؟ یہ کتاب کونسی تھی؟ اور یہ علم کیا تھا جس کے زور پر یہ دعویٰ کیا گیا؟ اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں ان تینوں کی پوری حقیقت اللہ ہی جانتا ہے یہاں قرآن کریم کے الفاظ سے جو معلوم ہوتا ہے وہ اتنا ہی ہے کہ وہ کوئی

انسان ہی تھا جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا اللہ تعالیٰ نے کرامت اور اعجاز کے طور پر اسے یہ قدرت دے دی کہ پلک جھپکنے میں وہ تخت لے آیا۔ کرامت اور معجزہ نام ہی ایسے کاموں کا ہے جو ظاہری اسباب اور امور عادیہ کے یکسر خلاف ہوں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت سے ہی ظہور پزیر ہوتے ہیں۔ اسی لیے نہ شخصی قوت قابل تعجب ہے اور نہ اس علم کے سراغ لگانے کی ضرورت ہے جس کا ذکر یہاں ہے کیونکہ یہ تو اس شخص کا تعارف ہے جس کے ذریعے سے یہ کام ظاہری طور پر انجام پایا، ورنہ حقیقت میں تو یہ مشیت الٰہیہ ہی کی کارفرمائی ہے کہ وہ چشم زدن میں جو چاہے کرسکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اس حقیقت سے آگاہ تھے اس لیے جب انہوں نے دیکھا کہ تخت موجود ہے تو اسے فضل ربی سے تعبیر کیا۔

معجزات، کرامات کے بارے میں علماء کرام کی رائے

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں "کئی ایسے واقعات جو معجزات کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں اولیاء اللہ سے بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں جیسا کہ معجزاتی طور پر رزق کی فراہمی ہو جاتی ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ اولیاء اللہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرتے مگر انبیاء کی اتباع اور سنت پر عمل کرنے کی بنا پر ان کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے پھر بھی جو واقعات اور امور انبیاء کو پیش آتے ہیں وہ انبیاء کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن جو اللہ کا کلام ہے رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے یہ اللہ کی کسی اور مخلوق پر نازل نہیں ہو سکتا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اولیاء کرام کی کرامات کے قائل ہیں اس گروہ، فرقہ کے مقابلے میں جو معتزلہ کہلاتا ہے اور کرامات' اولیاء اللہ کی خواہش اور ارادے سے ظاہر نہیں ہوتیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی" کی رائے میں کرامات اور معجزے کسی بھی شخص کے ارادے اور مرضی کے ساتھ وقوع پذیر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہ اختیاری ہوتے ہیں کہ جب بھی نبی یا ولی خواہش کرے وہ اسے ظاہر کر کے دکھا دے ایسے امور جب اللہ تعالیٰ اپنی ابدی حکمت اور مشیت کے ساتھ ظاہر کرنا چاہیں کر کے دکھا دیتے ہیں اس میں وہ شخص ارادہ کرے یا نہ کرے اس کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہو جاتے ہیں۔

(۴)...... کرامت کے وقوع پذیر ہونے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کرامت انجام دینے والا دوسروں سے بہتر ہے، دراصل بعض اوقات کرامت دکھانے والے کی اللہ کی نظر میں قدر کم ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے دل میں ریاکاری اور دکھلاوا آجانے سے تکبر کا اظہار

ہوجاتا ہے۔اسی لیے بزرگان دین اور اولیاء اللہ جب کبھی ان کے ہاتھ سے کوئی کرامت ظاہر ہوجاتی تو استغفار فرماتے تھے یعنی اللہ سے بخشش اور عفوودرگزر کی دعا کرتے اسی طرح جیسے کسی گناہ کے بعد استغفار کی جاتی ہے۔

(۵)......اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مقربین کو مشکل سے نکالنے کے لیے اس کا اظہار فرمادیتے ہیں یا اس کے دشمن کو دین اسلام کی سچائی کی نشانی دکھادیتے ہیں۔

(۶)......اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں خواہ ان کو کوئی کشف ہو یا معرفت حاصل ہو یا کسی کرامت کا ظہور ہو یا نہ ہو۔

(۷)......علم (قرآن وسنت اور شریعت) اور عمل (صالح اعمال) ہی اللہ کے اولیاء اور شیطان کے اولیاء کے درمیان بڑا فرق رکھتے ہیں۔جولوگ قرآن وسنت کے پابند ہوں ان کے ہاتھ سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے اور جو نافرمانی اور فسق وفجور میں زندگی گزار کر کسی قسم کا عجیب وغریب واقعہ پیش کریں وہ حقیقت میں شیطان کا فعل ہوتا ہے۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر تم کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا اور پانی پر چلتے ہوئے دیکھو تو اس کے اس عمل سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ یہ دیکھو کہ وہ شریعت کے معروف اور منکر کا خیال رکھتا ہے یا اس کی پابندی کرتا ہے۔

یونس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعیؒ سے کہا کیا آپ کو علم ہے کہ ہمارے دوست لیث بن سعد نے کیا کہا؟ اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے تو اس پر یقین نہ کروگو کہ وہ پانی پر بھی چلتا ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں عرض فرمایا: لیث نے بات کو ذرا کم کر کے بیان کیا اگر تم دیکھو کہ ایک آدمی ہوا میں اڑتا ہوا ور خواہش نفس کا پجاری ہو تو اس سے دھوکہ مت کھاؤ۔

حضرت عبید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: "ہمارا خاص علم قرآن اور سنت کے اندر مقید ہے جو شخص قرآن حکیم کی تلاوت نہیں کرتا اس پر غور وخوض نہیں کرتا اور حدیث کا دورہ نہیں کرتا اسے اجازت نہیں ہے کہ وہ ہمارے خاص علم کے بارے میں کوئی بھی بات کرے"

(۸)......زیادہ تر کرامات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کے بعد ظہور پذیر ہوئیں کیونکہ کرامات کے ظاہر ہونے کا مقصد لوگوں کے ایمان پر ثابت قدم رہنے اور مالک ارض وسماء کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانا ہے۔

بہرکیف قرون آخر کی ہر کرامت کے مقابلے میں قرون اولیٰ کے لوگوں میں بہتر کرامات پائی گئیں۔

امام احمد بن حنبلؒ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اتنی کرامات کا ظہور نہیں ہوا جتنا کہ ان کے بعد کے زمانے میں ہوئیں؟ انہوں نے جواب دیا ایمان کی طاقت کی بنا پر کیونکہ صحابہ کرامؓ ایمان کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔

امت محمدیہ ﷺ کے مافوق الفطرت امور، جو جسمانی اور روحانی طور پر زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں یا تو ان کو ثبوت کے طور پر یا ان کی خاص ضرورت پوری کرتے ہیں، اگر ثبوت کے طور پر کرامت ظاہر ہو تو وہ دین اللہ کے قیام کا مقصد پورا کرتی ہے۔اگر یہ خاص ضرورت یعنی رزق کی فراہمی تو یہ دین کی نصرت کا مقصد پورا کرتی ہے۔صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں دین سیکھا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی معرفت اور مضبوط ایمان پایا جس نے ان کو کرامات سے بے نیاز کر دیا جبکہ بعد کے دور میں ایمان لانے والوں کو ان نشانیوں کی ضرورت تھی ۔ اس طرح کی

اہل ایمان نے صحابہ کے بعد اس قسم کی کرامات کا اظہار کیا جو صحابہ کرامؓ کے دور میں نہیں پائی گئیں۔

اس طرح اگر ہم دعویٰ کریں کہ حیرت انگیز واقعات کرامات جو اب افغانستان کے جہاد میں وقوع پذیر ہو رہے ہیں صحابہ کرامؓ کے زمانے سے زیادہ ہیں تو یہ بات عجیب وغریب نہیں لگے گی کیونکہ یہ ان اصولوں کے مطابق ہیں جو ہمارے سلف صالحین نے قائم کئے ہیں۔

(۹)...... کرامات علماء کے مقابلے میں عام لوگوں کے ہاتھوں سے زیادہ ظاہر ہوتی ہیں جب امام نودیؒ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ علماء کے ایمان میں جو عظمت پائی جاتی ہے وہ عام لوگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

(۱۰)...... معجزہ اور کرامت میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ رسالت اور نبوت کا دعویٰ معجزہ کے ظہور کے لیے اہم ہے ہر ولی کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ ہوتا ہے ولی نبی کا امتی ہونے کی وجہ سے اس کی راست گوئی اور سچائی کی نشانی ہوتا ہے۔

(۱۱)...... نبوت کے جھوٹے مدعی یا جھوٹے نبی کے لیے ناممکن ہے کہ وہ کوئی معجزہ پیش کر سکے تاہم محیر العقول واقعات بعض دفعہ غلط فہمی پیدا کر دیتے ہیں جو سحر اور جادو سے تعلق رکھتے ہیں۔ سحر جادو اور کرامت میں نمایاں فرق یہ ہے کہ ولی اللہ جس کے ہاتھ پہ کرامت کا ظہور ہوتا ہے وہ شریعت اور سنت رسول اللہ ﷺ کا پابند ہوتا ہے اور وہ زندگی کے ہر شعبے میں اتباع سنت کا خیال رکھتا ہے جبکہ عامل جادوگر اور ساحر میں یہ چیزیں نہیں ہو سکتیں۔ ایسا معجزہ یا کرامت جس میں کوئی غلط فہمی نہیں ہو سکتی وہ حق گوئی، راست بازی اور اللہ کے دین کے ساتھ صدق و وفا ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامات اصل میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات ہیں

اولیاء ولی کی جمع ہے جس کے معنی لغت میں قریب کے ہیں۔ اس اعتبار سے اولیاء اللہ کے معنی ہونگے وہ سچے اور مخلص مومن جنہوں نے اللہ کی اطاعت اور معاصی سے اجتناب کر کے اللہ کا قرب حاصل کرلیا۔ ایمان وتقویٰ ہی اللہ کے قرب کی بنیاد اور اہم ترین ذریعہ ہے اس لحاظ سے ہر مومن متقی اللہ کا ولی ہے۔ لوگ ولایت کے لیے اظہار کرامت کو ضروری سمجھتے ہیں اور پھر وہ اپنے بنائے ہوئے ولیوں کے لیے جھوٹی سچی کرامتیں مشہور کرتے ہیں۔ کرامت کا ولایت سے چولی دامن کا ساتھ ہے نہ اس کے لیے شرط یہ ایک الگ چیز ہے اگر کسی سے کرامت ظاہر ہو جائے تو اللہ کی مشیت ہے، اس میں اس بزرگ کی مشیت شامل نہیں ہے لیکن کسی متقی مومن اور متبع سنت سے کرامت کا ظہور ہو یا نہ ہو اس کی ولایت میں کوئی شک نہیں۔

اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعے مدد کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں تجلیات کا نور ڈال دیتے ہیں اولیاء اللہ کو کرامات کے ذریعے اللہ کریم اپنے انعام واکرام سے نوازتے ہیں ان کی کرامتوں کا ظہور یا تو دین کی نصرت کے لیے یا پھر مسلمانوں کی غیبی امداد کے طور پر ہوا جیسے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ سے معجزات کا ظہور انہی مقاصد کے لیے ہوا تھا۔

کرامات کا ظہور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے اتباع میں اللہ عزوجل کی رحمتوں اور برکتوں کی شکل میں ہوتا ہے اور درحقیقت یہ آپ ﷺ کے معجزات ہی کا حصہ ہوتی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کے معجزات کی مثالیں

(۱)...... شق القمر: یہ وہ معجزہ ہے جو اہل مکہ کے مطالبے پر دکھایا گیا، چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے حتیٰ کہ لوگوں نے حرا کو اس کے درمیان دیکھا یعنی اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک ٹکڑا اس طرف ہو گیا (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب انشقاق القمر وتفسیر سورہ اقتربت الساعۃ۔ وصحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ، باب انشقاق القمر) جمہور سلف وخلف کا یہی مسلک ہے (فتح القدیر) امام ابن کثیر لکھتے ہیں علماء کے درمیان یہ بات متفق علیہ ہے کہ شق القمر خاتم النبیین محمد ﷺ کے زمانے میں ہوا اور یہ آپ ﷺ کے واضح معجزات میں سے ہے، صحیح سند سے ثابت احادیث متواترہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

(۲)...... بعض صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ انہوں نے تسبیح کی آواز سنی۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب رقم ۳۳۸۵، باب علامات النبوۃ)

(۳)...... نبی اکرم ﷺ کی مبارک ہتھیلی میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔

(۴)...... کھجور کے درخت کا رونا، ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں تفصیل سے اس پر بات کی جائے گی۔

(۵)...... قریش مکہ کو بیت المقدس کی تفصیل بتانا جب نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب لوگوں نے یہ ماننے سے انکار کر دیا، مجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو معراج کروائی اس کا پہلا حصہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر تھا، مسجد اقصیٰ کی اللہ تعالیٰ نے مجھے سیر کروائی، کفار مکہ نے مجھ سے تفصیل پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کو میرے سامنے ظاہر کر دیا میں نے پوری تفصیل کے ساتھ ان کے تمام سوالوں کے جواب دیئے۔

(۶)...... رسول اللہ ﷺ نے ماضی اور مستقبل کے کئی واقعات کے رونما ہونے کا تذکرہ کیا۔

(۷)...... آپ ﷺ کا لوگوں کی طرف اللہ کا کلام لانا۔

(۸)...... کتنے ہی مواقع پر معجزاتی طور پر خوراک اور پانی کا وافر مقدار میں موجود ہو جانا، مثال کے طور پر غزوہ خندق میں خوراک کی قلیل مقدار ایک پوری فوج کے لیے کافی ہوگئی اور ذرہ برابر بھی کمی نہ آئی مزید برآں غزوہ خیبر میں ایک مشک پانی کے ساتھ پوری فوج نے پیاس بجھائی، تبوک کی مہم کے دوران تیس ہزار کی فوج نے خوراک کی قلت کے باوجود سیر ہو کر کھانا کھایا اور مجموعی طور پر خوراک میں کمی نہ آئی۔

(۹)...... کئی مواقع پر رسول اللہ ﷺ کے انگشت مبارک سے پانی بہہ نکلا جو حاضرین کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کافی ہوتا۔ حدیبیہ کے موقع پر چودہ یا پندرہ سو صحابہ کے لیے پانی کافی ہوگیا تھا۔

(۱۰)...... حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ جو حلقہ چشم سے باہر آگئی تھی نبی اکرم ﷺ نے آپ کی آنکھ میں لگا دی جو پہلے سے بھی زیادہ روشن ہوگئی یعنی پہلے کی نسبت اس آنکھ سے آپ بہتر طور پر دیکھ سکتے تھے۔

(۱۱)...... جب نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے ایک صحابی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، مہم کے دوران ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے ان صحابی کی ٹانگ پر اپنے دست مبارک پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوگئی۔

(۱۲)...... رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ۱۳۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کھانا کھلایا تمام صحابہ نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر پہلا کھانا اتنے کا اتنا ہی رہا۔

(۱۳)...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کا قرضہ تھوڑی سی مقدار سے لوٹا دیا۔ قرضہ ۳۰ وسق (جو کہ ۲۷۰۰ کلوگرام کھجوروں کے برابر) تھا یہ واقعہ آگے چل کر تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

دوسرے معجزات

حیرت انگیز واقعات معجزات کرامات جو صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؒ کے ساتھ پیش آئے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ بیان سے باہر ہیں ان میں سے چند مثالیں سطور ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

(۱)...... جب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سورہ الکہف پڑھی گھر میں ایک جانور بھی تھا وہ بدکنا شروع ہو گیا، انہوں نے غور سے دیکھا کہ کیا بات ہے؟ تو انہیں ایک بادل نظر آیا، جس نے انہیں ڈھانپ رکھا تھا صحابی نے اس واقعہ کا ذکر جب نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، پڑھا کرو قرآن پڑھتے وقت سکینت نازل ہوتی ہے۔

(۲)...... فرشتوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کیا۔

(۳)...... جب حضرت سلیمان فارسی اور حضرت درداء رضی اللہ عنہما ایک پلیٹ میں اکٹھے کھاتے تو وہ پلیٹ اور کھانا تسبیح پڑھتے تھے۔

(۴)...... جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ۳ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے جب بھی آپ برتن سے نوالہ اٹھاتے تو نیچے سے اور کھانا ظاہر ہو جاتا، تو حاضرین نے وہ کھانا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے بڑی تعداد میں صحابہ کرامؓ کو یہ کھانا کھلایا۔

(۵)...... جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں کفار کی قید میں تھے، معجزاتی کراماتی طور پر انگور ان کے سامنے پیش ہوئے جب کہ مکہ مکرمہ میں انگور کا موسم نہیں تھا۔

(۶)...... جب عامر بن فہیرہؓ شہید ہوئے ان کی میت کراماتی طور پر آسمان پر چڑھ گئی،

کفار ان کی میت کو ڈھونڈ نہ سکے عامر بن طفیلؓ نے اپنی آنکھ سے ان کی میت کو اوپر اٹھتے ہوئے دیکھا۔

(۷)...... حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کسی بھی اسباب کے بغیر ہجرت کی وہ روزے تھیں افطار کے وقت انہوں نے اپنے سر کے اوپر ایک آواز سنی جب انہوں نے اپنا سر اوپر کیا تو انہیں لٹکتی ہوئی بالٹی سے پانی ملا انہوں نے اس برتن سے پانی پیا اور اپنی پیاس بجھائی اپنی پوری زندگی وہ کبھی دوبارہ پیاسی نہیں ہوئیں۔

(۸)...... حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے ایک شیر کو مطلع کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں تو شیر نے آپ کو اپنی منزل کی طرف جانے دیا۔

(۹)...... جب کبھی حضرت براء بن مالک کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت پوری کروانی ہوتی تو اللہ جل جلالہ ان کی حاجت فوری پوری کر دیتے، جب کبھی مسلمانوں کو میدان جنگ میں کوئی مشکل پیش آتی تو مسلمان ان کی طرف رجوع کرتے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے، تب مسلمان دشمنوں کو شکست دے دیتے قادسیہ کی جنگ میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی شہادت کی تمنا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں ان کو شہادت کے مرتبے پر فائز کیا۔

(۱۰)...... ایک مرتبہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا، قلعہ کے محاصرین نے ہتھیار پھینکنے سے انکار کر دیا جب تک آپ زہر کا پیالہ نہیں پئیں گے آپؓ نے ایسا کیا لیکن اس کے باوجود آپ بالکل محفوظ رہے۔

(۱۱)...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک مستجاب الدعوات صحابی تھے یہ وہ صحابی تھے جنہوں نے کسریٰ (خسرو پرویز ایران کا بادشاہ) کو شکست دی اور عراق فتح کیا۔

(۱۲)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ صحابی کی قیادت میں ایک فوج بھیجی ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے انہوں نے خطبہ کے دوران پکارنا شروع کر دیا "یاساریہ الجبل" "یاساریہ الجبل" اے ساریہ پہاڑ، او ساریہ پہاڑ، جب اس فوج کا قاصد واپس آیا اس نے عرض کیا اے امیر المومنین جب ہم دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ کر رہے تھے دشمن نے شروع میں ہمیں مغلوب کر لیا اچانک ہم نے سنا ایک شخص پکار رہا ہے اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ! پھر ہم نے پہاڑ کو اپنے عقب میں رکھا اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمن کو شکست دی۔

(۱۳)......جب حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو شدید اذیتیں اور تکلیفوں میں ان کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے مبتلا کیا گیا، انہوں نے دین کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ شدید زدوکوب اور اذیتوں کی وجہ سے ان کی آنکھ کی بینائی ضائع ہو گئی مشرکین نے ان کی یہ حالت دیکھ کر مشہور کر دیا کہ لات اور عزیٰ نے ان کی آنکھ کی روشنی چھین لی ہے، حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، اللہ کی قسم کبھی نہیں اللہ کی قسم کبھی نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی بینائی کراماتی طور پر واپس لوٹا دی۔

(۱۴)......جب عروہ بنت الحکم نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف جھوٹا دعویٰ دائر کیا جو کہ ایک زمین کے ٹکڑے کے لیے تھا۔ انہوں نے اس کو اس طرح بددعا دی کہ "یا اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کی زمین پر موت

دے" وہ عورت اندھی ہوگئی اور جب کہ وہ اپنی زمین پر چل رہی تھی چلتے چلتے وہ ایک گڑھے میں گری اور اس کی موت واقع ہوگئی۔

(۱۵)..... حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے بحرین کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جب بھی وہ اللہ سے مانگتے تھے وہ کہتے تھے، اے اللہ سب سے بڑے علیم وخبیر، سب سے بڑے غفور و رحیم! سب سے بڑے عالی شان رب! بادشاہوں کے بادشاہ مالک! ان کی دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوجاتی تھی۔

ایک دفعہ اس علاقے میں پانی مفقود ہوگیا انہوں نے اس طریقے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ان کی تمنا اللہ نے پوری کردی ایک دوسرے موقع پر جب مسلمانوں کی فوج سمندر کو اپنے گھوڑوں پر پار نہ کرسکی انہوں نے دعا کی تو پوری فوج نے سمندر کو پار کیا حتی کہ گھوڑوں کی گدیاں بھی نہیں بھیگی تھیں۔

انہوں نے ایک اور دعا کی کہ کوئی شخص ان کی میت کو دیکھ نہ سکے جب بھی وہ شہید ہوں۔ جب لوگوں نے ان کو دفن کیا اس کے بعد ان کی میت قبر سے کسی کو نہیں ملی۔

اسی قسم کا دریا پار کرنے کا ایک واقعہ ابو مسلم خولانی کے ساتھ پیش آیا وہ اور ان کی فوج نے دریائے دجلہ عبور کیا، دریا کے چڑھتے ہوئے پانی اور ملبے کو آگے دھکیلتے ہوئے وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس مڑے اور ان سے پوچھا کہ آیا کسی کی کوئی چیز دریا میں رہ گئی ہو تو وہ اللہ سے دعا کریں ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا میرے گھوڑے کے نتھنوں کا تھیلا پانی میں کہیں گم ہوگیا ہے انہوں نے کہا میرے پیچھے آؤ وہ ان کے پیچھے پیچھے چلا تو انہوں نے تھیلا کسی چیز میں پھنسا ہوا پایا۔

(۱۶)...... اسود عنسی نبوت کے جھوٹے دعویدار نے ایک مرتبہ ابو مسلم خولانیؒ سے کہا کہ کیا تم مجھ پر یقین کرتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (نعوذ باللہ) انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہیں سن نہیں سکا، اسود نے اسے دوبارہ پوچھا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا کہ "ہاں" اسود نے ان کو آگ میں پھینک دیا اور اس نے دیکھا کہ وہ آگ میں نماز ادا کر رہے ہیں اور آگ ان پر ٹھنڈی تھی۔

جب ابو موسیٰ مسلم خولانیؒ مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھایا اور کہا کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں کہ اس نے ہمیں امت محمدیہ کے ایسے شخص کو دیکھنے کے واسطے زندہ رکھا جس کے ساتھ وہ واقعہ پیش آیا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا ایک اور موقع پر ان کی لونڈی نے ان کو زہر دینے کی کوشش کی لیکن زہر ان کو نقصان نہ پہنچا سکا۔

مزید مثالیں

سراقہ بن مالک:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے دوران سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ آرہا ہے انہوں نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ خوف مت کھاؤ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تب نبی کریم ﷺ نے اس کو بددعا دی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا پھر وہ چلایا: تم دونوں نے مجھے بددعا دی ہے براہ کرم میرے لیے دعا کرو، اللہ کے لیے میں ان تمام لوگوں کو جو آپ لوگوں کا پیچھا کر رہے ہیں واپس بھیج دونگا آپ ﷺ نے اس کے لیے اللہ سے دعا کی تو وہ بچ گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جگہ ہے جہاں پہ فلاں فلاں شخص گرے گا یعنی ہلاک ہوگا اور اپنا مبارک ہاتھ اس جگہ پر پھیرا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنگ کے بعد دیکھا گیا کہ کوئی بھی کافر جہاں پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس جگہ سے ذرہ برابر بھی نہیں ہٹا، بلکہ وہیں گرا ہوا تھا۔

مومنین پر فرشتوں کا نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن ارشاد فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے جنگ کے ساز و سامان سے لیس ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں کہ احد کے دن میں نے دیکھا

کہ رسول اللہ ﷺ کے دائیں اور بائیں دو اشخاص سفید کپڑوں میں ملبوس بڑی تندہی سے لڑ رہے ہیں۔ میں نے ان افراد کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ اس دن کے بعد دیکھا، وہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے آپ ﷺ کے پاس بھیجا لیکن انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کسی آدمی کے ساتھ مصروف گفتگو ہیں تو وہ بغیر کوئی بات کئے واپس لوٹ آئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بیٹے کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا انہوں نے کہا "جی ہاں" حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جس شخص نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا وہ اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک اس کی آنکھوں کی بینائی نہ چلی جائے اور اس کو وسیع علم دیا جائے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن وحدیث کے ایک مایہ ناز عالم دین اور مفسر قرآن تھے جلیل القدر صحابہ کرام کے درمیان ان کا ایک اہم مقام تھا اپنے بڑھاپے میں نابینا ہو گئے تھے اس طرح ان کی پیشین گوئی درست ثابت ہوئی۔

سہل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اے میرے بیٹے اگر تم نے صرف ہمیں جنگ بدر کے دن دیکھا ہوتا جس مشرک کے سر کی طرف ہماری تلوار کا رخ ہوا وہ اگلے لمحے زمین پر پڑا ہوا ملا اس سے پہلے کہ ہم اس پر حملہ کریں۔

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو رسول اللہ ﷺ کے لیے خطوں کی کتابت کیا کرتا تھا مرتد ہو گیا (نعوذ باللہ) دین سے پھر گیا اور مشرکین سے جا ملا رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے پیشین گوئی کی کہ زمین اسے قبول نہ کرے گی۔

وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے اسے کئی مرتبہ دفنایا لیکن زمین نے اسے قبول

نہ کیا یعنی قبر اسے بار بار باہر اگل دیتی تھی۔

کھجور کے درخت کا رونا

جس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب لکڑی کا منبر بن گیا اور اسے آپ ﷺ نے چھوڑ دیا تو بچے کی طرح اس سے رونے کی آواز آتی تھی۔ وہ اس وقت تک روتا رہا جب تک آپ ﷺ منبر سے نیچے اتر کر اس کو چپ کرواتے اس کو آپ ﷺ نے دلاسہ دیا تو وہ چپ ہو گیا۔

(صحیح البخاری، باب علامات النبوۃ)

جابر رضی اللہ عنہ کے باپ کا قرضہ

جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ کا انتقال ہو گیا جب کہ ان کے ذمے کچھ قرضہ تھا، میں نے ان قرض خواہوں کو کچھ کھجوروں کی پیش کش کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے تب ارشاد فرمایا کہ کھجوروں کے ہر ڈھیر کو علیحدہ علیحدہ کونوں پر رکھو۔

رسول اللہ ﷺ بڑے ڈھیر کو تین مرتبہ گھما کر اس پر بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ، پھر آپ ﷺ ہر قرض خواہ کو اس میں سے دیتے گئے حتی کہ تمام قرضہ جو قابل واپسی تھا پورا ہو گیا، قرضہ کی واپسی کی ادائیگی تب بھی میرے لیے قابل اطمینان تھی۔ اگر چہ میرے پاس ایک بھی کھجور نہ بچتی لیکن اللہ تعالی نے میرے لیے اتنا ذخیرہ محفوظ کیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے جس ڈھیر پر بیٹھے تھے ان میں سے ایک بھی کھجور کم نہ ہوئی۔

کھجور کے گچھوں کا رسول اللہ ﷺ کو جواب

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے ایک درخت کے پاس سے گزرتے ہوئے کھجور کے ایک گچھے کو حکم دیا تو وہ اتر کر آپ ﷺ کے پاس آیا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ ﷺ نے اسے درخت پر اپنی جگہ پر واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر ایک بدو نے اسلام قبول کر لیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خوراک کی تھیلی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کھجوروں کے ساتھ آیا اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ان کھجوروں میں خیر و برکت کے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے کھجوروں کو مٹھی میں بھینچا اور اللہ سے دعا کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کھجوروں کو لے جاؤ اور انہیں تھیلی میں ڈال دو، جب بھی تمہیں اس تھیلی میں سے کچھ لینا ہو تو کبھی بھی ساری تھیلی نہ پلٹنا صرف اس کے اندر ہاتھ ڈال کر اس میں سے ضرورت کے مطابق نکال لینا اور استعمال کر لینا۔

پھر آپؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس میں سے کھاتا رہا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے تک اس میں سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس وقت تک اس میں سے کھاتے کھاتے تھیلہ ختم ہوا۔ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں نے اس تھیلی میں سے کتنا

کھایا؟ ۲۰۰ وسق سے زیادہ یعنی ۱۸۰۰ کلو گرام کے برابر میں نے کھجوریں کھائیں۔

کنویں والے لوگوں کو خطاب

غزوہ بدر کے بعد کفار کی نعشیں ایک کنویں میں پھینک دی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا اے فلاں اے فلاں! کیا تم نے، جو وعدے اللہ تعالیٰ نے تم سے کئے تھے انہیں پورا پایا؟ فی الحقیقت جو وعدہ اللہ نے مجھ سے کیا اس کو پورا پایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیزی سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بے روح جسموں سے گفتگو فرما رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تم سے زیادہ میری بات سن رہے ہیں یعنی معجزانہ طور پہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بات مردہ کافروں کو سنوا دی۔ (صحیح البخاری، رقم ۳۹۷۵ کتاب المغازی باب قتل ابی جہل)

روشنی

ایک مرتبہ جب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنے جانوروں کے باڑے میں بیٹھے قرآن کریم تلاوت فرمارہے تھے ۔ان کا گھوڑا بدکنا شروع ہوگیا اور ادھر اُدھر گھومنا اور چکر لگانا شروع ہوگیا۔گھوڑے نے دو مرتبہ ایسا کیا لیکن وہ تلاوت قرآن میں مشغول رہے۔ انہوں نے بعد میں محسوس کیا کہ گھوڑا کہیں ان کے بیٹے یحیٰی کو پاؤں کے نیچے کچل نہ دے وہ اٹھے کہ دیکھوں وہ کونسی چیز ہے جس نے گھوڑے کو مشتعل کردیا ہے اچانک میں نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا میرے سر کے اوپر ظاہر ہوا جس میں ہوا میں معلق مشعل روشن تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں تک میں دیکھتا ہوں وہ فرشتے تھے جو تمہارا قرآن سننے کے لیے آئے تھے اگر تم تلاوت جاری رکھتے تو صبح تک لوگ بھی کھلی آنکھوں سے ان کو دیکھ لیتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم اجمعین ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے جب وہ آپ ﷺ سے رخصت ہوئے تو گہرا اندھیرا تھا۔اچانک ان کے سامنے ایک روشنی نمودار ہوئی جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو روشنی ہر ایک کے ساتھ ساتھ ہوگئی حتیٰ کہ وہ دونوں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

رسول اللہ ﷺ کا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو کھجور کی چھڑی عنایت کرنا

ایک مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ایک چھڑی عطا کی اور ارشاد فرمایا کہ اسے لے جاؤ جلد ہی یہ تمہارے لیے دس فاصلے

تمہارے آگے اور دس فاصلے تمہارے پیچھے روشن ہو جائے گی۔

حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں کی کہ فاصلہ کی اکائی کیا تھی۔

دشمن کے دربار کا منہدم ہو جانا تہلیل اور تکبیر کے نعرے سے

ہاشم بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ جب ہم روم کے بادشاہ کے پاس بھیجے گئے ہم نے اس کے سامنے اللہ کا پیغام پہنچایا اور لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کا غلغلہ نعرہ بلند کیا تو بادشاہ کا خلوت خانہ زمین بوس ہو گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت حمزہ بن امر الاسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے بعد میں ہم گہری اندھیری رات میں منتشر ہو گئے میری انگلیاں دمکنی شروع ہو گئیں حتی کہ لوگ میرے ارد گرد اکٹھے ہو گئے۔

نوٹ: حضرت حمزہؓ اکثر روزے سے ہوتے تھے۔

حضرت ابو کرفقہ رضی اللہ عنہ

رومیوں نے ابو کرفقہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو پکڑ لیا، جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو وہ اسکلان قصبے کی دیوار پر چڑھ کر پکارتے: اوفلاں! اوفلاں! نماز کا وقت ہو گیا ہے ان کے بیٹے نے روم میں ان کی آواز سنی جو کہ وہاں سے خاصے فاصلے پر تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جنازہ اور پرندہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ طائف میں وفات پا گئے۔ ایک عجیب وغریب پرندہ جو پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا وہ بھی جنازے کے وقت موجود تھا لوگوں نے ان کے جسم میں داخل ہوتے دیکھا اور کسی نے اس کو باہر آتے نہیں دیکھا۔ جب ان کو دفنایا گیا تو لوگوں نے آپ کی قبر پر قرآن کی یہ آیت سنی لیکن تلاوت کرنے والا کہیں نہیں دیکھا گیا۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ○ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ○ فادخلی فی عبدی ○ وادخلی جنتی"

(سورہ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: "اے اطمینان والی روح تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا"۔

جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اطلاع دینا

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کو جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خوش خبری سنائی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جن کو پچھاڑنا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک جن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین مرتبہ کشتی کی اور ہر مرتبہ انہوں نے جن کو گرا لیا۔ تب جن نے کہا کیا آپ آیت الکرسی پڑھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ "ہاں"

جن نے کہا جب بھی کسی گھر میں تم آیت الکرسی پڑھتے ہو شیطان اس گھر سے فراٹے بھرتے ہوئے بھاگ جاتا ہے اس کی آواز سے وہ پاس سے گزرتی ہوئی ہوا کی طرح پیچھے سے بھاگتا ہے اور صبح تک وہ واپس نہیں آتے۔

ایک گائے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اطلاع

ابن عرس روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی گائیوں کو چرانے میں مصروف تھا کہ ایک گائے کے پیٹ میں سے مجھے آواز آئی اے ذر کے خاندان والو! فصیح و بلیغ قسم کی

آواز تھی ایک واعظ کہہ رہا تھا کہ "لا الہ الا اللہ" جس کے معنی ہیں "نہیں کوئی معبود مگر اللہ"

جب ہم مکہ میں پہنچے تو ہم نے پایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہو چکی ہے اور وہ وہی تھی جس کی پیشین گوئی گائے نے کی تھی۔

موت کے بعد بولنا

حضرت سعید بن مصیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب زید بن خرایجہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پا گئے تو ان کو ایک کپڑے میں کفن دیا گیا، لوگوں نے ان کے سینے سے گونج کی سی آواز سنی، وہ کیسی آواز تھی۔ احمد، احمد...... پہلی کتاب میں موجود ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حق کہا، حق کہا، عمر رضی اللہ عنہ نے حق کہا، حق کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے حق کہا حق کہا۔

ایک آدمی قبیلہ بنی خثمہ سے وفات پا گیا اس کو کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اس کے سینے سے گونج کی آواز سنی گئی اس نے کہا۔ بنی حارث بن خزرج نے زید کے حوالے سے جو پچھلی مثال میں آیا حق کہا حق کہا۔

احد کے شہداء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک نہر بنوائی وہ احد کے شہداء کی قبروں میں سے ہو کر گزرتی تھی۔ چالیس سال کے بعد جب ہم نے ان کی لاشوں کو ہٹایا تو وہ ایسی ہی تھیں تازہ اور نرم تھیں ان کے اعضا آسانی سے مڑ جاتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق جب نہر کی کھدائی کی جا رہی تھی تو ایک کدال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں سے ٹکرائی تو اس سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔

عامر بن جموح رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ سیلابی پانی کی وجہ سے ان کی قبروں کو پانی میں ڈوبنے کا خدشہ پیش آگیا، جب ان کی قبر کشائی کی گئی تاکہ ان کی لاشوں کو دوسری قبر میں منتقل کیا جائے تو معلوم ہوا کہ بالکل تبدیل نہیں ہوئیں ایسے محسوس ہوا، جیسا کہ ان کو کل ہی دفن کیا گیا ہو۔ یہ واقعہ جنگ احد کے ۴۶ سال بعد پیش آیا۔

جب مصنف عبدالرحمن المدنی (فیکلٹی آف شریعہ لاہور) کے گھر میں تھا عبدالرحمن محمد شادی نے محمد سے روایت کیا کہ مسجد نبوی کے نزدیک ایک گھر منہدم ہوگیا اور کچھ لوگوں نے اس کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا میں نے دیکھا کہ ایک شخص اس گھر کی دیوار کے نیچے دفن تھا وہ وہاں کافی عرصہ سے تھا اور اس کی میت بھی تبدیل نہیں ہوئی تھی۔

انبیائے علیہم السلام کے جسد مبارک کا اصلی حالت میں رہنا

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک حدیث میں ہے ''فی الحقیقت اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسد مبارک کو کوئی گزند پہنچائے۔

قبروں سے مشک

ایک شخص نے ایک مرتبہ حضرت سعد معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے مٹھی بھر کر ریت اٹھائی اور جب مٹھی کھولی تو معلوم ہوا کہ جو مٹی ان کے ہاتھ میں تھی وہ مشک بن گئی ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ...... ان کا مبارک چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

حضرت عاصم ؓ کی میت کو بھڑوں کا بچانا

حضرت عاصم بن ابی افلح رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کی کہ

جب بھی میری موت آئے اے اللہ میں کسی مشرک کو چھوڑوں اور نہ کوئی مشرک مجھے چھوئے۔ جب آپکی وفات ہوئی اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کو ایک بادل کی شکل میں بھیجا جس نے آپ کی میت کو مشرکین سے بچایا اس لیے آپ کو ہی الدبر (جس کی بھڑوں کے ذریعے حفاظت کی گئی ہو) کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

سفینہ، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام

سفینہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شیر میری طرف بڑھا تو میں نے اسے کہا: او شیر میں محمد ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ تب وہ سر جھکا کر میری طرف بڑھا اور اپنے کندھوں سے مجھے اشارہ کیا اس نے ایسا اس وقت تک کیے رکھا حتیٰ کہ یہ جنگل سے باہر آگیا سڑک پر آکر وہ غرایا میں سمجھا کہ اب وہ مجھے جانے دینا چاہتا ہے۔

ایک بھیڑیے کا رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں اطلاع دینا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بھیڑیے کا واقعہ جس نے گڈریے سے کہا۔ محمد ﷺ یثرب (مدینہ منورہ) میں موجود ہیں جو لوگوں کو گزشتہ زمانے کے حالات و واقعات بتاتے ہیں۔

پانی کا فرمانبردار اور مطیع ہو جانا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علا الحضرمی رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے دعا مانگی اور فوراً صحرا میں بارش ہوگئی آپ کی وفات پر دفنانے کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ کی قبر کھودی گئی تو آپ کی میت قبر میں موجود نہیں تھی۔ ایک موقع پر انہوں نے دعا مانگی اے اللہ بڑے علیم اور خبیر اللہ! بڑے غفور رحیم اللہ! بڑے عالیشان رب!

اللہ کے اذن کے ساتھ خلیج نے ان کو گزرنے دیا وہ بڑے مزے سے پار کر کے گئے جیسے ریت کے اوپر چلتے ہوں۔ پانی نے ان کے اونٹوں کے پاؤں کو چھوا تک نہیں اور نہ ہی گھوڑوں کے گھٹنوں کو چھوا اس طرح انہوں نے اتنا فاصلہ طے کیا جتنا کہ کشتی کے ذریعے عام طور پر ایک دن اور ایک رات میں طے کرتے تھے۔

دریائے دجلہ کا عبور کرنا

ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں طغیانی کے دوران مسلمان فوج نے اسے عبور کیا، وہ پانی کی سطح کے اوپر گزر کر گئے جب فارس کے لوگوں نے یہ دیکھا وہ چیختے چلاتے ہوئے بھاگ گئے" پاگل لوگ آگئے ہیں"

ناقابل فہم ذریعے سے کفالت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی اپنے گھر واپس آئے اور اپنے گھر والوں کو شدید فاقے بھوک اور مشکل میں پایا تب وہ صحرا میں نکل گئے۔جب ان کی بیوی نے یہ دیکھا تو اس نے اپنی ہاتھ والی چکی کو لیا اور مٹی کے چولہے یعنی تنور میں رکھ دیا،اس نے چکی کو گھمایا اور اللہ سے گڑگڑا کر دعا مانگی "اے اللہ!"ہمیں خیر و برکت والی روزی دے اچانک اس نے دیکھا کہ برتن اناج سے بھر گیا ہے اور مٹی کا چولہا یعنی تنور بھی بھر گیا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں تذکرہ کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ عورت اس برتن کو کھول کر نہ دیکھتی تو وہ چکی قیامت تک آٹا دیتی رہتی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی فوج

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ ہمیں قریش کے ایک کارواں کا تعاقب کرنا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں کھجوروں کا ایک تھیلا دیا۔ ہمارے پاس کھانے کے لیے صرف وہی تھیلا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہر سپاہی کو ایک کھجور دیتے تھے ہم اس کھجور کو چوستے اور پھر پانی کی چسکی لگاتے وہ ایک پورے دن کے لیے کافی ہوتا ہم چھڑیوں کے ذریعے پتے جھاڑتے اور ان کو بھگو کر کھاتے۔ سمندر نے ایک عظیم الجثہ مچھلی کو باہر پھینکا جس میں سے ہم نے ۱۸ راتوں تک کھایا۔ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ نے ہم میں سے ۱۱۳ اصحاب کو کہا کہ اس مچھلی کے حلقہ چشم میں بیٹھو جب اس مچھلی کی پسلی کو سیدھا کھڑا کیا گیا تو سب سے بڑے اونٹ والے سوار کو کہا گیا کہ بغیر جھکے ہوئے اس کے نیچے سے گزرے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا زہر کا پیالہ پینا

جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرا میں گئے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ خبردار رہیں کہیں یہ غیر عرب لوگ آپ کو زہر نہ دے دیں انہوں نے کہا میرے پاس لاؤ جب وہ آپؓ کے پاس لایا گیا انہوں نے نگل لیا اور کہا ''بسم اللہ'' اس نے مجھے نقصان نہ پہنچایا۔

گرمی اور سردی سے بچاؤ

غزوہ خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جلد ہی ایسے شخص کو علم

دونگا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اللہ اس کو فتح سے ہمکنار کرے گا اور میدان سے بھاگے گا نہیں ۔علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور جھنڈا میرے حوالے کیا میری آنکھیں دکھ رہی تھیں اور میں اچھی طرح دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔آپ ؐ نے اپنا مبارک لعاب دہن میری آنکھ پر لگایا اور کہا اے اللہ !ان کو گرمی اور سردی سے بچا۔اس روز کے بعد مجھے سردی اور گرمی نے کبھی اثر نہ کیا۔

بڑھاپے کے اثرات کا مٹا دینا

حضرت زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک آؤ پھر آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ میرے سر پہ پھیرا اور کہا :اے اللہ اس کو حسین بنا اور اس کی خوبصورتی ہمیشہ قائم و دائم رکھ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۱۰۰ سال سے زیادہ عمر پائی سوائے داڑھی کے چند سفید بالوں کے ان کا چہرہ اور بال تبدیل نہ ہوئے ان کا چہرہ ہمیشہ دمکتا رہا اور کبھی کسی نے افسردگی ان کے چہرے پر نہیں دیکھی حتی کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت

ایک شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ کے پاس ایک شراب کا مشکیزہ لے کر آیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اللہ سے التجا کی :اے اللہ !اس کو شہد بنا دے۔وہ شہد میں تبدیل ہوگیا۔

ایک اور روایت کے مطابق ۔ایک شخص حضرت خالد بن ولید ؓ کے قریب سے گزرا اس کے ہاتھ میں پانی کا تھیلا تھا جو شراب سے بھرا ہوا تھا۔حضرت خالد بن ولید ؓ نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟اس آدمی نے جواب دیا کہ سرکہ ہے خالد رضی اللہ عنہ نے کہا

بلا شبہ اللہ اس کو سرکہ ہی بنا دے ۔اس نے جب دیکھا تو وہ سرکہ ہی تھا حالانکہ پہلے وہ شراب تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کرامت

ایک صبح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے خواب میں آئے اور ارشاد فرمایا: اے عثمان اپنا روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو حضرت عثمان اسی روز روزے کی حالت میں شہادت پا گئے۔

معجزات/کرامات اللہ کی رحمت کا ذریعہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ معجزات/کرامت کو اللہ کی رحمت و برکت کا ذریعہ سمجھتے تھے اور تم لوگ اس کو خوف کا ذریعہ سمجھتے ہو پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگشت مبارک سے پانی نکلتے دیکھا اور ہم نے کھانے سے تسبیح کی آواز سنی جب آپ ﷺ کھانا کھا رہے ہوتے تھے۔

مختصراً وہ معجزات اور کرامات کو امید اور محبت کا ذریعہ سمجھ کر اس کا مطلب لیتے تھے جبکہ عوام خوف فکر اور اندیشوں میں گھر جاتے ہیں بعض کمزور ایمان والے حیرت انگیز واقعات کو بعض دفعہ منحوس اور اپنے اعمال کی شامت سمجھ لیتے ہیں ۔ حالانکہ حقیقت میں کرامات مومنین کے لیے رحمت و برکت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

خلاصہ

اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور ہوسکتا ہے جو کوئی ان کا انکار کرے اس کے الفاظ کو رد کر دو ۔بہرکیف معجزات اور کرامات جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں فرق ہے۔

(۱)...... معجزہ چیلنج ہوتا ہے ۔جبکہ کرامت نہیں۔

(۲)...... معجزہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اس کی ضرورت ہوتی ہے ،جب اللہ کی مشیت اس کا اظہار کرے اور ہو کر رہتا ہے۔جبکہ کرامت غیر متوقع طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

(۳)...... اولیاء اللہ کرامات کو پوشیدہ رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

باب : 2

افغان جہاد میں کرامات کا ظہور

اس قسم کے حالات و واقعات جو اگلے صفحات میں بیان کیئے جارہے ہیں دراصل غیر معمولی ہیں جو کسی کے خیال میں نہیں آسکتے ہیں ایسے گمان ہوتا ہے جیسے یہ کوئی افسانوی داستان اور من گھڑت کہانیاں ہوں۔ میں نے ذاتی طور پر اپنے کانوں سے یہ سنے ہیں اُن مجاہدین سے جو وہاں پہ موجود ہوتے تھے۔ اور اپنے ہاتھوں سے یہ لکھے ہیں میں نے ایسے لوگوں سے جو قابل اعتماد نیک اور دیانتدار تھے یہ کرامات سنیں اور مزید یہ کہ وہ لوگ خود میدان جنگ میں ان کے ساتھ موجود تھے یوں تو معجزات کرامات کی تعداد ان گنت ہے لیکن انہی کو ہم نے قابل تحریر سمجھا جن کا درجہ تواتر تک پہنچتا ہے تاکہ کسی قسم کی جعل سازی ممکن نہ ہو اور ان کرامات کی حیثیت دل لگی کے لیے فرضی داستانوں اور من گھڑت قصے کہانیوں کی نہ رہ جائے میں نے بے شمار حیرت انگیز کرامات سنیں لیکن جامعیت اور اختصار کی بنا پر تمام کو تحریر میں لانا مشکل ہے۔ قرآنی آیات سے ان نشانیوں کی بابت پتہ چلتا ہے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نہیں بنائی کوئی نشانی مگر یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمینان قلب کے لیے ہے۔ (آل عمران ۳:۱۲۶)

اکثر شہداء کی میتیں نہ تو تبدیل ہوئی نہ گلی سڑیں

یہ حقیقت تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہے کہ جس نے بناوٹی اور من گھڑت قصے کہانیوں کو ناممکن بنا دیا ہے ان کے بیان کرنے والے اتنی زیادہ تعداد میں شہادتیں دیں تو حقیقت خود ہی آشکار ہو جاتی ہے۔

امام شافعیؒ کی کتاب نہایۃ المحتاج میں یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے کہ آدمی اگر زمین کا ٹکڑا ادھار دے تاکہ کسی فوت شدہ شخص کو اس میں دفنائے وہ زمین کا ٹکڑا صرف اس وقت واپس لے سکتا ہے جب تک وہ نعش مکمل طور پر گل سڑ کر ختم ہو جائے لیکن اگر مرحوم نبی یا شہید ہو تو اس زمین پر کبھی بھی دعوی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انبیاء اور شہدا کی میتیں کبھی سڑتی گلتی یا تبدیل نہیں ہوتیں۔

حنفی عالم دین اور مفتی ابن عابدینؒ اپنی تصنیف، کتاب الجہاد کی تشریح لکھتے ہوئے کہتے ہیں ”زمین کے لیے حرام ہے کہ وہ شہدا کی میتوں کو تلف کرے“

بہر کیف اس لحاظ سے مجھے ایک بھی حدیث نہیں ملی جو میری بات کی تائید نہ کرتی ہو۔ جبکہ اسکے ثبوت میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مثال پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

افغانستان کے شہداء

عمر حنیف ذرماہ ضلع میں کمانڈر تھا اس نے مجھ سے کمانڈر نصر اللہ منصور جو کہ اسلامی انقلابی محاذ کا لیڈر تھا اس کے گھر میں بیان کیا کہ:

(ا)...... میں نے ایک بھی شہید ایسا نہیں دیکھا جس کی میت تبدیل ہوئی ہو یا جس سے بدبو چھوٹی ہو۔

(۲)...... میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کتے شہداء کی میتوں کو چیر پھاڑ کر شوق سے کھا رہے ہوں حالانکہ وہ کمیونسٹوں کی نعشوں کو کھا جاتے تھے۔

(۳)...... ۳ یا ۴ سال کے بعد میں نے بذات خود ۱۲ شہداء کی قبریں کھولی ہیں۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی میت نے تعفن یا بدبو چھوڑی ہو۔

(۴)...... میں نے کئی شہداء کو ان کے دفنانے کے ایک سال سے بھی زیادہ عرصے کے بعد دیکھا ان کے زخم ابھی بھی تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔

ایک امام نے مجھے بیان کیا: میں نے ایک شہید عبدالمجید محمد کو اس کی شہادت کے ۳ ماہ بعد دیکھا وہ ایسے ہی تھا جس طرح ابھی ابھی شہید ہوا ہو۔ اور اس کی میت سے مشک کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

عبدالمجید حاجی نے مجھے بتایا۔ ایک قصبے لائکی میں ایک امام شہید کی شہادت کے ۷ ماہ کے بعد بھی ایسے لگتا تھا کہ یہ ابھی بھی زندہ ہے سوائے اس کی ناک کے۔

شاتک مؤذن مجلس الشوری للجہاد کے ایک ممبر نے بیان کیا کہ شہید نثار احمد ملبے کے نیچے ۷ ماہ تک رہا اور بالکل بھی تبدیل نہ ہوا تھا۔

عبدالجبار نیازی نے مجھے بتایا کہ میں نے چار شہداء کو دیکھا ۳ سے چار ماہ کے بعد جبکہ وہ شہادت پا چکے تھے ان میں سے تین ایسے لگتے تھے کہ ابھی بھی زندہ ہیں اور ان کے داڑھی اور ناخن بڑھ چکے تھے جہاں تک چوتھے کا تعلق تھا اس کا چہرہ جزوی طور پر مسخ متاثر ہو چکا تھا۔

میرے بھائی عبدالسلام کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کے مرتبے پر فائز کیا ہم نے اس کی میت کو ۲ ہفتے کے بعد ہٹایا تو ایسے ہی تازہ تھی جیسا کہ شہادت کے وقت تھی۔

ایک شہید اپنے باپ سے مصافحہ کرتا ہے

عمر حنیف نے 1980 میں مجھے بتایا تھا کہ روس سے ایک بڑا فوجی دستہ آیا، جو ۷۰ ٹینک اور کچھ نوجوانوں اور جہازوں پر مشتمل تھا مجاہدین کی تعداد صرف ۱۱۵ تھی۔ شدید لڑائی واقع ہوئی آخرکار دشمن کو شکست ہوئی ہم نے ۱۳ ٹینک تباہ کئے تھے۔

ہمارے درمیان صرف چار افراد کو شہادت نصیب ہوئی ان میں ایک ابن جنت گل تھا جس کے نام کا مطلب ہے "جنت کا گلاب" ہم نے میدان جنگ میں اس کو دفنا دیا لیکن ۳ دنوں کے بعد اس کی میت کو ہم نے وہاں سے نکال کر اس کے باپ کے گھر میں منتقل کیا تاکہ وہ اپنے قبرستان میں اس کو دفنا سکے اس کے باپ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "اے میرے بیٹے اگر تو واقعی شہید ہے تو مجھے کوئی نشانی دکھاؤ" اچانک شہید نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اپنے باپ کو سلام کیا اس نے اپنے باپ کا ہاتھ ۱۵ منٹ تک دبائے رکھا۔ اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور زخم پر رکھ دیا۔

اس کے باپ نے کہا جب میرے بیٹے نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا تھا مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا ہاتھ پگھلا جائے گا۔ عمر حنیف کہتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

مولانا ارسلان نے مجھے بتایا کہ ایک طالب علم جس کا نام عبدالبصیر تھا جب وہ ہمارے ساتھ تھا اس کو شہادت نصیب ہوئی۔ اس وقت بہت اندھیرا تھا فتح اللہ ایک اور

مجاہد ہم دونوں اس کی میت کی تلاش میں نکلے اس نے مجھے کہا: کیا شہید کہیں نزدیک ہی ہے؟ مجھے خوشبو محسوس ہو رہی ہے میں نے عطر کو اوپر اٹھایا اور مہک جس طرف سے آ رہی تھی اس طرف چل دیے۔ اندھیرے میں مجھے خون میں سے نور پھوٹتا ہوا نظر آیا جو زخم والی جگہ سے نکل رہا تھا۔

شہید عمر یعقوب اور اس کا اسلحہ

عمر حنیف نے مجھے بتایا، عمر یعقوب ایک مجاہد تھا جو جہاد سے جنون کی حد تک محبت کرتا تھا اس کو شہادت نصیب ہوئی ہم اس کے پاس آئے اور ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے بلٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے ہم نے اپنی انتہائی کوشش کی کہ وہ اپنا بلٹ چھوڑ دے لیکن ہم اپنی انتہائی کوشش کے باوجود اس سے وہ چھڑا نہ سکے ہم نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور پھر اس سے مخاطب ہو کر کہا "او یعقوب ہم آپ کے بھائی ہیں" اس نے تب اپنے ہاتھ کھول دیے۔

سید شاہ کے اوپر چغہ

عمر حنیف بیان کرتا ہے: ہمارے ساتھ مجاہدین میں سے ایک حافظ تھا اس کا نام سید شاہ تھا وہ اکثر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا تھا اس کے کئی خواب سچ ہوئے اور کئی کرامات اس سے ظاہر ہوئی تھیں۔ اس کی شہادت کے ڈھائی ماہ بعد ہم نے اس کی قبر کی زیارت کی میرے ساتھ ایک اور بھائی جو تحریک نمل الحق کا لیڈر تھا ہم نے سید شاہ کی قبر کھولی تو کیا دیکھا کہ اس کی میت ویسے کی ویسی ہی تھی سوائے اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی میں نے خود اس کو دفنایا تھا۔

اس سے بڑھ کر محیر العقول واقعہ یہ تھا کہ میں نے اس کی میت پر ایک کالے

رنگ کا ریشمی چغہ دیکھا جس قسم کا اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا میں نے اسے چھوا تو اس کی مہک اتنی خوشگوار تھی جو کہ مشک اور عنبر سے بھی زیادہ خوشبودار تھی۔

مجاہدین کی دعا

مولانا ارسلان سارے افغانستان میں ایک مشہورومعروف مجاہد تھے انہوں نے روسیوں کے دلوں میں ایسا رعب ،دبدبہ اور خوف ڈال دیا تھا کہ ان کے افسر اپنے فوجیوں کو اس کے بارے میں بریفنگ دیتے تھے کہ یہ مجاہد انسانی گوشت کھاتا ہے۔

انہوں نے مجھے بتایا :ایک خاص جنگ کے دوران ہمارے پاس صرف ایک راکٹ رہ گیا تھا ہم نے نماز ادا کی اور اللہ سے گڑگڑا کر دعا کی کہ اسی ایک راکٹ سے ہماری مدد فرما۔ہمارا سامنا ۲۰۰ ٹینکوں اور جوانوں سے تھا۔ہم نے وہ راکٹ فائر کیا اور وہ اس گاڑی سے ٹکرایا جو خوراک اور اسلحہ لے کر جارہی تھی۔وہ پھٹا تو اس سے ۸۵ ٹینک اور افسروں کی گاڑیوں کو نقصان پہنچا لہٰذا دشمن تباہ ہو چکا تھا اور ہمارے ہاتھ خاصہ مال غنیمت بھی لگا میں مصنف بذات خود اس نوجوان سے ملا تھا جس نے راکٹ فائر کیا تھا۔

مجاہدین کے ساتھ پرندے

(۱)...... مولانا ارسلان نے مجھے بتایا:ہمیں عین موقع پر بلکہ ہر بار روسی ہوائی جہازوں کے حملے سے پہلے اندازہ ہو جاتا تھا کہ حملہ ہونے والا ہے روسی جیٹ جہازوں کے آنے سے پہلے پرندے ہمارے دستوں کے اوپر منڈلانا شروع کر دیا کرتے تھے جب بھی دیکھتے کہ پرندے منڈلانا شروع ہو گئے ہیں تو ہم حملہ کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔

(۲)...... مولانا عبدالجلیل مقام افغانستان کے ایک مایہ ناز مجاہد تھے وہ اپنی بے مثال

قربانیوں کے ساتھ مجاہدین کی صفوں میں شامل تھے انہوں نے مجھے بتایا: کئی مواقع پر میں نے دیکھا کہ جنگی ہوائی جہازوں کے نیچے نیچے پرندے اڑتے ہوئے مجاہدین کی بموں کے گولوں سے حفاظت کرتے تھے۔

(۳)...... عبدالجبار نیازی نے مجھے بتایا میں نے دو مواقع پر دیکھا کہ پرندے جہازوں کے نیچے اڑ رہے ہوتے تھے۔

(۴)...... مولانا ارسلان کہتے ہیں: میں نے بے شمار مرتبہ پرندوں کو مجاہدین کی حفاظت کرتے دیکھا۔

(۵)...... قربان محمد نے مجھے بتایا کہ تقریبا ۳۰۰ پرندے ایک مرتبہ جہازوں سے ٹکرائے لیکن ان میں سے ایک بھی زخمی نہ ہوا۔

(۶)...... الحاج محمد گل جو کہ کنڑ میں مجاہد تھا اس نے مجھے بتایا کہ دس مرتبہ سے زیادہ مواقع پر میں نے دیکھا کہ پرندے جنگی جہازوں سے آگے آگے اڑتے تھے۔ ان جہازوں کی سپیڈ آواز سے ڈیڑھ دوگنا زیادہ ہوتی تھی۔

تمام اطراف سے حملہ

مجاہد ارسلان نے مجھے بتایا: ہم شاطیری کے مقام پر تھے ہمارے ساتھ ۲۵ مجاہدین تھے ہمارا سامنا دو ہزار کمیونسٹوں کے ساتھ ہوگیا جنگ واقع ہوگئی اور چار گھنٹے تک گھمسان کی جنگ کے بعد کمیونسٹوں کو شکست ہوئی ۸۰ تک کمیونسٹ ہلاک ہوئے اور ۲۶ کو زندہ گرفتار کرلیا گیا۔

ہم نے قیدیوں سے پوچھا: تم لوگ بھاگے کیوں؟ انہوں نے کہا کہ امریکن آرٹلری اور اسلحہ کے ساتھ ہم پر چاروں اطراف سے حملہ کر رہے تھے۔

ارسلان کہتا ہے: ہمارے پاس نہ تو آرٹلری تھا اور نہ ایمونیشن صرف ہمارے پاس ہماری انفرادی رائفلز تھیں اور ہم سارے ایک ہی طرف پر موجود تھے۔

اس نے مجھے مزید بتایا: جن ٹینکوں نے ہم پر حملہ کیا وہ تعداد میں ۱۲۰ تھے ان کی مدد کے لیے مارٹر گنیں اور بے شمار جنگی جہاز تھے ہمارا خوراک کا ذخیرہ ختم ہوگیا ہم نے سمجھ لیا کہ اب ہم پکڑ لیے جائیں گے۔ ہم نے اللہ عزوجل سے دعا کے ذریعے مدد مانگی اچانک کمیونسٹوں پر چاروں اطراف سے بلٹس اور بم کے گولوں کی بارش ہونے لگی۔ ان کو شکست ہوئی میدان جنگ میں ہمارے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا اس نے کہا: وہ ملائکہ یعنی فرشتے تھے۔

گھوڑے

ارسلان نے مجھے یہ بھی بتایا: ہم نے ایک مقام ارگون میں کمیونسٹوں پر حملہ کیا اور ۵۰۰ کمیونسٹوں کو ہلاک اور ۸۳ کو پکڑ لیا۔ ہم نے ان سے کہا: تم لوگ کیسے شکست

کہا گئے ہو جبکہ تم لوگوں نے صرف ایک مجاہد کو شہید کیا ہے؟ قیدی نے کہا تم لوگ گھوڑوں پہ سوار ہو کر آتے تھے ہم جب تم لوگوں پہ گولیاں چلاتے تھے تو تم لوگ غائب ہو جاتے اور اس طرح بلٹ تم پہ اثر نہ کرتا۔

قرآن حکیم میں اس بات کا ثبوت موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے اور خاص اپنی طرف سے جس جس طریقے سے مسلمانوں کی بدر میں مدد فرمائی:

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ○

(سورہ الانفال: آیت ۱۲)

ترجمہ: "اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈال دیتا ہوں سو تم گردنوں پہ مارو اور ان کے پور پور کو مارو"

نیچے دی گئی قرآنی آیت کی تفسیر میں جس کو امام قرطبیؒ نے بیان کیا ہے۔

بَلَىٰ ۚ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ○

(سورہ آل عمران: ۱۲۵)

ترجمہ: "کیوں نہیں بلکہ اگر تم صبر اور پرہیزگاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشاندار ہوں گے۔"

جو بھی فوج صبر اختیار کرے گی اور اللہ سے اجر کی امید رکھے گی فرشتے ان پہ نازل ہوں گے ان کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گے چونکہ اللہ تعالیٰ نے یوم قیامت تک

کے لیے انہیں مجاہدین کی مدد کے لیے مقرر کر دیا ہوا ہے۔

حسنؒ نے فرمایا: یہ پانچ ہزار ملائکہ قیامت تک کے لیے مومنین کے لیے امداد ہیں۔

امام مسلمؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نشاندار سے مطلب ہے یعنی پہچان کے لیے ان کی مخصوص علامت ہوگی بعض مفسرین کے مطابق ملائکہ نشاندار تھے یعنی منفرد پگڑیوں سے جبکہ دوسرے مفسرین کے نزدیک ملائکہ کے گھوڑوں پر مخصوص قسم کے نشان ہونگے۔

غزوہ بدر کے دن جب ایک صحابی مشرکین میں سے ایک کے پیچھے اس کا تعاقب کر رہا تھا اچانک اس نے اپنے اوپر کوڑے کے تڑاخ کی آواز سنی اور گھوڑے والا کہہ رہا تھا کہ حیزوم! آگے بڑھو!

اس نے اپنے سامنے والے مشرک کو چت لیٹا ہوا دیکھا اسکا ناک مسخ ہو چکا تھا اس کا چہرہ پھٹا ہوا جیسے وہ کوڑے کی ضرب سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہو۔ اس کا چہرہ مکمل طور پر سیاہ پڑ چکا تھا ایک انصاری صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے متعلق بتایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے سچ بولا وہ تیسرے آسمان سے اللہ نے مددگار کے طور پر بھیجا تھا۔

محمد یاسر نے بتایا: جب کمیونسٹ ایک قصبہ میں ٹینکوں کے ساتھ داخل ہوئے انہوں نے دریافت کیا کہ مسلمان بھائیوں کے گھوڑوں کے اصطبل کدھر ہیں ،لوگ حیران تھے کہ مجاہدین تو گھوڑوں پر سوار نہیں ہوتے ہیں تب لوگوں کو احساس ہوا کہ وہ تو ملائکہ کے گھوڑے ہوتے ہیں۔

ایمونیشن جو کم نہ ہوا

جلال الدین حقانی نے مجھے بتایا: میں نے ایک مجاہد کو کچھ ایمونیشن جاری کیا اور وہ میدان جنگ میں گیا۔ اس نے کئی فائر شاٹ کیے لیکن ایمونیشن کم نہیں ہوا اور وہ اسی کے ساتھ واپس آگیا جتنا میں نے اس کو جاری کیا تھا۔

ایک ٹینک اس کے اوپر سے گزر گیا لیکن وہ زندہ رہا

(۱)...... عبدالجبار نے مجھے بتایا: جبکہ میں دیکھتا ہی رہ گیا ایک ٹینک نے مجاہد جس کا نام میلام تھا اس کو کچل دیا لیکن وہ زندہ رہا۔

(۲)...... الحاج محمد جو ڈپٹی امیر الورڈسٹرکٹ کے تھے انہوں نے مجھے بتایا: ایک ٹینک مجاہد بدر محمد گل کے اوپر سے گزر گیا لیکن وہ نہ تو مارا گیا اور نہ ہی ذرہ برابر زخمی ہوا۔

میں مصنف بذات خود کہتا ہوں ہم نہیں جانتے کہ وہ دو پہیوں کے درمیان سے بچ نکلا یا پہیے کے نیچے سے۔

مجاہدین کے ساتھ بچھو

اللہ عزوجل اپنی آخری کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

(سورہ المدثر:۳۱)

ترجمہ: تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا"

عبدالصمد اور محبوب اللہ ان دونوں نے مجھے بتایا: کندوز شہر کے میدان میں کمیونسٹوں نے ایک کیمپ لگایا بچھوؤں نے ان پر حملہ کر دیا ان کو ڈنگ مارا ان میں سے ۶ مر گئے اور بقایا میدان سے بھاگ نکلے۔

میدانِ جنگ پر بچے

عبدالمنان نے مجھے بتایا: مجاہدین کے امیر جان شہید ہو گئے۔ تھوڑے ہی دیر بعد روسی کمیونسٹوں نے اس کے آبائی قصبے میں ٹینکوں کو دوڑا دیا۔ اس کا بیٹا جو ابھی ۳ سال کا تھا ایک ماچس کے ساتھ ٹینک کو جلانے کے لیے آیا رشین کمانڈر نے پوچھا یہ بچہ کیا چاہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔"یہ بچہ ٹینک کو آگ لگانا چاہتا ہے"

میدانِ جنگ میں عورتوں کا کردار

عمر حنیف نے مجھے بتایا: روسی ٹینکوں نے ایک مرتبہ مجاہدین کا ایک مسجد میں محاصرہ کرلیا۔ ایک نوجوان عورت جس کی دو دن کے بعد شادی ہونے والی تھی وہ گھر سے باہر آئی اور اللہ سے دعا مانگنے لگی "اے اللہ اگر یہ لوگ مجاہدین کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو مجھے اس کے فدیے میں لے لے"

یہ نوجوان عورت شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئی اور مجاہدین بچ گئے۔

مؤذن نے مجھے اطلاع دی: جب انجیر گل شہید ہوا اس کی ماں خوشی سے کھلکھلاتی ہوئی گھر سے باہر آئی اس کی شہادت پر لوگوں نے خوشی سے فائرنگ شروع کردی ہم جیسے کمزور ایمان والے ان کو پاگل خیال کریں گے۔ (اصل میں یہ وہ لوگ ہیں جو اس فانی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں حقیقت میں یہی بے وقوف ہیں)

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ○

(سورہ البقرہ: ۱۳)

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ یقیناً یہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں"

بم کے گولے جو پھٹے نہیں

جلال الدین حقانی نے مجھے بتایا:

(۱)...... ہم ۳۰ مجاہدین تھے جن پر جہازوں نے بمباری شروع کر دی تمام بم کے گولے جو ہمارے ارد گرد گرے پھٹ گئے اور ہمارے درمیان گرنے والا ایک بم نہ پھٹا یہ تقریباً ۴۵ کلو گرام وزنی تھا اگر یہ پھٹا ہوتا تو وہ ہم میں سے اکثر کو ہلاک کر دیتا۔

(۲)...... عبد الجبار نے مجھے بتایا: ہم تقریبا ۳ ہزار مجاہدین تھے جو اپنے کیمپ میں موجود تھے جب جنگی جہازوں نے ۳۰۰ نیپام بم ہمارے اوپر گرائے ان میں سے ایک بم بھی نہ پھٹا اور ہم نے تمام بم پاکستانی قصبے کٹا میں بھیج دیئے جہاں پر مجاہدین ٹھہرے ہوئے تھے۔

گولیوں نے ان کے جسموں کو چھلنی نہیں کیا

جلال الدین نے مجھے مطلع کیا:

(۱)...... میں نے اپنے پاس کئی مجاہدین کو دیکھا جو میدان جنگ سے آئے تھے ان کے کپڑے گولیوں سے چھلنی تھے لیکن ان کے جسموں کو گولیوں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

(۲)...... شیخ احمد شریف نے مجھے بتایا: میرا بیٹا میدان جنگ سے چھلنی کپڑے پہنے آیا لیکن اس کے جسم پر کسی قسم کا زخم کا نشان نہیں تھا۔

(۳)...... سیکرٹری نصر اللہ منصور نے مجھے اطلاع دی: اپریل ۱۹۸۲ کی پہلی تاریخ کہ ہمیں ایک مجاہد ملا جس کے سر پر ۱۰ گولیاں لگی تھیں اور ۱۱۵ اس کے پیشانی پر لیکن پھر بھی وہ بچ گیا تھا۔

(۴)...... مولانا پیر محمد نے مجھے اطلاع دی: ہم ۱۲ مجاہدین پکتیا کی حفاظت کر رہے تھے جب ہم پر تقریبا ۱۸۰ جنگی ہوائی جہازوں کی مدد سے حملہ کر دیا گیا انہوں نے ایک میدان میں ہمارا محاصرہ کیا اور ہم پر بمباری شروع کر دی ہم جب میدان جنگ سے واپس آئے تو ہمارے کپڑے پھٹے ہوئے تھے لیکن ہم میں سے کوئی زخمی نہ ہوا تھا ۱۶۰ کمیونسٹ ہلاک ہوئے اور ۳ ٹینک تباہ ہوئے۔ صرف ۲۰ مجاہدین کو شہادت نصیب ہوئی۔

(۵)...... میں نے خود اپنی آنکھوں سے جلال الدین حقانی کے سینے پر پہنی ہوئی ایمونیشن بیلٹ پر گولیوں کے سوراخ دیکھے تھے لیکن اس کے سینے پر کوئی زخم نہ تھا۔

(۶)...... جلال الدین حقانی نے مجھے بتایا: میرے پاؤں کے نیچے بارودی سرنگ آکر پھٹ گئی لیکن میں زخمی نہ ہوا۔

(۷)...... مولانا ارسلان نے مجھے بتایا: دو مرتبہ بم کے گولے میرے پاؤں سے ٹکرائے لیکن انہوں نے مجھے زخمی نہ کیا۔

شہید کی میت سے نور پھوٹا

مغربی قندھار کے علاقے ہلمان سے مجاہدین کے امیر عبد المنان نے مجھے اطلاع دی: ہم ۶۰۰ مجاہدین اور کفار ۶۰۰۰ تھے وہ تمام روس کے علاقے سے تھے انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور جنگ ۱۸ روز تک جاری رہی۔

نتیجہ کیا رہا ۳۳ مجاہدین کو شہادت نصیب ہوئی دشمن کا نقصان ۴۵۰ ہلاک اور ۳۶ زندہ پکڑے گئے۔ ۳۰ ٹینک تباہ اور ۲ جہازوں کو مار گرایا گیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ پورے ۱۸ دن گزرے کسی بھی شہید کی میت نہ تو تبدیل ہوئی اور نہ ہی اس سے بدبو پیدا

ہوئی۔ ان میں سے ایک شہید عبد الغفور جو کہ دین محمد کا بیٹا تھا۔ ہر رات کو ایک روشنی اس کی میت سے نکلتی اور آسمان تک پھیل جاتی ۳ منٹ تک وہ روشنی موجود رہتی پھر نیچے اتر آتی تمام مجاہدین جو وہاں موجود تھے انہوں نے روشنی یا نور دیکھا۔

عمر حنیف نے مجھے بتایا: فروری ۱۹۸۲ میں ہر رات کو عشاء کی نماز کے بعد ہمارے صحن میں جہاں پر مجاہدین ٹھہرے ہوئے تھے آسمان سے نور یا روشنی اترتی جو تھوڑی دیر تک صحن کو گھیر لیتی پھر اس کے بعد غائب ہو جاتی۔

سارے خیموں کو نشانہ لگا سوائے اسلحہ والے خیمے کے

جلال الدین حقانی نے مجھے اطلاع دی: ۴ سال سے جنگی جہاز ہمارے اوپر بمباری کر رہے تھے۔ اس سے بعض اوقات مکان تباہ ہو جاتے یا سارے خیمے آگ کی لپیٹ میں آ جاتے لیکن جہاں پر ہمارا اسلحہ اور خوراک ہوتی وہ محفوظ رہتے۔

کتنی مرتبہ چھوٹے سے گروہ نے بڑے گروہ کو جالیا

شیخ جلال الدین حقانی نے بہت ساری جنگوں میں سے ۲ کا حال تفصیل سے بتایا: پہلی جب دشمن نے جنگ کا آغاز کیا اور دوسری ۱۹۸۷ کے دوران انہوں نے مجھے بتایا: ہماری سب سے بڑی مشکل بکتر بند گاڑیوں کے حملہ کے شروع کے دنوں میں تھی ہمارے پاس کوئی پی 2-7 اینٹی ٹینک راکٹ نہیں تھے ہم نے کچھ درہم اکٹھے کیے اور ادھر ادھر اس کی تلاش میں اس کے خریدنے کے لیے گھومے پھرے۔ لیکن بے سود ہم کو کوئی بھی نہ ملا ہم تقریباً ۱۳۵۰ افراد تھے ایک دن حملہ آور دشمن نے چند ہزار نوجوانوں ٹینکوں، آرٹلری گنوں اور مشین گنوں سے ہم پر حملہ کر دیا جنگ ڈھائی روز جاری رہی جس کے خاتمے پر دشمن کو شکست ہوئی۔ ہمارے ہاتھ ۲۵ عدد پی 2-7 راکٹ آرٹلری گنیں

مشین گنیں اور ۸ ٹینک آئے ہم نے ایک ہزار جنگی قیدی جو کہ کلاشنکوف (A.K) کے ساتھ مسلح تھے ان کو گرفتار کیا۔

دوسری جنگ ۱۹۸۷ کے دوران

اس نے اطلاع دی:

ہمارے ساتھ ۵۹ مجاہدین تھے جب دشمن نے ہم پر ۲۲۰ ٹینکوں اور سامان لے جانے والی گاڑیوں کے ساتھ حملہ کیا ساری جنگ کے دوران جنگی جہازوں نے بھی بمباری جاری رکھی ۱۵۰۰ کمیونسٹ تھے جو اپنے دشمنوں کے متعلق پوری طرح باخبر ہوں گے۔ جنگ کے نتیجے میں ۴۵ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں ۔۱۵۰ کمیونسٹوں کو ہلاک کیا گیا اور ایک سو سے زیادہ زخمی ہوئے۔ہم نے دشمن سے اینٹی ایئر کرافٹ مشین گنیں، ۷ کلاشنکوفیں، ایک 66 ایم ایم آرٹلری گن، ۲۸۰ آرٹلری شیلز اور ۳۶۰۰۰ راؤنڈ ایمونیشن چھینا۔

شمالی کابل کی جنگ

الحاج محمد گل نے مجھے اطلاع دی: مجاہدین ۱۲۰ کی تعداد میں تھے اور دشمن کی تعداد ۱۰۰۰۰ تھی جو کہ ۸۰۰ ٹینکوں اور ۲۵ جہازوں سے لیس تھی۔

نتیجہ یہ رہا کہ ہم نے ۴۵۰ کمیونسٹوں کو ہلاک کیا اور ۱۵۰ ٹینک جلا کئے۔مال غنیمت میں ۱۱ بکتر بند گاڑیاں ہاتھ آئیں جو کہ خوراک، ایمونیشن اور بارودی سرنگوں سے بھرپور تھیں۔

دوسری جنگ پہلی کے ایک ماہ بعد

محمد گل نے مجھے تفصیل بتائی: مجاہدین کی تعداد ۵۰۰ تھی اور دشمن ۱۰۰۰۰

نوجوانوں اور ٹینکوں کے ساتھ تھا نتیجہ یہ رہا کہ ہم نے ۲۰۰ افراد کو ہلاک کیا اور میدان جنگ دشمنوں کی نعشوں سے تقریبا ایک مہینہ بدبودار رہا۔

میاں گل اور پھولوں کا گلدستہ

محمد یاسر (المعروف أستاد یاسر فک اسرہ اللہ ان کو رہائی نصیب فرمائے) جو کہ سیاف کے مددگاروں میں سے ایک تھا اس نے مجھے بتایا: عدیل میاں گل جو کہ بن لان کے دفاع کا ایک جنرل لیڈر تھا اس نے ۱۴۰۳ ہجری میں شہادت پائی، میاں گل اسلامی تحریک کے آغاز کے فرزندوں اور بڑے راہنماؤں میں سے ایک مشہور ومعروف رہنما تھا جب اس کی شہادت ہوئی اس کے قبیلے احمد زیب کے فرزندوں نے جن کی تعداد ایک لاکھ تھی تمام اس کی شہادت پر غمگین تھے وہ اپنے بھائیوں میں سے چوتھا بھائی تھا جس کو شہادت کا اعزاز نصیب ہوا۔

اس کا خاندان گہرے غم اور دکھ میں مبتلا تھا اور کئی مواقع پر اس کے لیے روتا رہتا تھا ایک رات اس کا بھائی نیند سے بیدار ہوا، وضو کیا اور اللہ ذوالجلال سے دعا مانگنے لگا کہ اگر اس کا بھائی واقعی شہید ہے تو یا اللہ مجھے کوئی نشانی دکھا۔ اس کے بعد وہ اس ارادے کے ساتھ دوبارہ سو گیا کہ وہ تہجد کے لیے اٹھے گا، اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس پر کوئی چیز آ گری ہے اس نے روشنی کی تا کہ دیکھے کہ کیا چیز گری ہے وہ کیا دیکھتا ہے کہ پھولوں کا گلدستہ جو کہ منفرد قسم کا تھا موجود ہے اور پھولوں کے گرد شہد کی طرح کوئی مائع چیز تھی اور خوشبو نے پورے کمرے کو معطر کیا ہوا تھا اس نے اپنے پورے خاندان کو اکٹھا کیا اور ان کو کرامت دکھائی انہوں نے کہا "صبح کو ہم محمد یاسر کو دکھائیں گے" انہوں نے اس گلدستہ کو کتاب کے اوپر رکھ دیا اور سونے کے لیے چلے گئے جب صبح ہوئی تو ان کو کتاب کے اوپر وہ گلدستہ نہ ملا۔

اونگھ

غزوہ احد میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے نیند کا غلبہ طاری کر دیا اس کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ

(سورہ آل عمران: ۱۵۴)

ترجمہ: "پھر اس نے اس غم کے بعد تم پر امن نازل فرمایا اور تم میں سے ایک جماعت کو امن کی نیند آنے لگی"

اس آیت کی تفسیر میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ سراسیمگی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنا فضل فرمایا اور میدان جنگ میں باقی رہ جانے والے مسلمانوں پر اونگھ مسلط کر دی یہ اونگھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت اور نصرت کی دلیل تھی۔ حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جن پر احد کے دن اونگھ چھائی تھی حتی کہ میری تلوار کئی مرتبہ میرے ہاتھ سے گری میں اسے پکڑتا وہ پھر گر جاتی، پھر پکڑتا اور پھر گر جاتی۔ (صحیح البخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے روز ہمارے پاس صرف ایک گھوڑا تھا۔ جو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا میں نے وہ منظر دیکھا جب ہم سب پر نیند طاری ہو رہی تھی سوائے رسول اللہ ﷺ کے جو کہ ایک درخت کے نیچے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے حتی کہ صبح ہو گئی۔

(ایک اور روایت کے مطابق حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک گھوڑا تھا)

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: جنگ کے دوران اونگھ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے امن اور سکون کا ذریعہ ہوتی ہے اور نماز کے دوران شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جو انسان کو گمراہ کرتا ہے۔

اونگھ نے ارسلان کو قابو کر لیا

مولانا ارسلان نے مجھے بتایا:

(۱)...... اس کو شاہی کوٹ کی جنگ میں دس منٹ ایسے اونگھ آئی جبکہ ہر طرف سے بم کے گولے زور دار طریقے سے ان پر پھینکے جا رہے تھے۔

(۲)...... عبدالرحمن نے مجھے اطلاع دی: راجی (باگی) کی جنگ کے دوران تقریباً ۱۵۰ سے ۲۰۰ ٹینکوں نے ہم پر حملہ کر دیا بڑی تعداد میں بم کے گولوں کی کان پھٹنے والی آواز کی وجہ سے مجاہدین ۲ یا ۳ دن تک کچھ نہ سن سکتے تھے جنگ کے دوران نیند نے ہم کو آلیا۔ اٹھنے کے بعد ہم مطمئن اور پر سکون تھے مجاہدین میں سے کسی نے ٹینک کو ہٹ کیا آگ پکڑتے ہوئے ٹینک سے ایک چنگاری ایمونیشن گاڑی کو لگی جس کو آگ لگ گئی شعلہ نے ۷ گاڑیوں کو اڑا دیا اور دوسرے ۵ کو ہم نے پکڑ لیا۔

(۳)...... عبداللہ حکمت یار کے باڈی گارڈ نے مجھے بتایا: جنگ کے دوران نیند نے مجھے کئی مرتبہ قابو کر لیا میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت اور سکینت کا ذریعہ سمجھتا رہا تھا۔

(۴)...... عبدالرشید عبدالقادر جو غمام سے تعلق رکھتے تھے اس نے مجھے اطلاع دی: میں تین مواقع کی جب روسی فوجوں نے مجاہدین پر حملہ کیا ان پر اونگھ طاری ہو جانے کی گواہی دیتا ہوں۔ وہ صرف ۲ سے ۳ منٹ کے لیے سوتے پھر نئے عزم اور ارادے کے ساتھ بیدار ہو جاتے تھے۔ مجاہدین نے شاندار کامیابی کے ساتھ روسیوں کو شکست دی۔

مجاہدین پر اللہ کی حفاظت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں انسانوں سے مخاطب ہوتے ہیں:

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝

(سورہ المومنون: ۸۹،۸۸)

ترجمہ: "پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا اگر تم جانتے ہو تو بتلادو؟ یہ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہہ دیجئے پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو؟"

سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:

"بس اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے"

یعنی جس کی وہ حفاظت کرنا چاہے اور اسے اپنی پناہ میں لے لے، کیا اسے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟ یعنی جس کو وہ نقصان پہنچانا چاہے کیا اللہ کے سوا کائنات میں کوئی ایسی ہستی ہے کہ وہ اسے نقصان سے بچالے اور اللہ کے مقابلے میں اپنی پناہ میں لے لے؟

ایک ٹینک نے اختر محمد کو کچل دیا

محمد منجال غزنی نے مجھے بتایا: ایک ٹینک اختر محمد کے اوپر چڑھ دوڑا میں

نے اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن پھر بھی وہ زندہ رہا جب انہوں نے دیکھا تو وہ واپس مڑے اور دوبارہ اسکو ٹینک کے نیچے کچلا لیکن وہ پھر بھی ہلاک نہ ہوا۔

تب پھر انہوں نے اس کو دو اور مجاہدین کے ساتھ پکڑ لیا انہوں نے ان تینوں مجاہدین پر فائرنگ کی بوچھاڑ کی لیکن وہ پھر بھی نہ مرا اور دوسرے دو مجاہد شہید ہو گئے۔ وہ زمین پر گر گیا کمیونسٹ آئے اور اس کے جسم پر مٹی اور ریت ڈال گئے جب وہ چلے گئے تو وہ اٹھا اور مجاہدین کے پاس واپس آ گیا۔ آج تک (جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی) وہ زندہ ہے اور جہاد میں مصروف ہے۔

نصر اللہ کو دو گولیوں نے ہٹ کیا اور گولیاں اس کی جیب میں جا پڑیں

محمد منجال نے مجھے اطلاع دی کہ نصر اللہ جو غزنی میں ایک مجاہد تھا اس کو دو گولیوں نے ہٹ کیا لیکن وہ زخمی نہ ہوا بعد میں وہ اس کی پاکٹ میں گری ہوئی ملیں اور ان مجاہدین کو دکھائیں جو اس کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے اس کی گواہی دی۔

ایک گولی شاہ کی آنکھ کو جا لگی اور اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا

مولانا ارسلان نے مجھے بتایا: ایک دوشکا (اینٹی ایئر کرافٹ گن) کی گولی نے شاہ کی آنکھ کو ہٹ کیا لیکن اس کو کوئی درد نہ ہوا البتہ اس کی آنکھ میں ذرا سی سرخی آئی۔

چودہ نیپام بم

محمد نعیم جو غمام میں ایک لیڈر تھے انہوں نے مجھے بتایا: ایک جنگی جہاز نے مجاہدین پر ۱۴ نیپام بم گرائے تیرہ ان کے بالکل قریب گرنے کے بعد پھٹ گئے لیکن ایک بھی ان کو نہ لگا۔

گولیوں نے ان کے جسموں کو چھلنی نہ کیا

میں مصنف نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خواجہ محمد کا کرتہ مارٹر کے ٹکڑے لگنے کی وجہ سے جل گیا مارٹر نے ۵ سوراخ کرتے پر کیے لیکن اس کو صرف ایک زخم لگا۔

خیمہ جل گیا لیکن تمام افراد محفوظ رہے

ابراہیم شفیق جلال الدین نے مجھے اطلاع دی۔ 8 مارچ 1983ء کو آرٹلری گنوں سے ہم پر 2 شیلز فائر کیے گئے جس سے خیمہ کو 9 جگہوں پر آگ لگ گئی۔ خیمے میں 3 مجاہد بھائی موجود تھے لیکن کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

میرے کپڑے جل گئے

ابراہیم نے مجھے بتایا:

20 شعبان 1402 ہجری کو جاجی (خوست پکتیا) کی جنگ کے دوران بم کے گولوں کے ساتھ ہمارے اوپر حملہ کیا گیا میری ٹیلی سکوپ ٹوٹ گئی اور پتلون جل گئی۔

میں مصنف نے خود دیکھا کہ ابراہیم کی پتلون پر وہ نشان تھے اور وہ ابھی تک میرے قبضے میں ہے۔ ابراہیم کو معمولی سے زخم آئے۔ وہ 20 مجاہدین کے ساتھ تھا اور زیادہ تر لوگوں کے کپڑے جلے ہوئے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی زخمی نہ تھا۔ ان میں سے کچھ کے ایمونیشن بیلٹ شارپنل سے ٹوٹ چکے تھے اور زیادہ تر کے کپڑے جلے ہوئے تھے۔

ایک کاروباری سرنگ کے اوپر سے گذر گئی

ابراہیم نے مجھے بتایا:

ہم 30 آدمی رازماہ میں تھے جب دشمن نے ہم پر 300 ٹینکوں' بکتر بند

گاڑیوں اور فوجی ٹرکوں سے حملہ کر دیا ہم نے ان کو شکست دی اور ہم نے 2 آرٹلری گنیں ایک گاڑی 300 بم گولے کچھ بارودی سرنگیں 30000 راؤنڈز ایمونیشن اور 6 کلاشنکوفیں (AK7) پکڑیں۔ ہم نے تمام مال غنیمت بکتر بند گاڑی میں رکھا۔

میں ڈرائیور جس کا نام محمد رسول تھا کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا ہم نے بارودی سرنگ کے اوپر گاڑی دوڑا دی لیکن بارودی سرنگ نہ پھٹی۔ ایک ٹینک اسی بارودی سرنگ کے اوپر سے گزرا اور زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک آر پی جی راکٹ کے گولے بلٹ چیرتی ہوئی چلی گئی حالانکہ وہ ابھی تک لانچر کے اوپر لگی ہوئی تھی، لانچر مجاہد کے ہاتھ میں تھا۔ جس کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا میں نے دیکھا کہ ٹیلی سکوپ جو جلال الدین حقانی کے بہنوئی (عزیز) کے ہاتھ میں تھا۔ اس کا لینز ریزہ ریزہ ہو گیا لیکن وہ بالکل محفوظ رہا۔

فتح اللہ نے مجھے بتایا: بلٹ ذرخان شاہ کی جیب میں سوراخ کرتے ہوئے جیب میں موجود آئینے کو توڑ گئی اور جیب میں پڑی کتاب کو بھی جلا کر راکھ کر دیا بہر کیف وہ خود محفوظ رہا۔

عبدالرحمن نے مجھے اطلاع دی: ایک بم کا گولہ عاقل الدین کی ٹانگوں کے درمیان پھٹا جو عبدالرحمن کے ساتھ ہی تھا ان دونوں میں سے کوئی بھی زخمی نہ ہوا۔

مجاہدین کے ٹینکوں کے نیچے بارودی سرنگیں پھٹیں لیکن ان کی صرف پگڑیاں خراب ہو گئیں۔

فتح اللہ اور ابراہیم ہاری کے قلعے میں جب اپنے ٹینک کے ساتھ داخل ہوئے جس کو وہ آزاد کروانا چاہتے تھے بارودی سرنگیں پھٹ گئیں اور ان کی پگڑیاں اڑ گئیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل محفوظ رہے۔

عبدالکریم نے مجھے بتایا: میں نے ایک آفیسر عبدالعلی دیکھا جو میدان جنگ

ے آرہا تھا جس کے سارے کپڑے گولیوں کے سوراخوں سے تار تار تھے۔ لیکن کوئی بھی گولی اس کو چھوئی تک نہ تھی۔

مولوی یاردل، وردگ کے راہنما نے مجھے اطلاع دی: جب ہم دو گاؤں کے درمیان پیدل چل رہے تھے دس کلو میٹر تک 8 جنگی جہازوں نے ہمارے اوپر حملہ کئے رکھا۔ حتیٰ کہ میں پائلٹ کو بڑی اچھی طرح دیکھ سکتا تھا اور میرے ہتھیار میرے ساتھ تھے ہم بحفاظت اپنے کیمپ میں واپس پہنچ گئے۔

باب : 3

شہداء کی کرامات

شہداء کی خوشبو

مجاہدین کے درمیان شہداء کی کرامتوں سے خوشبوئیں پھوٹنے کا ذکر ہے یا ہو ان کو ایک خاصے فاصلے سے شہید کی خوشبو محسوس ہو جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا تذکرہ سورہ یوسف میں فرماتے ہیں:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ
(سورہ یوسف: ۹۴)

ترجمہ: "جب یہ قافلہ جدا ہوا تو ان کے والد نے کہا کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا قرار نہ دو"

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں ادھر یہ قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر مصر سے چلا اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعجاز کے طور پہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آنے لگ گئی یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اللہ کے پیغمبر کو بھی جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع نہ پہنچے، پیغمبر بے خبر ہوتا ہے، چاہے بیٹا اپنے شہر کے کسی کنویں ہی میں کیوں نہ ہو؟ اور جب اللہ تعالیٰ انتظام فرماوے تو پھر مصر جیسے دور دراز کے علاقے سے بھی بیٹے کی خوشبو آجاتی ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو ۸۰ سال

سے نہیں دیکھا تھا جب انہوں نے دفعتاً "یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کی انہوں نے خدشہ کیا لوگ ان کو بڑھاپے کی وجہ سے مخبوط الحواس یا سٹھیا ہوا نہ قرار دے دیں قمیص کی مہک اور خوشبو کا اتنے دور دراز علاقے سے پہنچ جانا معجزاتی اور کراماتی طور پر تھا۔

مولانا ارسلان نے مجھے اطلاع دی: انتہائی گہری اندھیری رات کے دوران شہید عبدالبصیر کی میت کو میں نے اس سے پھوٹنے والی خوشبو سے تلاش کر لیا۔

شہید علی جان کی مہک اڑھائی کلومیٹر کے فاصلے سے

جلال الدین حقانی یا ابراہیم میں سے کسی ایک نے مجھے بتایا: اس وقت میں اپنی گاڑی چلا رہا تھا جب مجھے خوشبو کی لہر محسوس ہوئی میں نے اپنے ساتھی سے کہا "یہ ایک شہید کی خوشبو ہے چونکہ شہید کا خون ایک واضح اور خالص مہک رکھتا ہے جس کو پہچاننے میں وقت نہیں ہوتی ہمیں معلوم نہیں تھا کہ اسی میدان جنگ میں شہید پڑا ہوا تھا جس کو ہم غیر ارادی طور پر ٹھوکر لگا کر اس کے اوپر سے گزر گئے۔"

ایک شہید کی ماں کے ہاتھ سے ۳ ماہ تک عطر کی مہک کا آتے رہنا

نصر اللہ منصور نے مجھے اطلاع دی: کہ حبیب اللہ جو یاقوت کے نام سے جانا جاتا تھا نے اس کو بتایا: میرے بھائی کو شہادت نصیب ہوئی ۳ ماہ کے بعد میری ماں کو وہ خواب میں نظر آیا اس نے ماں کو کہا میرے تمام زخم ٹھیک ہو چکے ہیں سوائے سر کے زخم کے میری ماں نے اصرار کیا کہ اس کی قبر کھودی جائے میرے بھائی کی قبر سے اگلی قبر کی روک یا دیوار بہت باریک سی تھی اور وہ ننگی ہو گئی تو ہم نے دیکھا کہ اس قبر والے کی نعش پر ایک سانپ تھا میری ماں نے کہا اسے مزید نہ کھودو میں نے کہا میرا بھائی شہید

ہے یہ نا ممکن ہے کہ میرے بھائی کی قبر میں ایک زہریلا سانپ ہو۔

بھائی کی قبر کھودتے کھودتے جب ہم اس کے پاس پہنچے بڑی خوشگوار خوشبو اور مہک نے ہمیں مغلوب اور بے مہار کر دیا ہم نے دیکھا کہ اس کے سر کے زخم سے خون رس رہا تھا میری ماں نے اپنی انگلی خون نکلنے والی جگہ پر رکھ دی تو وہ خوشبو اور معطر ہو گئی اس بات کو ۳ ماہ ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اس کی انگلی معطر ہے حتیٰ کہ اب اس کی انگلی سے عطر کی خوشبو آتی ہے۔

محمد شیرین نے مجھے اطلاع دی: ہمارے چار مجاہدین کو بوٹ وردگ کے مقام پر شہادت نصیب ہوئی ۴ ماہ کے بعد عطر کی مہک جو کہ کستوری کی طرح کی تھی ان کی میتوں سے پھوٹ رہی تھی۔

محمد شیرین نے مجھے مزید بتایا: میں نے عبدالغیاث کو اس کی شہادت کے ۳ روز بعد دیکھا وہ گھٹنے اٹھا کر اپنی ایڑیوں پر بیٹھا ہوا تھا میں نے سمجھا کہ شاید وہ زندہ ہے لیکن جب اس کے قریب ہو کر میں نے اس کو چھوا وہ اپنی کمر کے بل گر گیا۔

شہداء کا اپنے ہتھیار حوالے کرنے سے انکار

شہید میر آغا کا لوگر میں اپنا ریوالور حوالے کرنے سے انکار

زبیر میر علم نے مجھے بتایا: ان میں سے میر آغا نے شہادت پائی اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا مجاہدین نے اس سے ریوالور لینے کی کوشش کی لیکن اس نے ان کو ریوالور حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ہم نے اس کی میت اس کے گھر میں پہنچائی اس کے باپ قاضی میر سلطان نے اسے مخاطب ہو کر کہا۔ اے میرے بیٹے یہ ریوالور اب تمہارا نہیں ہے یہ مجاہدین کی ملکیت ہے اس نے ریوالور چھوڑ دیا۔

شہید سلطان محمد نے اپنی کلاشنکوف لوگر میں حوالے کرنے سے انکار کر دیا

زبیر میر علم نے مجھے اطلاع دی: فروری 1983ء میں سلطان محمد نے شہادت پائی اس نے کلاشنکوف مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں پکڑ رکھی تھی روسی آئے اور اپنی بے سود کوشش کی اس کو حاصل کرنے کی آخر کار انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

محمد شیریں نے مجھے بتایا: محمد اسماعیل اور غلام نے اپنے ہتھیار شہادت پانے کے بعد چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا۔

شہداء کی مسکراہٹ

ارسلان نے مجھے اطلاع دی: عبدالجلیل ایک متقی اور پرہیزگار طالب علم تھا ایک بم کا گولہ بمبار طیارے سے اس کو آ کر لگا اور اس کو شہادت مل گئی اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد لوگ اس کو اس کے باپ کے گھر لے گئے یہ عصر کا وقت تھا اور وہ وہاں رہا صبح ہونے تک اس سارے وقت میں کچھ مجاہدین اس کے ساتھ تھے اس نے اپنی آنکھ کھولی اور مسکرایا مجاہدین ارسلان کے پاس آئے اور اس کو بتایا کہ عبدالجلیل ابھی مرا نہیں ہے اس نے جواب دیا بلا شبہ اس کو شہادت نصیب ہو چکی ہے۔

مجاہدین نے کہا کہ یہ ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ جب تک ہم یقین نہ کر لیں کہ واقعی وہ شہادت پا چکا ہے اس کو دفنا دیں یہ ضروری ہے کہ نماز جنازہ کو بھی دہرایا جائے۔

ارسلان نے ان کو یہ کہتے ہوئے یقین دلایا: اس کو کل شہادت نصیب ہو گئی تھی اور یہ شہید کی کرامت ہے۔

ہمایداللہ مسکراتا ہے:

محمد عمر جو جنرل لیڈر تھا صوبہ پغمان کا اس نے مجھے اطلاع دی: ہمایداللہ ہمارے درمیان میں سے تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے شہادت عطا فرمائی جب ہم اس کو دفنا رہے تھے ہمیں لگا کہ وہ مسکرا رہا ہے میں تصور کر رہا ہوں لہذا میں باہر آیا اور اپنی آنکھوں کو پونچھا میں نے پھر دیکھا وہ مسکرا رہا تھا۔

فتح اللہ جو کہ حقانی کے پرانے رہنماؤں میں سے تھا اس نے مجھے بتایا میں نے شہید سیت خان کو اس کے دفنانے کے ۴ روز بعد دیکھا اس کی قبر کھولی وہ مسکرا رہا تھا۔ خیر اللہ کہتا ہے: میں نے اس کو اپنی طرف نظر جماتے ہوئے دیکھا"

شہداء کی میتیں نہ تو تبدیل ہوتی ہیں اور نہ گلتی سڑتی ہیں

مولوی عبدالکریم نے مجھے اطلاع دی: میں نے ۱۲۰۰ سے زیادہ شہداء کو دیکھا ہے ان میں سے ایک کی بھی میت کبھی سڑی نہیں میں نے ان میں سے ایک شہید کو بھی جنگلی کتوں کو کھاتے ہوئے نہیں دیکھا جبکہ وہ روسی کمیونسٹوں کو شوق سے کھاتے تھے۔

فتح اللہ نے مجھے بتایا کہ ایک مجاہد ہمارے ساتھ تھا اس کا نام حکیم تھا اس نے مجھے اطلاع دی: ہم نے ایک شہید قمر خان کی میت اس کے دفنانے کے ۷ ماہ بعد باہر نکالی وہ تبدیل نہ ہوئی تھی اور اس کا خون مسلسل بہہ رہا تھا اور اس میں سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔

روسی فوجیوں کی لاشیں کتوں کی خوراک:

لال الدین نے مجھے اطلاع دی: جیدران پکتیا کے مقام سے میں نے ایک بھی شہید کی میت کو جنگلی کتوں کو کھاتے ہوئے نہ دیکھا۔ میں ایک شہید جس کا نام گلاب تھا

اس کی گواہی دیتا ہوں اس کی میت ۲۵ دن تک جنگلی کتوں کے سامنے کھلی پڑی تھی جبکہ اس کے اردگرد تمام کمیونسٹوں کی نعشیں تھیں کمیونسٹوں کی لاشوں کو کتے کھا چکے تھے جبکہ انہوں نے شہید کی میت کو چھوا تک نہیں تھا۔

ایک بچہ جو اپنی ماں کے سینے سے چمٹا ہوا تھا ماں اور بچہ دونوں شہادت پا چکے تھے ماں نے بچہ الگ نہ ہونے دیا

یاردل اور اس کے معاون محمد کریم نے مجھے اطلاع دی: ایک عورت اور اس کا بچہ شہادت پا گئے اس کے شوہر کا نام منجان تھا کچھ لوگوں نے بچے کو ماں سے الگ کرنا چاہا لیکن وہ بچے کو ماں سے علیحدہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

مجاہدین کی دعا اور اللہ تعالیٰ کی ان کے لیے مدد ان کی رسد ختم ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی

جاغ تو ضلع وردگ سے یاردل نے مجھے اطلاع دی: ہمارے اور کمیونسٹوں کے درمیان ۷ دن تک لڑائی رہی ساتویں دن ہمارا ایمونیشن ختم ہو گیا اس رات کمیونسٹوں نے تمام اطراف سے ہم پر حملہ کیا ہم سے فائر کرنے کا کوئی بھی ذریعہ نہ بن سکا کفار بڑے حیران تھے کہ ان پر ایک عجیب قسم کے ایمونیشن کے ساتھ بارش کی جا رہی تھی جو کہ انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ان میں سے ۵۰۰ لوگ ہلاک ہوئے جن میں ۲۳ آفیسر تھے بقایا میدان جنگ سے فرار ہو گئے انہوں نے کچھ ہمارے مسلمان مجاہدین پکڑے تو انہوں نے ان سے پوچھا "مسلمانو تم نے یہ عجیب قسم کا ایمونیشن کہاں سے حاصل کیا ہے۔ ہم (روسیوں) نے اس سے پہلے یہ کبھی نہیں دیکھا۔

عمام کے سعد الرحمن نے مجھے بتایا: کوہ دیجال پر ہم انتہائی پیاسے تھے سفر نے ہمیں تھکا کر بے حال کر دیا ہمارے لیے مزید مسلسل سفر کرنا مشکل ہو گیا۔ ہم نے کچھ چرواہوں سے پوچھا کہ ارد گرد پانی کہیں سے مل سکتا ہے انہوں نے کہا کہ اس علاقے میں پانی بالکل نہیں ہے پھر ہم بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے اچانک ہمارے نزدیک بڑے سارے پتھر سے پانی زور سے نکل کر بہنا شروع ہو گیا۔ ہم سب اس سے سیراب ہوئے ہم کل ۴۵ مجاہدین تھے۔

خیال محمد جلال الدین حقانی کے بہنوئی نے مجھے اطلاع دی: ہم تقریباً ۶۰ آدمی تھے ۲۰ ایک پوزیشن پر تھے اور ۴۰ دوسری پوزیشن پر۔ دشمن کی تعداد تقریباً ۱۳۰۰ تک پہنچ چکی تھی۔ وہ تمام ٹینکوں بکتر بند گاڑیوں اور آرٹلری گنوں سے لیس تھے میں کھڑا ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا۔ قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

(سورہ الانفال: ۱۷)

ترجمہ: اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔

نوٹ: فائرنگ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھی جائے اس کے حوالہ کے لیے جب جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکی تھی جسے ایک تو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے مونہوں اور آنکھوں تک پہنچا دیا اور دوسرے اس میں یہ تاثیر پیدا فرما دی کہ اس سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور انہیں دکھائی نہیں دیتا تھا یہ معجزہ بھی جو اس وقت اللہ کی مدد سے ظاہر ہوا تھا مسلمانوں کی کامیابی میں بہت مدد گار ثابت ہوا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے پیغمبر! کنکریاں بے شک آپ نے پھینکی تھیں لیکن اس میں تاثیر ہم نے پیدا کی تھی اگر ہم اس میں یہ تاثیر پیدا نہ کرتے تو یہ کنکریاں کیا

کر سکتی تھیں؟ اس لیے دراصل ہمارا ہی کام تھا نہ کہ آپ کا۔

میں نے مٹھی بھر کر کنکریاں اٹھائیں ان پہ یہ دعا پڑھی "یا اللہ ان کے پیروں کو باز دے۔" اور پھر ان ٹینکوں پر پھینک دیں اور پھر میں اللہ تعالیٰ سے آہ و زاری کرنے لگا یہ ظہر کی نماز کے بعد کا وقت تھا پہلا ٹینک آیا جو پل کے اوپر سے گزر گیا اس سے پہلے اس پر کچھ بلٹ لگے تھے ایک مجاہد نے ٹینک کی ایک طرف ایک چھوٹا گرینیڈ پھینکا جو پھٹ گیا کفار نے سمجھا کہ ٹینک کسی مائن سے ٹکرا گیا ہے"

وہ سڑک کے سنٹر سے صاف کر کے کھڑے ہو گئے اگلا ٹینک کنارے پر کھڑا ہو گیا چونکہ روڈ نیچے سے پختہ اور پکی نہیں تھی اسی طرح روڈ ٹینکوں کے لیے بند ہو گئی تمام دستے اپنی بکتر بند گاڑیوں سے اتر گئے اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا۔

اسلحہ جو اس جنگ میں ہمارے ہاتھ لگا۔ مندرجہ ذیل تھا۔

(۱)...... ایک دوشکا مشین

(۲)...... ۷ مارٹر لانچر

(۳)...... ۱۹ درمیانی رینج کے مارٹر

(۴)...... ۱۲R.P.G (راکٹ پروپلڈ گرینیڈ)

(۵)...... ۲۶۰۰ کلاشنکوف (AK)

(۶)......سات 82mm راکٹ

(۷)......۲۶۰۰۰ دوشکا راؤنڈز ایمونیشن

(۸)...... ۲۸ بکتر بند گاڑیاں

بتایا ہم نے جلا دیں جو بہت ساری آرٹلری گنوں پہ مشتمل تھیں عبدالرحمن جو باتور کی جنگ میں لیڈر تھا اس نے مجھے اطلاع دی: دشمن ۸۰۰ اور ۱۲۰۰ آدمیوں کے

دستے (بٹالین) کے ساتھ میدان جنگ میں اترا جو کہ ۵۸ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر مشتمل تھا۔ ہم ۳۰ آدمی تھے جنگ ۳ دن جاری رہی تیسرے دن ہمارے پاس برین مشین گن میں صرف ۳ راؤنڈز رہ گئے تھے۔ ظہر کی نماز کے وقت ہم نے تسلیم کرلیا کہ ہم دشمن کی پیش قدمی کو روک نہ سکیں گے۔ عصر کی نماز کے بعد ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اس کے بعد ہم قلعہ کے اوپر چڑھ گئے اور بکتر بند گاڑیوں پر نشانہ لگایا بکتر بند گاڑیاں اپنے سازوسامان سمیت دھماکے سے پھٹ گئیں فوج آگے بڑھی اور اپنے آپ کو مجاہدین کے حوالے کردیا۔

دشمن کا نقصان یہ رہا:

(۱)...... 5 ٹینک سالم

(۲)...... ایک بڑی آرٹلری گن

(۳)...... ۳۰ بکتر بند گاڑیاں سالم

(۴)...... ۱۶ اسام میزائل

(۵)...... ایک بڑی تعداد میں کلاشنکوفیں

باب : 4

مجاہدین کی دیگر کرامات

بنجر زمین سے پانی نکل آیا:

پاکستان کے بنجر علاقے میں کچھ افغانیوں نے عارضی طور پر رہائش رکھی ہوئی تھی اس علاقے میں پانی نکل آیا تو یہ علاقہ سرسبز وشاداب بن گیا یہ دیکھ کر پاکستانی لالچی اور حریص بن گئے اور افغانیوں کو اس علاقے سے باہر نکال دیا اس کے بعد پانی پھر خشک ہوگیا۔

دھند نے پہاڑ کو ڈھانپ لیا جس پر مجاہدین موجود تھے جلال الدین حقانی نے مجھے اطلاع دی: روسی فوجیوں کے حملے کے ابتدائی دنوں میں جن پہاڑوں پر ہم موجود ہوتے تھے آگ نہیں جلا سکتے تھے چونکہ جاسوس جب بھی پہاڑوں پر دھواں اڑتے دیکھتے تو فوراً گورنمنٹ کو اطلاع دے دیتے تھے ۔اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر کہر اور دھند بھیج دی جو سال بھر پہاڑوں پر چھائی رہتی جس سے دھواں دکھائی نہ دیتا تھا۔

ایسے مجاہدین جن کے عزیز واقارب عمارت کے اندر تھے شہید نہ ہوئے

جلال الدین حقانی نے مجھے بتایا: روسی پیش قدمی کے دنوں میں گورنمنٹ (کمیونسٹ) اس مجاہد کو جو روسی فوجوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوتا تھا کے تمام رشتہ داروں کو ہلاک کر دیتی تھی ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور رحمت تھی کہ ایسا مجاہد شہید ہی نہ

ہوا جس کا خاندان دشمن کے علاقے میں تھا صرف وہ مجاہد شہید ہوئے جن کے رشتے دار وہاں سے ہجرت کر چکے تھے۔

مجاہدین کے ساتھ پرندے

جنگی طیاروں کے آنے سے پہلے پرندے ظاہر ہوتے مجاہدین سمجھ جاتے کہ جنگی جہاز بمباری کے لیے آرہے ہیں یہ خبریں تواتر کی حد تک جا پہنچی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں یہ آزاد خبریں تھیں جن کو من گھڑت خیال نہیں کیا جاسکتا پرندے جنگی جہازوں کے ساتھ آتے تھے بلکہ ان سے آگے اڑتے یہ معلوم حقیقت ہے کہ ان جنگی جہازوں کی سپیڈ آواز کی رفتار سے ۲ گناہ یا ۳ گناہ ہوتی ہے۔

مجاہدین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب بھی پرندے اس میں شامل ہوتے ان کا نقصان معمولی یا بالکل نہ ہوتا۔

بعض لوگوں نے مجھے بتایا کہ ہم نے بڑی تعداد میں پرندے دیکھے۔ محمد کریم نے کہا میں نے بے شمار دفعہ دیکھا، ارسلان نے کہا: میں نے لاتعداد مرتبہ دیکھا، ان میں سے کچھ لوگ جنہوں نے کئی مرتبہ دیکھا وہ یہ ہیں محمد شیرین مولوی عبدالحمید، علم خان فضل محمد، جان محمد، خیار محمد، وزیر بادشاہ اور سید علی احمد شاہ علی خاں۔

ایک بادل کے ٹکڑے کا مجاہدین کو بچانا

محمد یاسر نے مجھے بتایا: میں ایک دشمن کے ساتھ مقابلے کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ جس میں جنگی جہاز ایک مجاہدین کے گروپ پر حملہ کر رہے تھے جو ایک کھلے میدان میں ہو رہا تھا اور مجاہدین کے پاس چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی ہم (وہ جو مشاہدہ کر رہے تھے) اللہ تعالی سے دعا کر رہے تھے کہ مجاہدین کی غیبی امداد آئی، اچانک ایک کالے

رنگ کے گردوغبار کے بادل نے میدان جنگ کو ڈھانپ لیا اور مجاہدین بچ گئے
عبدالکریم عبدالرحیم نے مجھے اطلاع دی: دو ٹینکوں نے ہمارے قریب آ کر ہم پر فائرنگ کر دی وہ ہمیں زندہ پکڑنا چاہتے تھے ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کالا گردوغبار اٹھا اور علاقے پر چھا گیا اور اللہ کے فضل و کرم سے ہم محفوظ رہے۔

اینٹی ٹینک اسلحہ کے بغیر ٹینک کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا

قاضی ابوطاہر بادغیسی نے قسم کھا کر مجھے بتایا: ہم ۳۰ مجاہدین کے پاس صرف ۱۵ رائفلیں تھیں اور دشمن نے ہم پر ۴۰ ٹینکوں اور ۱۵ بکتربند گاڑیوں سے حملہ کر دیا کیمونسٹوں کو بری طرح شکست ہوئی اور ان کے ٹینک اور گاڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں صرف دو گاڑیاں بچیں۔

جب ہم نے ان سے ان کی شکست کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا: ہمارے خلاف بھاری مشین گنوں کیساتھ حملہ کیا جا رہا تھا۔

قاضی نے قسم کھا کر ہمیں بتایا: میں نے گاڑیوں کو تباہ حال اور خستہ دیکھا اگرچہ ہمارے پاس نہ تو آرٹلری گنیں تھیں اور نہ ہی مشین گنیں۔

ابوطٰہٰ بائیدہ نے مجھے بتایا

: ہم نے کیمونسٹوں پر اورغان کے مقام پر حملہ کیا اور ان کے ۳ کیمپوں کو تباہ کر دیا ہم نے یہ مشن صرف ایک ٹینک کے ساتھ پورا کیا جو کہ دشمن سے چھینا گیا تھا۔ اس کے برعکس روسی کیمونسٹوں کے پاس ۱۲۰ سات انچ آرٹلری گنیں اور ۱۶۰ اینٹی ٹینک گنیں تھیں ایک خندق میں ہمارا سامنا ایک کیمونسٹ سپاہی کے ساتھ ہو گیا جو کہ چیخ و پکار کر رہا تھا اور اسکی لوڈ ڈ رائفل اس کے ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔

اختتامیہ

ضروری وضاحت:

اس باب میں مصنف نے امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کئے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔اس کتاب میں ان اقتباسات کو بھی شامل کیا گیا ہے اور کتاب کے کئی تاثرات کا تعارف بھی موجود ہے صرف منتخب عبارات کا ہی ترجمہ پیش کیا جارہا ہے چونکہ اکثر مواد اس مضمون کے متعلق نہیں ہے اس طرح اس باب میں آپ کو زیر نظر مضمون سے مطابقت نظر نہیں آئے گی۔

کتاب عجلت میں لکھی گئی میری دلی تمنا تھی کہ میں اپنے تاثرات میں مجاہدین اسلام نے جو گذشتہ تین صدیوں میں محیر العقول اور ناقابل تسخیر معرکے انجام دیئے ہیں وہ واقعات بھی ریکارڈ کرسکتا۔

اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

(سورہ الحج:۳۹)

ترجمہ: جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کررہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں بیشک ان کی مدد پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔

انْفِرُوا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○

(سورہ التوبہ:۴۱)

ترجمہ: نکل کھڑے ہو جاؤ، ہلکے پھلکے ہو تو بھی اور بھاری بھرکم ہو تو بھی اور راہ رب میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

(سورہ الانفال:۶۰)

ترجمہ: تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

(سورہ الانفال:۷۵)

ترجمہ: اور تم ایسے وبال سے بچو! کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(سورہ الانفال:۴۵،۴۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہوئے آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ

إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(سورہ التوبہ: ۹۴)

ترجمہ: یہ لوگ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے آپ کہہ دیجئے کہ یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے، اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری خبر دے چکا ہے اور آئندہ بھی اللہ اور اس کا رسول تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

جہاد کا حکم (شرعی حیثیت)

مصنف نے جہاد کی شرعی حیثیت کو واضح طور پر بیان کرنے کے لیے حوالہ جات پیش کئے ہیں اس بحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔

☆ امن کی عام حالتوں کے تحت جہاد ہر اسلامی سلطنت میں فرض کفایہ کا درجہ رکھتا ہے۔ پس دنیا میں کلمہ توحید "لا الہ الااللہ" کی دعوت اور اس کا غلبہ جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد ہوتا ہے مسلمان مجاہد اس دنیا اور ساری کائنات کو اللہ کی ملک سمجھتا ہے دعوت دین کے پھیلاؤ اور غلبے کی محبت کے باعث اس کا رویہ ہمیشہ داعیانہ ہوتا ہے دعوت جہاد کا مقصد کفار کو اسلام کی دعوت دینا اور حالات کو دعوت کے لیے سازگار بنانا ہے ہر اسلامی ریاست کے لیے لازم ہے کہ داعی مجاہدین کے گروہ پڑوس کے کفار کی ریاستوں میں بھیجیں جائیں۔ وہ کفار کے راہنماؤں اور ان کی قوموں کو اسلام کی دعوت پیش کریں، اگر وہ اسلام کو قبول کرنے سے انکار کردیں تو ان سے جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا اس طرح وہ

اسلامی ریاست کے باشندے بن جاتے ہیں۔ جزیہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں پر ایک طرح کا ٹیکس لگایا جاتا ہے اگر وہ اس دوسری شرط کو قبول کرنے سے انکار کر دیں تو تیسرا اقدام عمل جہاد ہوتا ہے جس میں کفار کی ریاست کو اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

آج کے دور میں کوئی ایک بھی اسلامی ریاست نہیں ہے جہاد کی یہ شکل دور کے ایک خواب جیسی ہی ہے امت مسلمہ اخلاقی زوال پذیری اور پستی کی طرف گامزن ہے اور سنت طریقے سے دوری پر ہے اس سے پہلے کہ امت مسلمہ اس قسم کے جہاد کے لیے تیار ہو مسلمانوں کی اصلاح یعنی اخلاقی و روحانی درستگی کے پروگرام کو مکمل کرنا پڑے گا اگرچہ اس قسم کا جہاد اصولی طور پر ابھی قابل عمل ہے لیکن اس کی ضروری شرائط موجود نہیں ہیں۔

☆ کفار نے کسی اسلامی خطے پر حملہ کیا ہو اور مسلمان دفاع میں لڑ رہے ہوں۔ یعنی دفاعی جہاد کفار کو مسلمانوں کے علاقوں سے باہر نکالنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

دفاعی جہاد اسلامی خطے کی مسلح افواج پر سب سے پہلے فرض ہوتا ہے اگر مسلح افواج دشمن کی پیش قدمی کو روک نہ سکیں یا بے اعتنائی اور غفلت کی بنا پر اپنے فرض کو نہ نبھائیں تب یہ اسلامی ریاست کے تمام بالغ صحت مند نوجوانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ جہاد میں نکل کھڑے ہوں اگر یہ بھی دشمن کے حملہ کو روکنے میں کامیاب نہ ہو سکیں تو اسلامی خطے کے تمام مسلمانوں بشمول مرد و عورت بچے بوڑھے سب پر فرض عین ہو جاتا ہے۔

تمام سلف و خلف اور اسلامی تاریخ کے ہر دور میں تمام فقہا اور محدثین اس بات پر متفق رہے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی سرزمین کے کسی گز بھر حصے پر بھی حملہ ہو تو جہاد ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض عین ہو جاتا ہے ایسی صورت میں بیٹا باپ کی اور عورت شوہر

کی اجازت کے بغیر نکلیں گے۔

اگر اسلامی ریاست کے شہری دشمن کی یلغار کو روکنے میں ناکام رہتے ہیں یا کسی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہوتے تو یہ فرض نزدیک والے مسلمانوں (اسلامی ریاستوں) پر عائد ہوتا ہے یعنی ہمسایہ ریاست کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

اگر یہاں پر بھی مسلمان مجاہدین کی تعداد ناکافی ہو یا دشمن کی یلغار کو روکنے میں ناکام ہوں تو اس سے نزدیک ترین ریاست کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

اس طریقے سے فرض نزدیک والی ریاست کے مسلمانوں کی طرف منتقل ہو جائیگا اسکے بعد اس سے اگلے اور اس کے بعد اس سے اگلے یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا حتیٰ کہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر فرض ہو جائیگا کہ وہ مسلمانوں کے دین، جان، مال، عزت کے دفاع کے لیے نکلیں۔

باب : 5

افغان قضیہ چند سطور میں

مجاہدین کو جن مایوس کن حالات کا سامنا ہے اس کے باوجود وہ امید کے اونچے درجے پر قائم ہیں اس قوم میں اس حد تک اعتماد پیدا ہو چکا ہے کہ ان کے بچوں نے سروں پر اڑتے ہوئے جنگی جہازوں کو فارسی کے اس شعر سے مخاطب کرنا شروع کر دیا ہے جس کا مطلب ہے "مذاکرات کا وقت ختم ہو چکا ہے"

یہ ایک اسلامی ریاست کو قائم کرنے کا سنہری موقع ہے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور اللہ کا حکم اللہ کی زمین پر جاری وساری ہو میں نے یہ سوال کئی زخمی بھائیوں سے کیا ہسپتالوں میں لیٹے ہوئے 11 اور 12 سال کے بچے سے لیکر 104 سال کی عمر کے آدمی تک ان کا جواب ایک ہی تھا یعنی ایک سچی اسلامی ریاست کی امید۔ میں نے اپنے سوال کو دہرایا: ہمارے پاس یہ ایک سنہری موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون زمین پر قائم کریں۔

جو شخص بھی جہاد کا علم رکھتا ہے اس کو یہ بات بڑی اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک بڑی فوج کو جہاد پر آمادہ کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ انسان کی بزدلی قرآن میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ

أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝

(سورہ النساء:۷۷)

ترجمہ:"کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم کیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوۃ ادا کرتے رہو۔ پھر جب انہیں جنگ کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگی جیسے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور کہنے لگے اے ہمارے رب! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ہمیں تھوڑی سی زندگی اور نہ جینے دی۔"

مکے میں مسلمان چونکہ تعداد اور مسائل کے اعتبار سے لڑنے کے قابل نہیں تھے اس لیے مسلمانوں کی خواہش کے باوجود انہیں قتال سے روکے رکھا گیا اور دو باتوں کی تاکید کی جاتی ہے ایک یہ کہ کافروں کے ظالمانہ رویے کو صبر اور حوصلے سے برداشت کریں اور عفو و درگزر سے کام لیں دوسرے یہ کہ نماز، زکوۃ اور دیگر عبادات و تعلیمات پر عمل کا اہتمام کریں تاکہ اللہ تعالیٰ سے رابطہ و تعلق مضبوط بنیادوں پر استوار ہو جائے لیکن جب ہجرت کے بعد مدینہ میں مسلمانوں کی طاقت جمع ہوئی تو پھر انہیں جہاد کی اجازت دی گئی اور جب اجازت دے دی گئی تو بعض لوگوں نے کمزوری اور پست ہمتی کا مظاہرہ کیا اور دشمن سے ڈرنا شروع کر دیا۔

کہاں آپ کو لاکھوں نوجوان موت کے لیے تیار ملیں گے جن کے دل جہاد کے جذبات سے روشن ہوں؟ کہاں آپ کو رضا کاروں کی پوری فوج ملے گی، جو ایک روپیہ بھی نہیں لیتے، جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے جو سب سے زیادہ خوشحال لگتا

ہے اس کے پاس بھی ناکافی ضروریات زندگی ہونگی؟ صرف افغانستان میں!

میں سلف وخلف کے زہد وفقر کے بارے میں پڑھا کرتا تھا لیکن درحقیقت میں نے یہ خود دیکھا ہے میں نے خود اپنی آنکھوں سے شیخ سیاف کی رہائش گاہ کو دیکھا تھا۔ وہ ایک کچا مکان تھا۔ جس کا فرش خالی ریت کا تھا اس کے ملحقہ ایک خیمہ لگا ہوا تھا جس میں مہمانوں کی تواضع کی جاتی تھی۔ اس کا وظیفہ صرف ڈیڑھ ریال تھا۔

میں پچھلی نسل کی سخاوت اور فراخدلی سے پیسہ خرچ کرنے کی کہانیاں پڑھا کرتا تھا لیکن میں نے دیکھ کہ ایک افغان اپنی بھیڑ اور بکری ایک راؤنڈ ایمونیشن کا خریدنے کے لیے بیچ رہا تھا۔ جہاد کے آغاز میں ایک راؤنڈ کی قیمت 3 ڈالر تھی ایک مجاہد نے 600 بھیڑیں ایک انفنٹری ہتھیار خریدنے کے لیے بیچ دیں۔ چونکہ اس قسم کے ہتھیار کی قیمت بلیک مارکیٹ میں 600 کویتی دینار تھی۔

جہاد کے رہنماؤں کے ایک ڈرائیور کے سامنے مجھے بڑی شرمندگی ہوئی۔ وہ چھ سو روپے پر گزارا کرتا تھا جس میں اس کا کرایہ، خوراک اور میڈیکل کے اخراجات بمع فیملی نکلتے تھے۔ اس حقیقت کے باوجود وہ بڑے ٹرکوں کا مالک تھا جو اس نے مجاہدین کی خدمت اور جہاد کی کوششوں کے لیے وقف کئے ہوئے تھے جبکہ اس کے ایک ٹرک کی اس کو 230,000 افغانی روپے کی پیش کش ہوئی جو اس نے مسترد کر دی۔

پیٹرول پیدا کرنے والی عرب ریاستوں کے چند نوجوانوں نے مجھے حیرانگی سے کہا "پاکستان میں کتنے روٹی کھاتے ہیں" انہوں نے کہا: ہمارے ملک میں کتنے روٹی کھاتے ہیں اور نہ چاول چونکہ وہ گوشت کھانے کے عادی ہو چکے ہیں۔ "تم بڑے حیران ہو گے ہر جمعرات کو کھلے صحرا میں ریت کے اوپر پھینکے گئے گوشت اور چاول کے بڑے ڈھیروں کو دیکھ کر"۔

میں نے ان سے کہا: یہاں انسانوں کو بھی روٹی نہیں ملتی ،افغانستان میں بعض اوقات مجاہدین کو کھانے کے لیے نہ کوئی سبزہ اور نہ کوئی پھل درختوں پر پہاڑوں میں ملتا ہے۔اس طرح 8000 افراد نے پورے دو مہینے جو کچھ بھی درختوں پر مل سکا اس پر گزارا کیا جب وہ علاقہ درختوں سے خالی ہوگیا تو مجاہدین وہ علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی جیسے حالات افغانستان میں چھائے ہوئے تھے اس بارے تفصیل نیچے دی گئی عبارت سے ہو جائیگی۔

☆......کوئی ایک بھی مسلم ڈاکٹر میدان جہاد میں موجود نہیں ہے سوائے دس افغانی ڈاکٹروں کے۔میدان جنگ کے تقریباً ہزار محاذ ہیں اس طرح میدان جنگ ،مشنریوں کے وفود اور چند سفری ہسپتال جو امریکہ ،فرانس، جرمنی اور برطانیہ سے جھنڈ کے جھنڈ موجود ہیں۔

☆...... کوئی ایک بھی مسلم رپورٹر نہیں ملتا جبکہ کئی مغربی ملکوں کے رپورٹر اور نیوز ایجنسی کے نمائندے دیکھے جا سکتے ہیں۔

☆......کئی مجاہدین جوتے ایک دوسرے کے پہن لیتے ہیں ۔جو میدان جنگ میں جاتے ہیں وہ جوتے پہن کر جاتے ہیں اور جو پیچھے رہ جاتے ہیں وہ ننگے پاؤں رہتے ہیں۔

☆......وارسک کیمپ میں 4000 مجاہدین نے تین مہینے سردیوں کے گزارے جن میں ایک بھی مجاہد کے پاس کمبل یا ایک خیمہ نہ تھا۔جب شیخ ناصر الرشید ،سعودی سرخ ہلال کے خزانچی نے ان کی یہ خستہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے ذاتی خرچے سے ایک ہزار خیمے اور کمبل خرید کر دیے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہزاروں گنا اجر دے (آمین) اسی طرح 2500 مجاہدین کا زیادہ تر سردیوں کا حصہ ابوبکر الصدیق کیمپ میں گزرا بغیر کسی خیمے اور ڈھانپنے کے۔حتی کہ ان کے پاس ایک بھی کمبل نہ تھا۔ان کی ایسی حالت اس وقت تک تھی جب شیخ ناصر الدین نے ان کی ضروریات اپنی جیب سے پوری کیں۔

☆......کئی مجاہدین کے پاؤں کے انگوٹھے، انگشت پا سخت برف کی وجہ سے گر گئے (گل گئے) یہ اس وجہ سے ہوا چونکہ ان کے جوتے کمزور اور پھٹے پرانے تھے سردی کی شدت اور برف سے بچانے کے قابل نہیں تھے۔ جوتوں کی قیمت پاکستانی ایک سو روپے بنتی ہے اور دس لاکھ سے زیادہ مجاہدین ہیں اس طرح ان کو صرف بوٹ خریدنے کے لیے 10 کروڑ پاکستانی روپے درکار ہیں۔ عام طور پر بوٹوں کا ایک جوڑا مشکل سے ایک جنگ میں استعمال ہو سکتا ہے۔

☆......محمد صدیق، ضلع کابل کے راہنما نے مجھے بتایا: میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں میں سے ایک بچے کو تنہا برف میں چھوڑ رہی تھی چونکہ وہ اس کو اٹھا نہیں سکتی تھی نہ وہ کوئی جانور کرایہ پر لے کر اس کو بٹھا کر لے جا سکتی تھی۔

☆......اس کے علاوہ بہت تھوڑی تعداد میں مسلمان جو کہ ناقابل ذکر ہیں غیر افغانی میدان جنگ میں داخل نہیں ہوئے مسلمان جنہوں نے مجاہدین کا ساتھ دیا وہ مشکل سے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں اس کے برعکس ہم نے کمیونسٹ سائیڈ پر بھی جرمن کیوبن اور جنوبی یمنیوں (مارکسسٹ زیر اثر ریپبلک جنوبی یمن) کو موجود پایا۔

☆......یہ اس وقت کا حال تھا جب کتاب لکھی جا رہی تھی بعد میں مسلمانوں نے مختلف ملکوں سے افغان جہاد میں حصہ لیا۔ بالخصوص ایسے افراد نے حصہ لیا جو غیر سرکاری طور پر عرب ریاستوں سے آئے تھے۔

مصنف کی جانب سے مسلمانوں سے اپیل

☆......ہر مسلمان خاندان مہینے میں ایک دن افغان جہاد کے لیے وقف کر دیں۔

☆......پشاور کی طرف تفریحی سفر کا انتظام کریں تا کہ آپ خود اپنی آنکھوں سے افغان

جہاد کو دیکھ لیں ،جوش وجذبے اور حوصلوں میں اضافہ کے لیے تاکہ مردہ روحیں زندہ روحوں (مجاہدین) کو دیکھ کر تقویت حاصل کریں۔

☆......ڈاکٹر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ سال میں ایک مہینہ مجاہدین کے ساتھ گزاریں۔

یہ التجائیں اگر چہ کتاب لکھے جانے کے دوران قابل عمل تھیں لیکن چونکہ یہ برابر آج بھی اسی طرح کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، برما، عراق اور فلسطین کے لیے قابل عمل ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ"

ترجمہ: بے شک اس میں ہر صاحب دل کے لیے عبرت ہے اور اس کے لیے جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو" (سورہ ق:۳۷)

سوویت یونین کے افغانستان میں نقصانات: 4 کروڑ سے 6 کروڑ امریکن ڈالر یومیہ کے درمیان ہیں۔

کچھ دوسری رپورٹوں کے مطابق 7 کروڑ ڈالر یومیہ ہیں ۔ روس کو آج تک ایمان کی طاقت نے ان پر زبردست ضرب لگاتے ہوئے معاشی طور پر اذیت ناک عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ مغربی اقوام کے روس کو زیر کرنے کے دعوی کے باوجود، افغانیوں نے مادیت کے اس سیلاب کو روحانیت کے زور سے روکا۔ جہاد کا علم اٹھایا اور بالآخر سپر پاور روس اپنے زخم چاٹتا ہوا بھاگ نکلا۔

ایک نوجوان نے رمضان اور شوال ۱۴۰۳ ہجری میدان جنگ میں گزارا اس نے مجھے کہا: میں نے یقینی مدد جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی وہ افغانستان میں دیکھی ہے۔

اس نے مجھے مزید بتایا: میں نے اس مہم میں حصہ لیا جس میں ہم نے یکدر کیمپ سنٹرل کابل پر حملہ کیا ہم 120 مجاہدین تھے ۔ایک ہیلی کاپٹر گن شپ نے ہم پر حملہ کیا اور بم کے گولوں سے ہمارے اوپر بارش کردی ۔ہم نے شہادت پڑھنی شروع کردی چونکہ ہم موت کو یقینی خیال کر رہے تھے۔

جنگ کا نتیجہ یہ رہا:

3 ٹینک تباہ ہوئے۔

18 روسی فوجی اور افسر ہلاک ہوئے۔

13 افغانی کمیونسٹ ہلاک ہوئے اور 20 زخمی اور ہم میں سے کوئی بھی زخمی نہ ہوا۔

کابل گورنمنٹ کے وزراء نے سرکاری اعلامیہ محمد صدیق تاشکاری کی طرف بھیجا جس میں اس کو درخواست کی گئی تھی کہ سنٹرل کابل پر حملے بند کردو۔اس کے بدلے میں ہم آپ کو جو کچھ بھی دولت ،سامان ،وغیرہ جو آپ چاہتے ہیں آپ کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہیں اس کا جواب ان کے لیے یہ تھا: میں تمہیں ہر چیز دینے کے لیے تیار ہوں اس شرط پر کہ تم لوگ کفر و شرک اور کمیونزم سے باز آجاؤ اور اسلام میں داخل ہوجاؤ۔

پچھلے سال (شوال ۱۴۰۳) افغانی کابینہ (اشتراکی) نے الحاج محمد عمر جو پغمان قبیلے کے راہنما ہیں جو کہ کابل سے 80 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ایک یادداشت بھیجی اس میں لکھا تھا:

اللہ کے نام پر ہم تجھے درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو آپس میں مل بیٹھ کر اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ مسلمانوں کا خون بہنا بند ہوجائے۔

یا اللہ کمیونسٹ اشتراکی واویلا کرتے ہیں اللہ کے نام پہ یہ ایک سچی اور ہولناک بات ہے۔

الحاج محمد عمر نے جواب دیا:

امیر المجاہدین استاد سیاف کو جو ہم نے عہد دیا وہ اسی بات پر ہے کہ ہم اس وقت تک اپنے ہتھیار نہیں پھینکیں گے جب تک ہم ایک سچی اسلامی مملکت قائم نہیں کر لیتے۔ اس سے پہلے کوئی اجلاس گفت وشنید کوئی بات چیت یا مذاکرات نہیں ہونگے۔

اس کا جواب ملنے کے دو دن بعد روسی فوجیوں نے جنگی جہازوں اور فوجی دستوں کے ساتھ حملہ کر دیا ان کے اور مجاہدین کے درمیان جنگ شروع ہوگئی اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا 40 ٹینک تباہ ہوئے۔ تین جہاز مار گرائے گئے، اور 500 کمیونسٹوں کو ہلاک کیا گیا اس کے برعکس صرف 20 مجاہدین شہید ہوئے۔

مجاہدین دنیاوی مادی وسائل سے قاصر ہیں ہر چیز ان کے خلاف ہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس ایک قیمتی دولت جو ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔ وہ اللہ پر ایمان، اللہ کی تقدیر پر ایمان اور ہر مشکل اور تکلیف پر صبر۔ بھائیوں نے مجھ سے پوچھا: کیا افغان جہاد کو رجال کی ضرورت ہے؟ میرا جواب استاد سیاف کے جواب سے ملتا جلتا تھا: جہاد کو پیسہ اور رجال دونوں کی ضرورت ہے اور ان چیزوں کو جہاد کی ضرورت ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے انسان کی فطرت کو تخلیق کیا ہے وہ انسان کے اعمال کو دیکھتا ہے الفاظ اور تقریریں اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ پس جہاد سے بندہ مومن کا تعلق کسی عارضی سبب سے نہیں بلکہ یہ اس کی زندگی کا مستقل طریق ہے ایک مسلسل عبادت ہے جس کا حاصل الحصول اس کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ اسے جنت مل جائے اور اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے اور ہمیشہ کی خوشیاں اس کے نصیب میں آجائیں وہ کامیاب زندگی گزارنے کے لیے گھڑے گئے پیچیدہ انسانی فلسفوں میں نہیں الجھتا بلکہ ایک سیدھی سادی سی پیشکش الٰہی اس کے لیے زادراہ بن جاتی ہے اگر زندہ مثال اس

نے دیکھنی ہو تو اس کے لیے فائدہ مند ہو وہ محض کتابوں میں سالہا سال دفن ہو کر نہیں مل سکتی۔ وہ لوگ جو اپنی سالانہ چھٹیاں یورپ اور ترکی میں گزارتے ہیں وہ اس حدیث سے بڑی اچھی طرح واقف ہونگے۔

''میری امت کی سیاحت جہاد ہے''

میرے اساتذہ میں سے ایک استاد نے مجھے کہا: میں بہت جلد ترکی کے سفر پر جا رہا ہوں تا کہ میں دیکھوں کہ مسلمانوں کی سابقہ خلافت کا دار الخلافہ کیسا تھا۔ میں نے ان سے کہا: آپ پشاور کیوں نہیں جاتے اور ان کو دیکھیں جو خلافت کو دوبارہ زندہ کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس مسلمان اس قسم کی زندگی نہیں گزارتے جو اسلام میں مطلوب ہے اور ایسی دردانگیز اور غم ناک کیفیت پر مسلمانوں کی حالت زار کو دیکھ کر محسوس کرنے میں ناکام ہیں جوان کو رات بھر جگائے رکھے۔ مسلمانوں میں کتنے ہیں جن کے دلوں میں تمنا ہے کہ وہ انتہائی ضروری معرکہ زندگی جو افغانستان میں وقوع پذیر ہو رہے ہیں ان کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ حتی کہ مسلمانوں کے نزدیک ایسے مواقع اہم ہی نہیں ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو دعوت و تبلیغ میں مشغول رہتے ہیں اور غفلت و بے اعتنائی میں ڈوبے ہوئے ہیں میں نے ایسے بعض پاکستانی بھائیوں سے پوچھا کتنے اساتذہ عرب ممالک سے پشاور پہنچے ہیں صرف ایک مرتبہ ،مسلمانوں کی حالت زار کے بارے میں فکر مند ہونے کا مظاہرہ ہی ہو جائے ،تو اس کا جواب نہایت مایوس کن تھا۔

میں نے اسلامی معیشت پر دوسری بین الاقوامی کانفرنس جو اسلام آباد میں منعقد ہوئی اس میں دونوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: کیا آپ تمام لوگ پشاور کا دورہ کرنے جائیں گے "بعض حضرات نے وقت کی کمی کا بہانہ بنایا" میں نے کہا: میں آپ کا اسلام آباد سے واپس جانا بغیر پشاور کے دورہ کے ایک شرعی عہد کے توڑنے کے برابر

سمجھتا ہوں۔ یہ بیان روز روشن کی طرح عیاں تھا۔ چونکہ ان کے دلوں میں فکر اور اندیشوں کی چنگاری موجود نہیں ہے کہ زمین پر مسلمانوں کے ساتھ نہایت اہم معاملہ پیش آیا ہوا ہے۔

ان میں سے بعض نے کہا: ہمارے لیے تربیلا ڈیم کے دورے کا انتظام کرلیا گیا ہے۔ میں نے کہا مناسب ہوتا کہ آپ لوگ اس دورے کا انتظام کرتے جہاں پر ریت اور پتھر کے پشتوں کے نہیں بلکہ انسانوں کے پشتے بنے ہوتے۔ یعنی روسی ریچھ کے آگے دیوار بن کر مضبوط کھڑے ہونے والے افغانی مجاہدین کو دیکھتے۔

اگر افغانی مجاہدین رکاوٹ نہ بنے ہوتے تو کروڑوں مسلمانوں کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے یہ وحشی اور خونخوار جانور چھا چکا ہوتا۔

(۱)......صحیح بخاری کتاب الجہاد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام کا نکلنا دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

(بخاری کتاب الجہاد السریہ، مسلم: کتاب الامارۃ)

(۲)......عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: رباط يوم في سبيل الله خير من الدنيا وما عليها موضع سوط احدكم في الجنة خير من الدنيا وما عليها والروحة يروحها احدكم في سبيل الله اوالغدوة خير من الدنيا وما عليها.

ترجمہ: سہل بن سعد الساعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک روز پہرہ دینا پوری دنیا اور اس کے اوپر جو کچھ بھی ہے سب سے بہتر ہے جنت میں تم میں سے کسی کا کوڑے برابر جگہ حاصل کرنا دنیا اور دنیا کی چیزوں سے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں گزاری گئی تمہاری ایک صبح یا ایک شام پوری

دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

یہ حدیث امام بخاری نے اخراج کی

(۳)......عن عثمان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من رابط لیلۃ فی سبیل اللہ کانت لہ کالف لیلۃ صیامھا وقیامھا.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت فرمایا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس نے ایک رات اللہ کے راستے میں پہرہ دیا اس کو ایک ہزار راتوں کے صیام وقیام کے برابر ثواب ہوگا (یہ حدیث ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اخراج کی حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور ذہبیؒ نے اسکی موافقت کی)

(۴)......"لان ارابط لیلۃ فی سبیل اللہ احب الی من ان قوم لیلۃ القدر عند الحجر الاسود"

ترجمہ: یہ کہ میں ایک رات اللہ کے راستے میں سرحدوں کا پہرہ دوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں شب قدر میں حجر اسود کے سامنے پوری رات قیام میں گزار دوں (صحیح ابن حبان صفحہ ۳۸۱ والترھیب جلد دوم صفحہ ۲۴۶)

ایک اور حدیث کا حوالہ پیش کرتا ہو۔

"عن ابی موسی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف"

(یہ حدیث امام مسلم نے مختصر صحیح مسلم ۱۰۹۶ پر اخراج کی)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا پیارے رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔

اللہ کی مدد کے ساتھ جہاد کے میدان کا ایک دورہ کسی بھی مسلمان کے جوش

وجذبے اور حوصلے دولولے کے پہاڑ میں تبدیل کرنے کے لیے کافی ہوگا جتنا بھی ہو سکے وہ اپنے اندر جہاد اور شہادت کا جذبہ بیدار رکھے گا سوتے جاگتے ذہن میں جہاد اور شہادت کا جذبہ موجزن رہے گا۔

جہاد کے رستے میں موت

عبداللہ بن عتیک سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

"من خرج من بیہ مجاھد فی سبیل اللہ عزوجل ثم قال رباصابعہ ھؤلاء الثلاث الوسطی والسابۃ والابھام فجمعھم فقال :دین المجاھدون ؛مھر عن دئیۃ ومات فقدوقع اجزہ علی اللہ اومات کیف النفہ فقدوقع اجزہ علی اللہ ومن مات فحصا فقد استوجب الماً"

ترجمہ: جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کی خاطر اپنے گھر سے نکلا پھر اس نے تین انگلیوں، درمیانی انگلی ،انگشت شہادت اور انگوٹھے کے ذریعہ اپنی ذات ،اپنے ہتھیار اور اپنے گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا اس وقت مجاہدین کہاں نبرد آزما ہیں؟ اور مجاہدین کے ساتھ جاملنے کے لیے نکل کھڑا ہوا پھر اگر وہ اپنی سواری سے گر کر مرجائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے بلکہ وہ اگر اپنے بستر پر بھی مرگیا تو اس کا اجز اللہ کے ذمے ہے اور جو اچانک موت مرگیا وہ بھی جنت کا مستحق قرار پائے گا۔

(امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے امام ذہلی نے اس کی موافقت کی ہے اور اسے امام احمدؒ نے روایت کیا ہے فتح ربانی جلد 14ص 19 یہ حدیث شریف اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتی ہے۔)

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ

مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(سورہ النساء ۴: ۱۰۰)

ترجمہ: جو اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف چلا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

ہجرت کی راہ میں موت

امام طبری نے حضرت عبداللہ بن جحدم الخولانی سے روایت کیا ہے کہ فضالہ بن عبید کے سامنے سمندر میں دو جنازے لائے گئے ان میں سے ایک منجنیق کا شکار ہوا تھا اور دوسرا طبعی موت مرا تھا فضالہ (طبعی موت مرنے والے) متوفی کی قبر کے کنارے جا بیٹھے کہا گیا کہ آپ شہید کو چھوڑ کر اس کے پاس آبیٹھے ہیں؟ کہا مجھے پروا نہیں کہ میں قیامت کے روز (دونوں کے انجام خوب ہیں) ان دونوں میں سے کسی قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور جنہوں نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی پھر قتل کر دیے گئے یا طبعی موت مر گئے اللہ تعالیٰ ان کو ستھرا رزق دیتا رہے گا یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے بہترین رزق دینے والا ہے۔ وہ ان کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا علم رکھنے والا اور بہت حکیم ہے۔"

تو خدا کے بندے اگر تمہیں ایسے مقام میں داخل کر دیا جائے جو تمہیں پسند ہو اور تمہیں بہترین رزق عطا کر دیا جائے تو اس کے بعد تم اور کیا چاہتے ہو؟

خدا کی قسم مجھے بالکل پروا نہیں ہے کہ میں دونوں میں سے کسی کی قبر سے اٹھایا

جاؤں گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"من فصل فی سبیل اللہ فمات او قتل وقصته فرسه او بعیرہ او لدغته هامة اومات علی فراشه بای حتف شاء اللہ فانه شهید وان له الجنة"

ترجمہ: جو اللہ کے راستے میں اپنے شہر سے نکلا پھر مرگیا یا مارا گیا یا اس کے گھوڑے یا اونٹ نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی یا اسے کسی چیز نے ڈس لیا یا وہ اپنے بستر پر اللہ کی مشیت کے مطابق کیسی بھی موت مرگیا بس وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت لے ہے۔ (یہ "حسن" حدیث ابوداؤد اور حاکم نے روایت کی ہے)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اعلان فرماتے ہیں۔

إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

(سورہ التوبہ:۳۹)

ترجمہ: اگر تم روانہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہارے سوا اور لوگوں کو بدل لائے گا تم اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جہاد میں عدم شرکت کی سزا

ابوداؤد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے قوی اسناد کے ساتھ ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

"من لم یغز او یجهز غازیا او یخلف غازیا فی اهله بخیر اصابه اللہ بقارعة قبل یوم القیمة"

ترجمہ: جس نے نہ تو خود جنگ میں حصہ لیا نہ تو کسی غازی مجاہد کو تیار کیا نہ اس کے پیچھے اس کے اہل وعیال کی خیر خیریت دریافت کی اسے اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے ایک بڑی مصیبت سے دوچار کریگا۔ (ابن ماجہ اور دارمیؒ نے روایت کیا۔ زاد المعاد جلد سوم تخریج الارناووط)۔

جو لوگ جہاد کو ترک کر بیٹھے ہیں وہ اپنی بدنصیبی پر اس دنیا میں اور مرنے کے بعد آخرت میں بھی ماتم کرتے رہیں گے۔

اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق ہر مسلمان بھائی کو چاہیے کہ اپنی طاقت اور ذرائع کے مطابق ہم پر جو جہاد فرض کر دیا گیا ہے جہاد کے میدان میں اپنا حصہ ڈال کر امت مسلمہ کو اس ذلت وخواری کے گڑھے سے نکالیں اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جہاد ہر مسلمان پر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری کے طور پر فرض کر دیا ہے۔

افغانستان کے قضیہ پر بحث کرتے ہوئے مسئلہ فلسطین تاریکی اور گمنامی میں نہ چلا جائے بلکہ یہ فلسطین کے بیٹوں کے لیے ایک مثال کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے تمام معاملات اللہ کے فضل وکرم اور احسان سے بخوبی انجام پائیں گے اگر ایک مرتبہ ہمارا تعلق اللہ سے جڑ گیا تو ہماری نظریں اللہ تعالیٰ کی مدد نصرت پر مرکوز ہوں گی۔

"وما انتم بمعجزین فی الارض ومالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر"
(سورہ الشوریٰ:۳۱)

ترجمہ: اور تم ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو تمہارے لیے سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔"

اس طرح افغانستان پر بحث کرتے ہوئے اصل میں ہم فلسطین پر بات کر رہے ہیں دونوں جگہوں میں جہاد ناگزیر ہے جہاد افغانستان میں فلسطین کے بیٹے یاد آتے ہیں جہاد

کے معاملے میں مجاہدین سے جو خامیاں فلسطین میں ہوئی افغانستان میں ان سے سبق سیکھا۔

ایک مسلمان مجاہد کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ناامید ہو کر اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دے یا نڈھال ہو کر بیٹھ جائے کوئی بھی مایوس نہیں ہوتا سوائے منافق اور مرتد کے لیکن ان کو چاہیے کہ وہ ہر وقت حرکت میں رہیں۔

جگہ بہ جگہ بدلتے رہیں خندق سے خندق آگے بڑھتے رہیں جب تک سانس میں سانس رہے اور زندگی ساتھ دے۔ دل کی دھڑکنوں کو اللہ کی محبت اور رضا کی خاطر جہاد اور شہادت کے لیے تیار رکھیں اگر ساری دنیا ہمارے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہو اور ہم اللہ کی نصرت کو بھول گئے ہوں فلسطین میں پہلی باری کی جنگ میں تو کوئی بھی طاقت ہمیں فلسطین میں دوسری کوشش کے لیے تیار نہ کرے گی اس سلسلے میں ہمارے لیے بہترین مثال رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

جب اسلام کی دعوت کے راستے میں کفار مکہ نے روڑے اٹکائے مکہ کی سرزمین داعی اور دعوت کے لیے ناساز گار بن گئی تو رسول اللہ ﷺ نے دوسری حکمت عملی اپنائی جو اس حکمت عملی پر مبنی تھی کہ جب کفار کا مخالفانہ رویہ اس حد تک جا پہنچا اور دعوت کے لیے بالکل سود مند نہیں تھا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور خود طائف چلے گئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے پیش کیا بالآخر مدینہ منورہ مسلمانوں کا مضبوط قلعہ اور ٹھکانہ بنا یہاں آپ ﷺ نے امت کا قیام کیا اور بہترین قوموں میں سے بہترین قوم کا انتخاب کیا تب آپ نے آسمانی مخلوق کی مدد سے مکہ مکرمہ کو فتح کیا صرف 8 سال کی محنت (جو کہ ایک مختصر مدت ہے) میں آپ نے کعبہ کو قیامت تک کے لیے بتوں سے پاک کر دیا۔

افغان قوم کی انفرادیت میں بعض عوامل کا حصہ اور ان سے منسلک جہاد میں کردار

☆ علماء کرام ہی صرف جہاد کے میدان میں راہنما ہیں پہلا اور آخری کہا ان ہی کا مانا جائے گا۔

☆ افغان قبیلے کسی کے ماتحت نہیں ہوتے فطری طور پر جنگجو، بے عزتی کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والے اور ناانصافی کو برداشت نہیں کر سکتے انہوں نے سکندر اعظم اور میکڈونین کو شکست دی اور برطانیہ کی تذلیل کی بہت سارے حملہ آوروں نے اس کے پہاڑوں پر اپنا جھنڈا لہرانے کی کوشش کی لیکن بہت بری طرح ناکام ہو گئے برطانیہ اپنی پوری فوج 1842ء میں تباہ کر بیٹھا جس کی تعداد 12000 تھی اور صرف ایک آدمی بچا وہ ڈاکٹر براڈن تھا جس نے بعد میں اس تاریخی قتل عام پر کتاب لکھی۔ پاکستان پر اور انڈیا پر دو صدیوں تک (1737-1946) حکومت کرنے والے انگریز برطانیہ اس کے باوجود افغانستان کو فتح کرنے میں ناکام رہا۔

☆ وہ ایک قدیمی فرسودہ سادگی پسند جدیدیت مادیت کی ہوا سے پاک قوم ہے۔
افغانستان میں ایک بھی چرچ نہیں ہے (جس وقت یہ کتاب لکھی جا رہی تھی) جہاد سے قبل

استاد سیاف نے کہا:
میں دنیا کے تختوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی جہاد کے مساوی نہیں سمجھتا۔
قاضی محمد نے مجھے کہا:
ایک ہزار مجاہدین نے میرے سامنے شہادت کا جام نوش فرمایا ان میں

میرے بھائی اور میرے بیٹے بھی شامل ہیں ان تمام باتوں کا مجھ پر اتنا بھی اثر نہیں ہوا جتنا کہ کسی عرب ممالک کے سفارتخانوں کے آفیسر مجھے مخاطب کریں کہ جیسا کہ میں بھکاری ہوں جو گلیوں میں گھومتا پھرتا ہوں (یعنی ان کا مجھ کو مخاطب کرنا اس سے زیادہ الم ناک ہے جتنا کہ ہزار شہداء پر غمناک ہونا)

روس افغانستان پر قبضہ کرکے بڑے معاشی اور سٹریٹیجک مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے وہ بلوچستان کے علاقے کو پار کرکے بحیرہ عرب تک پہنچنا چاہتا ہے (جو پاکستان اور ایران کے درمیان ہے۔ چونکہ روس کے بحرہ بالٹک کے ممالک تمام سردیوں میں منجمد ہوتے ہیں تو وہ گرم پانی یعنی بحیرہ عرب تک رسائی چاہتا ہے اس کے لیے گوادر پاکستان کی بندرگاہ کو اپنی منزل بنانا چاہتا ہے یہاں پر اس کا مقام آبنائے ہرمز ہوگا جہاں سے تمام پٹرول جو عرب ممالک سے برآمد ہوتا ہے اس کی گزرگاہ ہے اس طرح وہ دنیا کے تیل پر اپنا قبضہ اور اپنی نظر رکھنا چاہتا ہے۔

شلیزار (روسی سفیر) نے کہا: کیا افغانستان روسی سلطنت کے زوال میں پہلا قدم ہوگا؟

اس قوم نے پوری دنیا کو للکارا ہے غربت سیاسی عدم استحکام قوت اور طاقت کے توازن کی عدم موجودگی کمزور معاشی اور صنعتی فنی ترقی، عدم برآمدگی اور خارجہ تجارت کے باوجود یہ قوم اللہ تعالیٰ کے دین کی برکت کی وجہ سے عزت و عظمت کے آسمانوں کی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد اپنے مخلص بندوں کیلئے

"ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین"

(سورہ آل عمران ۳:۱۳۹)

ترجمہ: تم نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایماندار ہو۔

میری تمنا ہے کہ میں آپ کے سامنے وہ واقعہ پیش کروں جس سے واضح ہو کہ کیا عزت و وقار ان کی آزادی، زہد و فقر، دنیاوی مال و دولت کی کمی اور ان کا زمین پر اختیار ان کے اکابرین کو عطا کیا گیا ہے واقعات تو کئی ایک ہیں لیکن یہ ایک حوالے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے یہ کہانی ایک راہنما نجم الدین کے متعلق ہے جو انجمان کے رہنے والے تھے۔ جو کہ صوبہ واخان میں واقع ہے۔ واخان (انگشت نما علاقہ جو افغانستان کے نقشے پر پاکستان اور سابقہ روس کے درمیان واقع ہے) جو کہ چائنہ روس اور پاکستان کے بارڈر پر واقع ہے یہ صوبہ سیاسی اور عسکری طور پر بڑی اہمیت کا حامل صوبہ سمجھا جاتا ہے اسلامی ریاست تاجکستان جو کہ اس وقت روس کے قبضے میں تھی روس نے اس علاقے پر ایٹمی ہوائی اڈے اور بین البراعظمی بلیسٹک میزائل نصب کئے ہوئے تھے اس بات کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ نجم الدین کے پاس صرف 150 مجاہدین ہیں۔ اس نے روسی فوجوں کو آزادانہ سڑکوں پر گزرنے سے روکا ہوا ہے روسی ٹینکوں پر فوجوں کو جرات نہیں ہوتی کہ وہ اس علاقے سے گزر کر دکھائیں۔ اسی بنا پر روسی دستوں نے اقدامی پیش قدمی کی تاکہ ایک بڑی قوت کے ساتھ اس علاقے کو پار کیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نجم الدین کی نصرت کی اس نے روسی فوج کے 5 اعلیٰ آفیسر پکڑ لیے روسیوں نے اسے ایک اعلامیہ بھیجا: ہم تمہیں جو کچھ بھی تم چاہو دینے کے لیے تیار ہیں ہمارے 5 آدمیوں کو چھوڑ دو۔

اس نے ایک فقرے میں جواب دیا:

"ہم تاجر نہیں ہیں"

دوسرے اعلامیہ میں کہا گیا:

اگر تم ہمارے 5 آدمیوں کو نہیں چھوڑو گے تو ہم سارے صوبہ میں آگ لگا

دیں گے اور بچوں بوڑھوں سب کو قتل کر دیں گے۔

اس نے جواب دیا:

او روسی کتو! تم کبھی بھی معاہدے اور عام معافی کا احترام نہیں کرتے:

تب انہوں نے تیسرا اعلامیہ بھیجا: خون میں بھیگا ہوا:

انہوں نے خون سے لکھا:

ہم ضرور 5 آدمیوں کا انتقام لیں گے اگر ان کو کوئی نقصان پہنچا

نجم الدین نے کہا:

میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں اور 5 آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا

روسی غم اندوہ ناک تھا اتنا کہ انہوں نے ان 5 آفیسران کے اعزاز میں ان کے مجسمے بنا دئے۔

افغانی قوم نے ان آٹھ سالوں میں ایک جنگ شروع کی ہوئی ہے جو اسلامی تاریخ کی 3 صدیوں میں لازوال اور بے مثال جنگ ہے سب سے بڑی چیز جس پر مجھے انتہائی صدمہ ہوا وہ یہ کہ اسلامی جہاد جو کہ خون اور زندگیوں اور جانوں سے لکھا جا رہا ہے۔ غفلت اور بے اعتنائی کی نظر ہو چکا ہے۔ کوئی ہے جو تحقیق کرے اور ریکارڈ کرے جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت کا نور جامع کتابوں کی شکل میں میسر ہوگا۔

نوٹ: افغان جہاد غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے پسپا ہو چکا ہے افغانیوں کی اپنی غلط راہنمائی اور پالیسیوں کی وجہ سے (یہ اس وقت کی بات ہے مترجم)

آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی وہ طرفین کی لڑائیوں کی وجہ سے دلدل کے چنگل میں پھنس چکے ہیں بجائے اس کے کہ وہ اپنی بندوقوں کا رخ کشمیر کو آزاد کروانے

کے لیے انڈیا کی طرف کرتے اور روس کی طرف تاجکستان کو آزاد کروانے کے لیے دو ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں تاکہ قتل عام کے ذریعے قوت حاصل کرکے کابل پر کنٹرول حاصل کرسکیں انہوں نے کشمیر، تاجکستان اور فلسطین کی جنت کی بجائے مردار کو پسند کیا۔ چنانچہ غفلت کا شکار ہوگئے۔

انہوں نے اللہ کے حکم کو نظر انداز کردیا۔

"ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم"

(سورہ الانفال:۴۶)

ترجمہ: آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

بشارتیں اور کرامتیں جو چند میں نے ریکارڈ کیں یوں تو بہت ہیں جو میں نے ان مجاہدین کے ساتھ ملاقاتوں کے دوران حاصل کیں جن کے ساتھ میری وابستگی دلی طور پر تھی پہلی دفعہ میری ملاقات جب افغانی بھائی محمد یاسر جوکہ استاد سیاف کا معاون تھا حج کے دنوں میں ملا تو اس کی باتوں نے مجھے کھینچ لیا تو میری خواہش اور تمنا ہوئی کہ ان کو ذاتی طور پر تحریر میں لایا جائے میں نے کبھی بھی کسی کی بات پر یقین نہیں کیا جب تک بہانے بنانے والے نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو یا مشاہدہ کیا ہو۔ صرف 2 یا 3 روایتیں اس اصول سے خارج کی گئیں۔ میں نے اس طرح ان روایتوں کو لفظ "حدثانی" سے منسوب کیا ہے عربی اصطلاح جس کا مطلب ہے براہ راست روایت حدیث کی روایت بیان کرتے ہوئے جس کا ترجمہ ہے کہ اس نے مجھ سے روایت کی۔

باب : 6

علماء کی رائے

سب سے پہلے میں نے جس عالم دین سے بات کی کہ میں یہ کتاب لکھنے جارہا ہوں وہ شیخ عبدالعزیز بن باز تھے مجھے ان کا جواب سن کر بڑی خوشی ہوئی افغانیوں کو ان کی فتح پر دلی خوشخبری: ان شاء اللہ:

میں نے شیخ عمر الاشقر سے بھی پوچھا جنہوں نے کہا: روایتوں کی سب سے اہم اور ضروری بات اس کی سند ہوتی ہے اگر روایات مستند ہیں (قابل اعتبار ذرائع سے حاصل کردہ) تو ہم پر لازم ہوجاتا ہے کہ اس کی تشہیر کریں اور اس کو آگے پھیلائیں خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے یا ہماری فہم سے مطابقت رکھتے ہوں یا نہ ہوں۔

دنیادار لوگ، کمیونسٹ اور دوسرے دلوں میں بغض چھپائے ہوئے لوگ ان واقعات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہوئے جہاد اور مجاہدین کا تمسخر اڑاتے ہیں کیونکہ وہ اسلام سے نفرت کرتے ہیں وہ اس طرح دوسروں کو قربانی کا بکرا بننے کے لیے گالیوں اور تہمتوں کا سہارا لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

"اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی اور کو نہ بناؤ نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تو تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں۔ اگر عقلمند ہو تو غور کرو ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے تم پوری کتاب کو

مانتے ہو (وہ نہیں مانتے پھر محبت کیسی؟)" یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصے کے انگلیاں چباتے ہیں۔ اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ اپنے غصہ میں مرجاؤ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے۔"

(سورہ آل عمران)

میں اپنے بھائیوں کو معراج کا واقعہ سنانا چاہتا ہوں اس کے واقع ہونے کی صداقت پر شکل سے 100 لوگوں نے روئے زمین پر یقین کیا تھا کفار نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کی دیانت داری کو مشکوک بنانے کا ذریعہ بناتے ہوئے کہانیاں گھڑنے کی کوشش کی۔ اسی طرح یہ واقعات جو بیان کئے گئے ہیں ان کی پوزیشن بھی کچھ اسی قسم کی ہے دشمنان دین نے ان کو مذاق اور طعنہ وتشنیع کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس کتاب کو قیامت کے روز اعمال صالح کے پلڑے میں ڈال دے: اس کی وجہ سے میری غلطیوں کوتاہیوں اور گناہوں کو معاف فرمادے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقفة وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَ ارْحَمْنَا وقفة اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آمین)

(سورہ البقرہ:۲۸۶)

"اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔ اے

ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر! تو ہی ہمارا مالک ہے ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما" (آمین)

پہلے تاثرات کا جواب

الحمد اللہ! لوگوں نے پہلے شمارہ کو انتہائی جوش و جذبے سے پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے یورپ، امریکہ اور عرب ممالک سے کئی فون کالز موصول ہوتی ہیں جس میں لوگوں نے کتاب کو شائع کرنے کی اجازت مانگی ہے مجھے پوری دنیا سے خط بھی موصول ہوئے ہیں اس میں حیرانگی والی بات نہیں ہے چونکہ اسلامی تاریخ کے اہم ترین واقعات پر اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔

ہمارے بعض بھائیوں نے میری توجہ کتاب کے ان نکات کی طرف مبذول کروائی ہے۔

انہوں نے کہا: اس کتاب میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ افغانی قوم ایک مثالی قوم ہے جس کا دنیا میں کوئی ثانی نہیں۔

میرا جواب ہے:

جہاں تک ان کا کوئی ثانی نہیں کا تعلق ہے خیر یہ ان کے لیے حقیقت ہے جو ان کے ساتھ رہے ہیں ان کے ساتھ وقت گزارا ہے جہاں تک مثالی کا تعلق ہے کوئی قوم کوئی فرد کامل ہونے کا دعوی نہیں کرسکتا اس قوم میں کچھ لوگ پارسا ہیں اور کچھ نہیں اور یہ تمام انسانی کمزوریاں رکھتے ہیں بعض لوگ اہل بدعت ہیں جھوٹے جاسوس، چور، نشہ کے عادی، بدعنوان، منشیات کے سوداگر اور کمیونسٹ، لیکن قوم کی مجموعی اکثریت دیانتدار، ایماندار، قابل احترام اور بہادر وغیور ہے۔

میں نے کئی اضلاع کے رہنماؤں سے استفسار کیا۔

مثال کے طور پر:

☆......محمد عمر پغمان ضلع سے لیڈر ہیں ان کے پاس 8000 مجاہد ہیں

☆......محمد اجان ناصر جس کے پاس 3200 مجاہد ہیں۔

☆......محمد خالد فاروقی جس کے ماتحت 15000 مجاہد ہیں

☆......مولوی حلیم جس کے پاس 11000 مجاہد ہیں۔

سب نے شہادت دی کہ ان کے پاس ایک بھی آدمی ایسا نہیں جو نماز نہیں پڑھتا 90 فیصد سے زیادہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں ایک بڑی تعداد تہجد کا بھی اہتمام کرتی ہے اور تھوڑی نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرتی ہے ان میں سے اکثریت قرآن حکیم کی تلاوت روزانہ کرتے ہیں۔

زمین پر کسی قوم میں اتنی اچھائیاں تم لوگ پاؤ گے؟

مجاہدین میں سے ایک نے مجھے کہا:

بچوں کو اتنا اندازہ ہوگیا تھا کہ جنگی جہاز ہم پر بمباری کریں گے یا نہیں اگر جہاز بغیر پرندوں کے آتے تو ظاہر ہوتا کہ جہاز سے فائر نہیں ہوگا اگر پرندوں کے ساتھ مل کر آتے تو حملہ یقینی ہوتا تھا۔ پرندے جہاز کے ساتھ آتے تھے مجاہدین کی حفاظت کے لیے بچے جب پرندوں کو دیکھتے پھر چھپتے تھے۔

ایک ضروری نکتہ

جس قسم کی کرامات اس کتاب میں بیان ہوئی ہیں وہ ان لوگوں سے ظاہر نہیں ہوتیں جو جہاد میں پیچھے رہ جاتے ہیں وہ ان کے ساتھ وقوع پذیر ہوتی ہیں جو اپنے آپ کو مشکل ترین صورت حال میں گھرے ہوئے پاتے ہیں جو بھی صلاحیتیں اور توانائیاں کسی میں

موجود ہوں ان تمام کو بروئے کار لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ان لوگوں کے نصیب میں ہوتی ہے جو واقعی اس کے مستحق ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ۝

(سورہ الشعراء: ۶۱،۶۳)

ترجمہ: ”پس جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں یقین مانو میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لکڑی مار پس اسی وقت دریا پھٹ گیا اور ہر ایک حصہ پانی کا مثل بڑے سارے پہاڑ کے ہو گیا۔“

بحیرہ احمر میں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزے کا صدور ہوا تاکہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم فرعون سے نجات پالے۔ اس تائید الٰہی کے بغیر فرعون سے نجات ممکن نہیں تھی۔

ایک اور عمومی نظر انداز کیا گیا پہلو

جہاد کی زندگی بڑی پر مشقت، تکلیف دہ پسینے سے شرابور بھوک پیاس، خون میں لت پت تھکاوٹ، نیند کی کمی، مشکلات اور درد سے بھرپور ہے جہاد کی عمارت انسانی گوشت جسم پر بنائی جاتی ہے تاکہ اس کے شعلوں میں جل کر جہاد کی شمع روشن رہے جیسا کہ لیمپ یعنی چراغ کو روشن رکھنے کے لیے تیل کو جلانا پڑتا ہے جہاد غم اور خوف اٹھاتا ہے معصوم شہدا کا بہتا ہوا خون اور ان کی بکھری ہوئی نعشیں یہ تمام جہاد کے لیے

لازم وملزوم ہیں یہ تمام جہاد کا ایندھن ہیں اور اس کے باغ کا پانی ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

الم ○ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ○

(سورہ العنکبوت: ۱،۳)

ترجمہ: الم! کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہی چھوڑ دیں گے ان سے اگلوں کو ہم نے خوب جانچا یقینا اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ○

(سورہ البقرہ: ۲۱۴)

ترجمہ: کیا تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے انہیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھی ایمان والے کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ صبر رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ○

(سورہ آل عمران ۱۴۲)

ترجمہ: کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ نے یہ معلوم نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں۔

جہاد کا دارومدار کرامات و معجزات ہی پر نہیں ہوتا لیکن یہ بوقت ضرورت کٹھن حالات، بے یارومددگاری اور ناامیدی واضح ہوتے ہیں۔

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ حوالہ دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کرامات ان کو نہیں ملتیں جو اس کے لیے دل میں تمنا رکھتے ہیں اور یا تو دل میں خواہش اور آرزو پال لیتے ہیں کرامت ان کو ملتی ہے جو اپنے آپ کو مار کر بالکل ادنیٰ حیثیت کے مالک سمجھتے ہیں ان کی نظریں اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتی ہیں کبھی ان کی نظریں اپنے اعمال اور کارناموں پر نہیں ہوتیں۔

مجاہدین کی المناک حالت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو ان پر روزانہ مسلسل اور مستقل بمباری کی صورت میں ہو رہا ہے جو بعض اوقات کئی کئی مہینے جاری رہتا ہے وہ بعض دفعہ دن میں 3 مرتبہ بمباری کا شکار ہوتے ہیں جو کہ BM13 اور BM21 کی صورت کی جاتی ہے جس سے 25 میزائل تک بھی پھینکے جاتے ہیں جنگی جہازوں سے جو بم کے گولے پھینکے جاتے ہیں ان کا وزن بعض اوقات آدھا ٹن 500 کلو گرام تک ہوتا ہے۔

عبدالحمید نے مجھے بتایا کہ ایسے ہی ایک بم کے گولے سے جو زمین پر شگاف پڑا وہ 8 میٹر یعنی 25 فٹ کے قریب گہرا اور جس کا گھیرا 63 میٹر یعنی 209 فٹ تھا۔

ایک مجاہد 5 سال اگر اسی حالت میں گزارتا ہے تو اتنا لمبا عرصہ گزارنا اس کے لیے ایک معجزہ اور کرامت کا باعث ہے اتنے عرصے کے بعد اگر وہ ایسے ماحول میں زندہ اور مسلسل جہاد کے عمل میں مصروف ہے تو وہ انسانی طاقت سے باہر جا کر ایسا کر رہا ہے۔

میں نے یہ تمام روایتیں براہ راست مجاہدین سے اکٹھی کی ہیں اور میں نے اکثر ان سے ان حیرت انگیز واقعات پر قسمیں بھی لی ہیں یہ تواتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں (یعنی بناوٹ کا امکان معدوم ہے)

بعض بھائیوں نے بتایا:

ہم افغانی انقلاب سے دھوکہ نہیں کھانا چاہتے جیسا کہ لوگوں نے ایرانی انقلاب سے کھایا تھا۔ یاد رکھنے کے قابل جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ایرانی انقلاب شیعہ انقلاب تھا نہ کہ اسلامی انقلاب۔

اسلامی انقلاب اس کو تصور کیا جائے گا جو قرآن وسنت کے مطابق صحیح العقیدہ مسلمانوں کے زیر اہتمام کیا جائیگا اور اسی کو دل و جان سے قبول بھی کیا جائے گا۔ شیعہ عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق نہیں نتیجتاً ساری دنیا کے سرکردہ علماء نے شیعہ کو کافر قرار دیا ہے افغانی انقلاب ایک اسلامی جہاد ہے جو کہ سچے اور راسخ العقیدہ مسلمانوں سے وجود میں آیا ان کے راہنماؤں کے عقائد واضح اور شفاف ہیں یہ صحابہ سے نفرت نہیں کرتے اور احادیث کے بھی منکر نہیں جہاں تک بھی ہو سکے ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کی مدد کریں۔ باوجودیکہ تمام دنیاوی حالات ان کے خلاف ہیں لیکن امید کی کرن انہوں نے دل میں روشن کی ہوئی ہے۔

عمر حنیف نے مجھے بتایا:

ہم وہ قوم ہیں جن کے لیے جہاد لازمی ہے جیسا کہ مچھلی کے لیے پانی۔

ڈاکٹر عبدالقادر نے مجھے بتایا:

میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک مجاہد اور ڈاکٹر آپس میں شدید تکرار کر رہے تھے جس نے مجاہد کی فالج زدہ برف سے متاثرہ ٹانگ کاٹ دی تھی۔ مجاہد نے

ڈاکٹر کو کہا: میری ٹانگ کو واپس لگاؤ جیسا کہ یہ پہلے تھی چونکہ تم نے آج مجھے جہاد میں مصروف عمل ہونے سے روکا ہے!

میں اس بوڑھے آدمی کو کبھی نہ بھولوں گا جس نے اپنی عمر کی وجہ سے اجازت نہ ملنے پر واپس جانے سے انکار کر دیا اور پکار اٹھا: پشاور میں بیٹھے رہنا گناہ ہے:

جلال الدین حقانی نے مجھے بتایا:

تقریباً سات ماہ سے شوال ۱۴۰۳ سے جمادی الاول ۱۴۰۴ ہجری جنگی جہاز روزانہ 2 سے 5 بار بمباری کرتے رہے ہیں اللہ کی قسم کوئی بھی مجاہد میری طرف سے یا مولانا ارسلان کی طرف سے شہید نہیں ہوا یہ ایسے ہوا کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی یہ کہتے ہوئے "اے اللہ! تو ہی ہے جس کو ہم اپنی کمزوریاں بتاتے ہیں اور عاجزی کی شکایت کرتے ہیں جنگی جہازوں کے مقابلے میں اپنی طاقت اور بے بسی کا اظہار کرتے ہیں" اللہ تعالیٰ نے تب ہماری مدد و نصرت کی۔

عبدالحمید نے مجھے کہا:

اگر تمام بم کے گولے جو افغانستان میں پھینکے گئے تھے اپنی پوری طاقت سے پھٹ جائیں تو ہمارے لیے ایک ہفتہ کے لیے بھی جہاد کرنا ناممکن ہو جائے (یہ حقیقت ہے کہ اللہ مالک الملک نے زیادہ تر مجاہدین کو اپنی حفاظت میں رکھا) اور بموں کو پھٹنے سے بچایا)

مولوی حلیم نے بتایا:

جب کبھی ہوائی جہاز ہم پر ہوائی حملہ کرتا پرندے ساتھ ہوتے تب میں مجاہدین کو بتاتا:

اللہ کی مدد آ گئی ہے: ایک مرتبہ ہماری ZK1 اینٹی ائر کرافٹ گن تباہ ہو گئی ہم

نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس نے ہمارے لیے بادل کا ایک ٹکڑا بھیج دیا جس نے ہمیں اس جہاز سے چھپا دیا۔

اس نے مزید کہا:

ایک دفعہ 600 ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہم مجاہدین کے پاس صرف 14 رائفل تھیں بعض چاقوؤں اور تلواروں کے ساتھ لیس تھے اللہ تعالیٰ نے ان دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

کتنے دشمن ”اللہ اکبر“ سن کر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے

محمد داؤد چیراٹ، وردگ میں ایک راہنما نے مجھے بتایا: ٹینکوں نے ہمیں تمام اطراف سے گھیر لیا اور جنگی جہازوں نے افق کو ڈھانپ لیا۔ ہمارے پاس مجاہدین کی ایک بڑی تعداد تھی اور دشمن 10000 سے زیادہ تھا سینکڑوں ٹینک بھی ان کے ساتھ تھے زیادہ تر مجاہدین میدان سے بھاگ گئے اور ہم صرف 20 بقایا بچے۔ ہمیں موت کا پکا یقین تھا ہم میں سے 11 نے شہادت پائی بقایا 9 زخمی تھے اور مکمل طور پر تھکاوٹ سے چور چور تھے۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور پیاس سے بے حال دو دن تک ہمارا یہ حال رہا۔ ٹینکوں نے ہماری طرف پیش قدمی کی تاکہ ہمیں زندہ پکڑ سکیں تو ہم نے بیک زبان نعرہ لگایا۔

”اللہ اکبر!“ ایسا لگتا تھا کہ پورے شہر نے تکبیر کا نعرہ لگایا ہے تکبیر کی آواز سے ٹینک تباہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مدد یہ تھی کہ افغانستان سے ملحق پاکستان کی طرف سے بارڈر کھلے ہوتے تھے قبائل جو اس علاقے میں رہتے تھے وہ آزاد علاقہ ہیں وہ کسی بھی گورنمنٹ کے باشندے نہیں ہیں اس نے مجاہدین کے لیے پاکستان کو ایک آسان گزرگاہ

کا کام دیا یہ جہاد کا ہی ڈر تھا کہ مغرب نے بوسنیا میں جگہ جگہ میں رکاوٹیں کھڑی کردی تھیں آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلصین کے لیے آنے اور جانے کی گزرگاہ مہیا کی ہوئی تھی۔

میدان جنگ میں طلبہ کے لیے: 8000 مدرسہ ہیں (جن میں اعلیٰ اسلامی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے) جو مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں وہ مجاہدین کے زیر سرپرستی چل رہے ہیں اسی طرح ہر ضلع میں مدرسہ ہیں اور اسلامی عدالت۔ روسی اہلکاروں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ملک کا اندرونی علاقہ مجاہدین کے قبضے میں ہے روسیوں کا قبضہ صرف بڑے شہروں تک محدود ہے۔ تمام مسلمانوں سے میری آخری اپیل ہے کہ وہ مجاہدین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اے اللہ میری اس عاجز سعی و کوشش قبول فرمالے۔ (آمین)

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

بقیہ عرضِ مترجم

سلف وخلف کے علماء کرام، مفسرین اور محدثین نے قرآن وحدیث سے اخذ کر کے چند باتیں ایسی بتائی ہیں اگر وہ کسی مسلمان سے سرزد ہو جائیں تو آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے لائے ہوئے دین پر کسی اور فلسفے، طریقے، راستے، قانون، نظام، ضابطے یا طرزِ حیات کو ترجیح دینا کفر ہے جس کا لازمی تقاضا ہے کہ ہر معاملے میں انسان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے دین اور شریعت کی جانب ہی رجوع کرنا ہے۔ اب جو لوگ جمہوریت، سیکولرزم، سوشلزم اور کمیونزم اور یا کسی اور ازم پر راضی اور مطمئن ہیں اور اپنی زندگیاں انہی نظاموں کے تحت گزار رہے ہیں حتیٰ کہ ان کی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں انہی نظاموں کی تعریف وتوصیف، مدح سرائی اور تبلیغ وتشہیر میں صرف ہو رہی ہیں پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں ان کے لیے مرنے سے پہلے پہلے سوچنے اور توبہ کر کے اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جانے کا موقع ہے۔

دوسری بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی جانب رجوع کرنے کے دوران اگر دل کے اندر مطلق تسلیم نہیں اور نفس میں اس کی بابت ایک تنگی اور حرج کا احساس باقی ہے تب بھی آدمی مسلمان نہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(سورہ النساء 4۔ 65)

ترجمہ: ”نہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے رب کی قسم یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس

پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سر تا سر تسلیم کر لیں۔"

آدمی نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی کسی بات کو برا جانے، اس سے نفرت یا بغض رکھے تو یہ تو کھلا کفر ہے اور ایسا آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ بے شک آدمی دین کی اس بات پر مجبوراً یا لوگوں کی دیکھا دیکھی عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَآ أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝

(محمد 47-9)

ترجمہ: "یہ اس لیے کہ انہوں نے مبغوض جانا اس بات کو جسے نازل کیا اللہ نے پس اللہ نے ان کے سب اعمال ہی برباد کر دیے۔"

جبکہ "سب اعمال کا ضائع ہو جانا" حالت کفر ہی کی سزا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں دیندارانہ مظاہر ایک آنکھ نہیں بھاتے کسی کو "پردہ" سے چڑ ہے، کسی کو "نماز" بری لگتی ہے، کسی کو "ڈاڑھی" تکلیف دیتی ہے، کسی کو دعوت الی اللہ یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جہاد اور قتال فی سبیل اللہ ایسے شعائر دین سے اذیت ہوتی ہے، کسی کو طاغوت کی مذمت اور شرک کا رد کیا جانا مبغوض ہے۔ عورت کا مرد کی نسبت میراث میں حصہ پانا یا خاص معاملات میں دو عورتوں کی گواہی کا ایک مرد کی گواہی کے برابر ہونا یا اسلام میں مرد کے لیے اصولاً چار شادیوں کی گنجائش کا ہونا وغیرہ وغیرہ...... یہ سب یہاں کے بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کے لیے باعث تکلیف ہے جب کہ ان سب باتوں کا "دین" ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حصہ ہونا ایک معلوم حقیقت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے مبعوث کردہ دین سے "بغض" اور "نفرت" کے مظاہر موجودہ دور میں دیکھنے ہوں تو وہ آپ کو یہاں کے ترقی پسند ادب میں بکثرت دیکھنے کو ملیں گے دین کے عقائد و مظاہر کی تحقیر جس قدر ان لوگوں کے ہاں پائی جاتی ہے اتنی کسی اور کے

ہاں نہیں۔ گو"سماجی" معنی میں یہ اپنے آپ کو"مسلمان" بھی کہیں گے اور کبھی کبھار نعت پر بھی طبع آزمائی کریں گے۔

بہت بڑے بڑے روایتی قسم کے دیندار اور صلح کل کے علمبردار جہاد کے نام پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور بڑی ناگفتی قسم کی تاویلات سے اس کی اہمیت کم کرنے کے درپے ہیں۔ قرآن و حدیث کی نصوص اور فقہائے کرام کی تشریحات سے صرف نظر کرتے ہوئے خواہ مخواہ کے لیت ولعل سے اس میں کیڑے نکالتے ہیں۔ خود اپنے حصے کی ذمہ داری ادا نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس ذمہ داری کا احساس نہیں کرنے دیتے۔

حالانکہ جہاد ایک ایسی عبادت ہے جس کے برابر مقام اللہ نے کسی اور عبادت کو نہیں دیا اور یہ بات ہمارے ایمان کا حصہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہمیں بتاتی ہے کہ ایمان لا کر جہاد فی سبیل اللہ کرنے کو دوسری نیکیوں کے برابر قرار دینا اللہ کو اتنا ناپسند ہے کہ اللہ نے ایسا کرنے والوں کو ظالم کہہ کر پکارا اور ان کے لیے ہدایت کے دروازے بند کرنے کا اعلان فرمایا چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ:

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے کہا۔ اسلام لانے کے بعد اگر میں حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ کوئی کام نہ کروں تو مجھے کوئی پروا نہیں۔

ایک دوسرے شخص نے کہا: میں مسجد حرام کی تعمیر کے علاوہ کچھ نہ کروں تو مجھے کچھ پروا نہیں۔

ایک اور شخص نے کہا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہر اس چیز سے افضل ہے جو تم نے ابھی کہیں۔

حضرت عمرؓ نے یہ سن کر ان کو ڈانٹا کہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اپنی

آوازیں بلند نہ کرو۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا۔ اس وقت یہ سورہ نازل ہوئی:

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ ○ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○

(سورہ التوبہ 9، 19-22)

ترجمہ: "کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کے عمل جیسا سمجھ لیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے رہے، اللہ کے ہاں تو انہی کا درجہ بڑا ہے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ ان میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔"

مندرجہ بالا حدیث امام مسلمؒ نے مختصر صحیح مسلم کے صفحہ 1077 پر اخراج کی ہے گویا کہ یہ آیت (جیسا کہ بیان کیا گیا) صحابہ کے لیے اس بات کی وضاحت کرنے کے

لیے نازل ہوئی تھی کہ جہاد مسجد حرام کے پڑوس اور حاجیوں کی ساقی گیری سے کہیں بہتر و افضل ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا:

دلنی علی عمل یعدل الجہاد قال (لا اجدہ) قال (ہل تستطیع اذا خرج المجاہد ان تدخل مسجدک فتقوم والا تفتر وتصوم ولا تفطر؟) قال: ومن یستطیع ذلک؟ (بخاری، کتب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر)

مجھے ایسا عمل بتایئے جو جہاد کے برابر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا کوئی عمل میں نہیں پاتا پھر فرمایا: "کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لیے نکلے تو تم مسجد جا کر مسلسل نماز میں کھڑے رہو، ذرا دم نہ لو، برابر روزہ رکھے رہو کبھی افطار نہ کرو؟" وہ بولا: بھلا اس کی استطاعت کون رکھتا ہے۔"

شیطانی وسوسوں کا ایک انداز یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کم درجے کی عبادت کو اہم تر بنا کر پیش کرتا ہے تا کہ ایک مسلمان ان میں مشغول ہو کر بڑے اجر وثواب سے محروم رہ جائے اسی طرح وہ فرض کی ادائیگی کے موقع پر انسان کا وقت پیسہ اور صلاحیتیں نفل ومستحب کی نیکیوں میں لگوا دیتا ہے کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ یہ وسائل اعلیٰ وارفع مقاصد کے حصول میں کھپ جائیں اور اللہ کے دین کو سربلندی نصیب ہو۔ موجودہ حالات میں جب امت مسلمہ کفار کی براہ راست یلغار کا شکار ہے اہل استعداد کو دیکھنا چاہیے کہ ان کی توانائیاں کفر کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے کے لیے کس حد تک کام آ رہی ہیں؟

جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں پھیلائے گئے چند شبہات اور غلط فہمیوں کے بارے میں بھی مجھے کچھ تذکرہ کرنا ہے۔ جہاد کی تعریف کرنے میں یہ بات جان لینی

چاہیے کہ کسی حکم کی "شرعی حیثیت" اور اس کا "شرعی مقام" اس کی شرعی تعریف سے معلوم ہو سکتا ہے "لغوی مفہوم" پر "شرعی احکام" کا مدار نہیں ہوتا۔

دیکھیے صلوٰۃ کا لغوی مفہوم صرف دعا ہے لیکن اس کا مدار شرعی مفہوم پر ہے۔ صرف دعا کو شرعی نماز نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح زکوٰۃ کا شرعی مفہوم بڑھنے اور تزکیہ کا ہے لیکن اس کا ایک شرعی اصطلاحی مفہوم اور تعریف ہے۔ احکام کا دار مدار اسی شرعی مفہوم پر ہے۔ اسی طرح لفظ صوم بمعنی روزہ ہے اس کا لغوی مفہوم یہ ہے کہ ایک گھڑی تک کھانے پینے کو ترک کرنا۔ اس مفہوم میں انسانوں کے علاوہ حیوانات کا دانہ پانی ترک کرنا بھی صوم اور روزہ میں داخل ہے لیکن اس کا ایک شرعی اصطلاحی مفہوم ہے جس پر احکامات کا مدار ہے اور شرعاً اسی کا اعتبار ہے اسی طرح "حج" کا لغوی مفہوم قصد ہے۔ اب ایک آدمی شہر یا گھر جانے کا قصد کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں حج کر رہا ہوں کیوں کہ حج بمعنی قصد ہے اور میں نے قصد کر لیا ہے لیکن حج کا ایک شرعی مفہوم ہے شریعت میں اسی کا مدار ہے اور لغوی مفہوم لینا شرعاً بے کار ہے اور اس طرح کی تاویلات کرنے والا غدار ہے۔

بالکل اسی طرح لفظ "جہاد" ہے اس مظلوم لفظ کا لغوی مفہوم تو محنت ہے لیکن اس کا ایک شرعی مفہوم ہے اور اس کی ایک اصطلاحی تعریف ہے۔

اب اس شرعی مفہوم کو چھوڑ کر اس کے لغوی مفہوم کو عام کرنا اور اس کی آڑ لے کر شرعی جہاد سے پہلوتہی کرنا اور اس میں سستی کرنا اور طرح طرح کی تاویلات میں عوام الناس کو الجھائے رکھنا، جہاد پر ظلم کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی بدخواہی اور کافروں کی خیر خواہی کے مترادف ہوگا جس سے ہر مسلمان کو احتراز کرنا لازم ہے۔

جہاد کی چند تعریفات درج ذیل ہیں۔

1- پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جہاد کیا چیز ہے؟

قال [ان تقاتل الکفار اذا القیتھم] قیل فای الجھاد افضل؛ قال [من عقر جوادہ واھریق دمہ]

(کنزالعمال ج1، ص27)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''جہاد یہ ہے کہ تم مقابلے کے وقت کفار سے لڑو'' پوچھا گیا کہ افضل ترین جہاد کونسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کا جہاد جس کا گھوڑا کٹ مرے اور خود اس کا خون گر جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے)۔''

2- مسند احمد کی ایک صحیح حدیث میں ہے:

قیل یا رسول اللہ! ما الجھاد فی سبیل اللہ؛ قال [قتال الکفار]۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کافروں سے لڑنا۔'' (رواہ امام احمد)

3- ایک صحابیؓ نے پوچھا:

یا رسول اللہ! فای الھجرۃ افضل؛ قال [الجھاد] قال وما الجھاد؛ قال [ان تقاتل الکفار اذا القیتم ولا تجبن] (کنزالعمال ج1، ص76)

سب سے افضل ہجرت کونسی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بہترین ہجرت جہاد کی ہے۔'' صحابیؓ نے پوچھا کہ جہاد کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاد یہ ہے کہ تم بوقت مقابلہ کفار سے لڑو اور اس راستے میں نہ خیانت کرو اور نہ بزدلی دکھاؤ۔''

محترم اہلیان اسلام! یہ شرعی جہاد ہے۔ اس میں ہر تعریف میں کافروں سے

لڑنے کا لفظ موجود ہے لہٰذا جو شارع نے سمجھا اور پھر سلف نے سمجھ کر تعریف کی اور کتابوں میں موجود ہے۔ اس پر اعتماد رکھیے اور کسی کے زور خطابت سے دھوکہ مت کھایئے۔

میرے مسلمان بھائیوں اور دوستوں کو چند غلط فہمیاں ہیں جن کی بناء پر وہ جہاد سے اعراض کیے بیٹھے ہیں۔ میرے بھائیو! صرف جہاد شرعی کرنے والوں کو مجاہد کہو۔ جہاد لغوی یعنی کسی نیک محنت جس میں جہاد جیسا ثواب مل جاتا ہو، تو یہی غنیمت ہے کہ جہاد کے ثواب کی طرح ان کو ثواب حاصل ہو گیا۔ نہ یہ کہ وہ خود بخود مجاہد بن گیا میدان جنگ خواب میں بھی نہ دیکھا ہو اور کہتا پھرتا ہو کہ میں مجاہد ہوں۔ جہاد کر رہا ہوں۔

آج کل اس مقدس لفظ "جہاد" کو کھیل تماشا بنایا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ مچھر کے خلاف جہاد، ملیریا کے خلاف جہاد، ناخواندگی کے خلاف جہاد، مہنگائی کے خلاف جہاد، کرپشن کے خلاف جہاد وغیرہ وغیرہ اور کبھی یہ کہنے کی جرات نہیں ہوئی کہ روس کے خلاف جہاد، امریکہ کے خلاف جہاد، انڈیا کے خلاف جہاد، نیٹو کے خلاف جہاد، ہر سرکش طاغوت، کافر اور مشرک کے خلاف جہاد۔

جہاد فی سبیل اللہ کی "جمہوری" تعبیر بھی عصر نو کا ایک بڑا المیہ ہے۔ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ جمہوری عمل عوام کی سوچ اور خواہشات کو پورا کرنے کا نام ہے جبکہ جہاد اللہ کے کلمے کی سربلندی اور فتنے کے خاتمے کے لیے آگ اور خون سے گزرنے اور قربانیاں دینے کا نام ہے۔ اب بھلا لوگوں کو ان کی خواہشات کی تکمیل کی جدوجہد میں مصروف کرنا، ان سے جان و مال کی قربانیاں لینے کی طرح کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ بات تو عملاً بھی نظر آتی ہے کہ جمہوری عمل اپنے شرکاء کے معیار زندگی کو بڑھاتا ہے جب کہ جہاد فقر و قناعت کی آزمائشیں لاتا ہے۔ کہاں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کی پیروی دنیا کی محبت کو دل سے نکال دیتی ہے اور کہاں مسلم معاشروں میں معیار زندگی کو بلند کرنے

کی خاطر چلائی جانے والی جمہوری جدوجہد جس میں "مادی ترقی" اصل زندگی ہے جہاں مفادات ہی وہ پیمانہ ہیں جس پر ریاست اور جمہور کے تعلق کو پرکھا جاتا ہے، حاکم ومحکوم کے درمیان یہی رشتہ ہے قیادت اور عوام کے مابین یہی میثاق وفا ہے جو اسے پورا کرے اس کی حمایت کی جائے گی جو عوام کی جھولی کو مراعات وسہولیات سے نہ بھر سکے اس کا عمل قابل اتباع نہیں۔سارا جمہوری فلسفہ اور اس چھتری کے تحت قائم ادارے اور این جی اوز وغیرہ بھی اسی "عقیدے" کے فروغ کا وسیلہ ہیں۔

مسلم معاشروں میں "مغربیت کی علمبرداری کرنے والی مادی ترقی کی مہمات کو بڑی عبادت قرار دے کر مسلمانوں کو سرمایہ داری نظام کے کارندے بنا کر شعوراً یا لاشعوراً انہیں اپنے دفاع اور جہاد جیسی عظیم الشان عبادت سے دور رکھ رہے ہیں۔کفر کی یلغار اور فتنوں سے بے پروا ہو کر، مسائل کے حل کی جدوجہد اور "سہولیات" کی فراہمی کی مہمات میں زندگیاں پگھلا دینا ایسے ہی ہے جیسے ہم شیروں اور بھیڑیوں سے غافل ہو کر جنگل سے پھول چننے لگ جائیں۔واضح رہے کہ شیروں اور بھیڑیوں کی خوشی اسی میں ہے کہ ہم کو تر نوالہ سمجھ کر نگل جائیں۔

آج جب کہ تقریباً ڈیڑھ ارب سے بھی زائد مسلمان سب کے سب بزدلوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ اسلام کے قوانین صرف کتابوں میں درج ہوں۔ ہمارے بارے میں پالیسیاں ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور سمندر پار سے آ رہی ہوں۔ایوانوں میں شریعت کے سوا ہر "بھلائی" ہو سکتی ہو۔ہندو مسلم سکھ عیسائی برابر کی نشستوں پر بیٹھ کر ملت کے فیصلوں میں شریک ہوتے ہوں۔این جی اوز ملکی وغیر ملکی اداروں کو ہر کام کی کھلی چھٹی ہو...... ایسے میں تعلیم کے نام پر مغربی سیکولر اداروں کا کھل جانا، اطلاعات کی اہمیت کے پیش نظر کمپیوٹر نامی ایک آلے کے ذریعے گلی گلی قحبہ خانوں کا پھیل جانا، "بہبود

آبادی" کے نام پر نسل کشی کی مہمات کا عام ہو جانا، "ترقیات" اور امداد کے نام پر بین الاقوامی سودی جال میں الجھ جانا عجیب نہیں لگتا عجیب یہ لگتا ہے کہ اسے ہی جہاد قرار دے دیا جائے۔ ساری توانائیاں اور وسائل انہی مہمات میں غرق ہو کر رہ جائیں جب کہ امت کے دفاع کی خاطر مورچوں میں بیٹھے لوگ نہتے ہوں۔

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف رکھ کر سوچنے والے رائے پرست تو ہمیں کہیں گے کہ کیا کریں ہمارا ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں؟ سائنسی ترقی اور ایجادات میں کفار کی برابری کیسے بغیر ان سے نمٹنا ناممکن ہے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا فارس و روم جیسی اپنے وقت کی جابر قومیں سائنس ترقی اور ایجادات کے زور پر مسلمانوں سے مغلوب ہوئی تھیں؟ ہمارے لیے مثال ہر حال میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کچی بستی ہی ہے جس نے قیصر و کسریٰ جیسے طاغوتوں کے دانت کھٹے کر دیے نہ کہ قرطبہ جیسے شہر جن کے فن تعمیر کے نادر نمونے، علوم و فنون کی کرشمہ سازیاں دفاع اسلام کے لیے کچھ کام نہ آسکیں اور یہ سرزمینیں پھر بھی ہم سے چھین لی گئیں اور آج یہ بستیاں نمونہ عبرت کے سوا کچھ نہیں۔ الغرض ہمارا مسئلہ "وسائل کی کمی" نہیں بلکہ ان ہاتھوں کی کمی ہے جو میسر وسائل کو استعمال میں لائیں، ان ذہنوں کی کمی ہے جو فرض مقدم کو پہچانیں، ان دلوں کی کمی ہے جن میں اللہ کے سامنے جواب دہی کا خوف ہو ان آنکھوں کی کمی ہے جن سے نکلنے والے آنسو محض آنسو نہ ہوں بلکہ وہ بغداد و فلسطین، افغانستان، کشمیر اور چیچنیا میں بہنے والے خون مسلم کا مداوا بھی بن سکیں۔ جو ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر صرف باتیں نہ بنائیں بلکہ کچھ کر کے بھی دکھائیں۔

رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کی جس نسل کی تربیت فرمائی خود اس کا رویہ بھی جہاد کے معاملے میں بہت واضح تھا۔ دوسرے خلیفہ

راشد سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ بعض مسلمانوں نے بلاد شام کو فتح کرنے کے بعد وہیں بسیرا کرلیا ہے اور جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے ہیں تو آپ نے ایک آدمی بھیج کر سارے کھیت جلوا دیئے اور محض ایک سطر کا یہ خط لکھا:

انکم ان ترکتم الجهاد واشتغلتم بالزر ضربت علیکم الجزیه وعاملتکم معامله اهل الکتاب. ان اقواتکم من اقنوات اعدائکم. (فی تربیت الجهادیة والبناء للشیخ عزام رحمه الله الجزء الاول صفحه 35)

ترجمہ: ''اگر تم جہاد ترک کر کے زراعت اختیار کر لو گے تو میں تمہارے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کروں گا تمہارا رزق تمہارے دشمنوں کے ہاتھ میں ہے اسے وہیں سے حاصل کرو۔''

میرے محترم بھائیو! جب اسلام کی بقا کا مسئلہ درپیش ہو تو دنیاوی مصروفیات میں مشغول رہنا گناہ ہے۔

ایک صحیح حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا تبایعتم بالعینة واخذتم اذناب البقرورضیتم بالزرع وترکتم الجهاد سلط الله علیکم زلا لاینزعه حتی ترجعوالی دینکم.

(رواه ابو دائود، انظر: سلسله الاحادیث الصحیحة للالبانی رقم: 11)

ترجمہ: ''جب تم عینہ (سودی لین دین) کرنے لگو گے اور گائے بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی میں مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تمہارے اوپر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو وہ اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ۔''

ایک اور موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

لا تتخذوا الضيعة فترغبوا في الدنيا.
(ترمذی، کتاب الزہد) (حدیث صحیح، انظر: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: 12)

ترجمہ: "جائیدادیں مت بناؤ ورنہ تم دنیا کی رغبت و محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے"۔

حدیث میں وارد ہونے والے لفظ "ضیعۃ" کا مطلب ہے "جائیداد" یا "پیشہ"۔

مذکورہ بالا احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تر متاع دنیا کا ذکر فرما دیا ہے اور ہماری مصروفیات کے سارے ہی اسباب گنوا ڈالے ہیں۔ یعنی زراعت ربا اور سودی حیلوں والی تجارت، حیواناتی پیداوار، صنعت و حرفت اور کوئی بھی دوسرا پیشہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہل کے دھاری دھار لوہے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

لا يدخل هذا بيت قوم الا ادخله الله الذل. (رواہ بخاری فی صحیحۃ، سلسلہ الاحادیث الصحیۃ للالبانی رقم: 10)

ترجمہ: "کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہ چیز کسی گھر میں داخل ہوئی تو اللہ نے ساتھ ہی وہاں ذلت بھی داخل نہ فرما دی ہو"۔

ایک ایسے وقت میں جب اسلام کی بقا کا مسئلہ درپیش ہو، امت مسلمہ اپنی زندگی اور موت کا معرکہ لڑ رہی ہو ان دنیاوی مصروفیات میں مشغول ہو کر رہ جانا شریعت کی نگاہ میں گناہ ہے۔ جو لوگ اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی لاشوں اور آہوں سے بے پروا ہیں یقیناً ان کے دل مہر زدہ ہیں۔

چنانچہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والا ہر دین "پانچ بنیادی ضروریات" کی حفاظت کے لیے آیا ہے جنہیں شریعت کی اصطلاح میں ضروریات خمسہ کہا جاتا ہے۔ یعنی

(1) دین (2) جان (3) عزت

(4) عقل (5) مال

ان پانچ چیزوں کی ہر ممکن طریقے سے حفاظت کرنا فرض ہے۔ دی گئی ترتیب کے مطابق دین کی حفاظت جان، عزت، عقل اور مال سب کی حفاظت پر مقدم ہے۔ اس لیے اگر کفار حملہ آور ہوں اور دین داؤ پر لگ جائے تو شریعت یہی حکم دیتی ہے کہ دفاع دین کی خاطر اپنا سب کچھ حتیٰ کہ اپنی جان تک قربان کر دی جائے۔ اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے افغانستان کے علماء نے دسمبر 1979ء میں افغانستان کی تحریک اسلامی کی طرف سے روس اور روس نواز حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔

سوشلسٹ اور کمیونسٹ گروہ کے مقابلے میں پروفیسر غلام محمد نیازی نے تحریک اسلامی کی بنیاد رکھی تھی چند سالوں میں سیاف اور ربانی وہ استاد تھے جو یونیورسٹی کے طلبا کے پشت پناہ تھے اور اس نومولودہ تحریک اسلامی کی نگرانی کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ 1979ء میں اس اسلامی دستے نے یونیورسٹی فتح کر لی چنانچہ روس نے فوراً ایک انقلاب کے ذریعے ظاہر شاہ کا تختہ الٹ کر اس کے چچازاد محمد داؤد کو افغانستان کا سربراہ بنا دیا تاکہ اس نئی قوت تحریک اسلامی کو کچلا جا سکے۔ بہرکیف افغانستان کے مختلف شہروں میں نور محمد تره کی کے سرخ انقلاب نے مسلمانوں کا خوب قتل عام کیا۔ ایک موقع پر حفیظ اللہ امین اور نور محمد تره کی کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے جس کے نتیجے میں حفیظ اللہ امین نے نور محمد تره کی کو قتل کر کے ستمبر 1979ء میں حکومت پر قبضہ کر لیا پھر 27 دسمبر 1979ء کو روسی عساکر اپنے آہن و آتش کے ساتھ افغانستان میں در آئے اور اس کے بعد کوئی گاؤں ایسا نہ رہا جہاں جہاد کا نقارہ نہ بج چکا ہو۔ بس اس وقت سے 14 فروری 1989ء تک جنگ کی آگ انسانوں کو چاٹے جاری تھی جو نہ بھاگنے دیتی تھی اور نہ زندہ

چھوڑتی تھی۔

ان معرکوں میں سادہ لوح نہتے افغانی مجاہدوں کو بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ ٹینک شکست کھا گئے۔ مجاہدین طیاروں سے خوف زدہ ہوئے بغیر کابل کے نواح تک جا پہنچے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجاہدین کی غیبی امداد فرمائی کئی حیرت انگیز واقعات/کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔

میں جناب ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید کو بے پناہ خراج عقیدت پیش کرتا ہوں جو جہاد افغانستان کے روح رواں تھے۔ ان کی دینی حمیت وغیرت اور ایمانی جرات وبسالت سے لبریز ولولہ انگیز خطابات اور تقریروں نے بلاد عرب و عجم کے فرزندان اسلام کے قلوب و ارواح میں خوابیدہ جہادی احساسات و جذبات کو للکارا۔ عرب جرائد و مجلات اور اخبارات میں افغانستان کے غیور مسلمانوں پر روسی درندوں کی وحشیانہ یلغار و سربریت کے خلاف دفاعی جہاد کی اہمیت پر جاندار مقالات شائع کیے۔ مشائخ اور علمائے حجاز اور بلاد عرب کو افغانستان کے پاکیزہ جہاد کی طرف متوجہ کرلیا۔ شباب و شیوخ سے افغانستان کا میدان کارزار بھر دیا۔

زیر نظر کتاب میں مؤلف نے ان معجزات/کرامات کا ذکر کیا ہے جو سوویت یونین کی کمیونسٹ فوجوں اور افغان مجاہدین اسلام کے درمیان حق و باطل کا معرکہ پیش آیا اس میں مجاہدین کے ساتھ ظہور پذیر ہوئیں۔ پس اس معرکے میں فتح حق کی ہوئی۔

اللہ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ

(سورہ الانبیاء 21-18)

ترجمہ: "بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں پس سچ جھوٹ کا توڑ ہوتا ہے اور وہ

(جھوٹ) اسی وقت نابود ہو جاتا ہے۔"

یعنی حق و باطل کی جو معرکہ آرائی اور خیر وشر کے درمیان جو تصادم ہے اس میں حق اور خیر کو غالب اور باطل اور شر کو مغلوب ہونا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں ہم حق کو باطل پر یا سچ کو جھوٹ پر یا خیر کو شر پر مارتے ہیں جس سے باطل، جھوٹ اور شر کا بھیجہ نکل جاتا ہے۔

بالآخر 24 فروری 1989ء کی شام کم وبیش دس سال تک برطانیہ سے بڑھ کر ذلتیں اور ہزیمتیں سمیٹنے کے بعد سوویت یونین کی فوجوں کا آخری دستہ بھی سرخ ریچھ کی لاش کو دریائے آمو کے برفیلے پانیوں میں دریا برد کر کے افغانستان سے رخصت ہو رہا تھا۔

مؤلف نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ان تمام کرامات کو قلمبند کیا اللہ عزوجل ان کی محنت وکوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین) اللہ کریم تمام شہداء کو بشمول ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان تمام کے لواحقین کو اپنی حفاظت میں رکھے اور صالحین اور شہداء کے ساتھ حشر فرمائے۔ (آمین)

سبحن ربك رب العزة عما يصفون ○ وَسَلٰمٌ على المرسلين ○

والحمد لله رب العلمين ○ وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين۔

فقط

دعاؤں کا طالب

محمد عظیم اختر

مرکز انسداد دہشت گردی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی جانب سے تبصرہ

مرحوم شیخ عبداللہ عزام کی کتب کا تنقیدی جائزہ

پارٹ 2: مسلم ستم گیری کا علاج

ایل سی ڈی آر یوسف ابو العنین ایم ایس سی، یو ایس این

مرکز انسداد دہشت گردی

یونائیٹڈ سٹیٹس ملٹری اکیڈمی

ویسٹ پوائنٹ، این وائے

http://www.cTc.usma.edu

تعارف

عبداللہ عزام القاعدہ کی جنگی حکمت عملی اور چالوں کا دل سمجھا جاتا ہے۔ اس کی تحریریں اور تقریریں القاعدۃ الصلباء (پختہ بنیاد) کی بنیاد اور تنظیم کا ذریعہ ثابت ہوئیں۔ عزام 1989ء کو ایک کار بم دھماکے میں پشاور کی ایک سڑک پر ہلاک ہوگیا۔ وہ ان تمام کارروائیوں جس میں عرب رضاکاروں کی تیز رفتار افراد کی قوت جو خانہ جنگیوں، چھوٹی موٹی کشمکشوں، بحرانوں سے نمٹنے اور مسلمانوں کے مسائل میں شریک ہوں کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ عزام کی دس کتابوں میں سے ایک کتاب پر گہرائی سے تجزیہ کر کے ہم القاعدہ کا موثر انداز سے احاطہ کر سکیں۔ اس نے اسلامی تاریخ اور جدید مغربی فلاسفی کی ایک دوسرے انداز سے تشریح کی ہے تاکہ عجیب وغریب اور تخلیاتی نظریات جو القاعدہ اور دوسری عالمی اسلامی جنگجو گروپوں نے اپنے جواز کے لیے تخلیق

کیے ہیں۔ ان کو جائز قرار دے۔ اس نے اسامہ بن لادن کو اپنا رکن بنا کر سوویت افغان جنگ میں متعارف کروایا۔

مضمون کا پہلا تبصرہ عزام کے 1983ء کے فتویٰ (دینی رائے) کے متعلق ہے جو سوویت افغان جنگ کے عروج پر اس نے جاری کیا جس پر اس نے سنی شیوخ جو سنی علماء پر مشتمل تھے سب کی توثیق کروائی جس میں سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز بھی شامل تھے۔ عزام نے اس مفروضے پر کہ اسلام دشمنوں کی یلغار کا شکار ہے اور جہاد اجتماعی طور پر فرض ہو گیا ہے مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ یہ مضمون اس کی ہلاکت کے ایک سال بعد شائع ہونے والی کتاب پر تجزیہ رپورٹ کے طور پر بحث کرے گا۔ یہ اس کی حکمت عملی، تنظیمی کارروائیوں اور جنگی چالوں جو جہاد کے لیے تیار کی گئی ہیں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا عنوان ہے۔ ''جہاد شعب مسلم'' (مسلمانوں کا جہاد) یہ 72 صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ جو 1990ء میں صنعاء یمن سے مکتبہ جیل الجدید اور بیروت لبنان سے دار ابن حزم پریس نے شائع کی۔ یہ کتاب جدید تاریخی مشاہدات جو سوویت افغان جنگ میں وقوع پذیر ہوئے ان کو اسلامی جنگجوؤں کے نظریات کے تناظر میں جو برصغیر پاک و ہند سے منسلک ہیں ان تمام کو اسلامی تشریحات قرآن وسنت احادیث اور فقہ کے حوالوں سے مزین کر کے تشدد کی لہر کو جواز بنایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے مسائل کا حل اسی میں موجود ہے۔

یہ شیخ عبداللہ عزام کی کتب اور دوسری شخصیات ہی ہیں جو آج کی اسلامی جنگجو تحریکوں کا ایندھن ہیں۔ امریکن عسکری ماہرین کو پہلے ان کے بارے میں گہرائی سے سمجھنے اور عزام کی نظریاتی حکمت عملی کو تباہ کرنے میں آج کے دشمن کے بارے میں گہرائی سے مطالعہ کرنا پڑے گا۔

ہمیں اپنے آپ کو اسلامی جنگجوؤں کے عالمگیر خیالات، زبان اور نظریات میں ڈوب جانے کی ضرورت ہے۔ بن لادن کو سمجھنے کے لیے ہمیں اسلامی جنگجو علماء اور ان کی تعلیمات و فکر کے سلسلہ نسب کو سمجھنے کی ضرورت ہے جو شیخ ابن تیمیہ (1263-1328 صدی عیسوی سے لے کر اس کتاب کے عنوان تک پھیلا ہوا ہے یعنی شیخ عبداللہ عزام کی شکل میں (1941-1989 صدی عیسوی)۔

جہاد فرض عین ہے کے بارے میں عزام کی تشریح

عزام اپنی کتاب کا آغاز اس بحث سے شروع کرتا ہے جو اس کی اور شیخ بن باز، جو سعودی عرب کے مفتی اعظم تھے کے درمیان ہوئی۔ شیخ نے عزام کو بتایا کہ اسے توقع نہیں ہے کہ افغان مجاہدین سوویت یونین کے حملہ کے خلاف 7 دن بھی ٹھہر سکیں لیکن عزام کا لہجہ رجائی تھا۔ افغانستان میں صدیوں پر محیط لڑائی، منگولوں سے شروع ہو کر فارسیوں، ہندوؤں کے خلاف جہاد اور اس کے بعد سکھوں کے خلاف جنگ تک جاری رہی۔ اگرچہ عزام نے اس لڑائی کا مطالعہ کیا ہوا تھا جس کا نام "بڑی کھیل" (Great Game) جو علاقائی مقابلہ تھا جس پر افغانستان کا کنٹرول حاصل کرنا تھا۔ وہ صرف اسے مسلمانوں کی بے کسی اور فتح کے آئینے میں دیکھتا ہے۔ وہ ان کوششوں کا ذکر نہیں کرتا جو شاہی خاندان یورپ کے ادوار اشتراکی اور برطانوی آزادی کی جنگوں کو جو افغانستان میں کھیلی گئی۔

عزام نے اپنے خیالات پر مبنی صدیوں سے اسلامی مباحث، تشریحات اور جنگی معاملات کی نوعیتوں کو غیر اہم سمجھ کر جہاد کے بارے میں ایک نئی اور تازہ تشریح کر دی اور جہاد کو فرض عین قرار دیا۔ اس نے افغانوں کی ابتر حالت کی تصویر کشی اور افغان جنگجو کو

ڈیوڈ بمقابلہ گولی اتھ سوویت وار مشین کے طور پر استعمال کیا جب جہاد فرض عین ہو جائے عزام کہتا ہے کہ کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر بیوی شوہر کی، اولاد والدین کی اور محرم (سرپرست) ساقط ہو جاتے ہیں۔ عزام نے امام ابن اتیمیہ کا فتویٰ اپنے دلائل کے حق میں شامل کیا جو افغان سوویت جنگ میں بھرتی کرنے کے لیے بنیادی نکتہ بنا۔ بلاشبہ امام ابن تیمیہ اسلامی فقہ میں ایک محدود نقطہ نظر لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے فتویٰ کا مقصد یہودیوں اور نصرانیوں کی مذمت کرنا جو کہ صلیبیوں کی بناء پر تھا اور اس کو چسپاں منگولوں پر کرنا تھا (منگول اسلام قبول کر چکے تھے) تاکہ ان کو مرتد قرار دیا جا سکے، مملوکوں کو خوش کرنے کے لیے جو مصر کے حکمران تھے، چونکہ مملوکوں اور منگولوں کے درمیان لیونٹ شہر کے لیے کشمکش جاری تھی۔ بہرکیف عزام، بن لادن اور ظواہری نے ابن تیمیہ کے نظریات کو بجائے اس کے کہ اس کی رائے ہو ایک مذہبی اصول کے طور پر پیش کیا۔

اگر ایک شخص تسلیم کر لیتا ہے کہ جہاد فرض عین ہو چکا ہے جو ہر مسلمان پر لازم ہے جیسا کہ عزام باور کرتا ہے تب وہ اسلام کے بنیادی اصول کے ساتھ تباہ کن تشریحات کے ذریعے اگلا قدم اٹھاتا ہے، عزام کہتا ہے۔ "اس شخص میں کوئی فرق نہیں جو استطاعت ہونے کے باوجود نماز چھوڑ دیتا ہے اور جو استطاعت ہونے کے باوجود جہاد چھوڑ دیتا ہے۔" عزام جہاد کو اسلام کا ایک ستون کہتے ہوئے بالکل پریشان نہیں ہوتا (اس لحاظ سے اسلام کے چھ بنیادی ستون ہو جائیں گے چہ جائیکہ پانچ) اور نظریاتی طور پر بالکل اس کے قریب آ جاتا ہے۔ ان پیچیدگیوں کو سمجھنے کے بعد کسی شخص پر یہ عقدہ کھلتا ہے کہ اسلامی جہادیوں کی تعبیر اپنی بنائی ہوئی ہے جو مغربی تہذیب کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں صرف جھوٹے نظریات کی بنیاد پر وہ ایسا کرتے ہیں۔ عزام اس کے بعد

قارئین کو جھوٹے دیومالائی سفروں پر جو اسے خود اور افغان جنگجوؤں کے ساتھ پیش آتے تھے اور جاجی کی جنگ 1987ء کے دوران جو انہوں نے مشاہدات کیے تھے پر لے جاتا ہے۔ وہ عرب اور افغان جنگجوؤں کو خیالی دیومالائی قصوں کا حصہ بناتا ہے، وہ اس شہید کی میت کی حفاظت کے بارے میں لکھتا ہے جو سوویت یونین کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوتا ہے ان کے چہروں کا تروتازہ رہنا جبکہ وہ مر چکے تھے (جیسے وہ گہری نیند سو رہے ہوں) اور ان کی میتیوں سے خوشبو کا پھوٹنا وغیرہ۔ وہ خیالی دیومالائی قصے کہانیوں کی طرح لکھتا ہے کہ جیسا کہ فرشتے رسول خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شانہ بشانہ لڑتے تھے ایسے ہی وہ فرشتے عرب اور افغان مجاہدین کے ساتھ مل کر لڑتے ہیں۔

روسیوں کے خلاف لڑنے کی عزام کی جنگی حکمت عملی

عزام بیان کرتا ہے کہ سوویت افغان جہاد تحریک اسلامی کے چند علماء نے شروع کیا تھا۔ روسی اشتراکیوں کے خلاف لڑنے والے ہراول دستے میں وہ بہترین مجاہد جو اسلام کی بنیادی تعلیمات پر عمل پیرا تھے سمجھے جاتے تھے۔ عزام نے چار جنگجو سرداروں کی توثیق کی ہے جو شدت پسند سلفی اسلام گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں وہ ربانی، سیاف، حکمت یار اور خالص ہیں۔ عزام کھلے طور پر اعتراف کرتے ہیں کہ وہ مودودی، قطب اور ابن تیمیہ کے خیالات سے متفق ہیں اور صوفی اسلام کے گمراہ کن تاثر کے خلاف لڑ کر وہ افغانستان میں مصروف عمل ہیں۔ اسلامی جہادی گروہ اور مجاہدین اوپر بیان کیے گئے تین مفکرین کے خیالات و نظریات سے متاثر ہیں جبکہ دوسرے نظریات اور اسلامی تشریحات جہاد سے وہ لاتعلق رہے ہیں۔ (مزید معلومات کے لیے قطب اور ابن تیمیہ کے بارے میں جاننے کے لیے میری بیک کی کتاب "Knowing The Enemy" کا

مطالعہ کیجیے کولمبیا پریس 2006ء اور لارنس رائٹس لومنگ ٹاور (2006, KNOPF

یہ چھوٹا سا کتابچہ عوام نے تحریر کیا وہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ وہ نہ صرف تحریری طور پر اسلامی جہاد کے پہلو پر بات کرتا ہے بلکہ وہ ایک پورا لائحہ عمل بھی ترتیب دیتا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

1- اسلامی تعلیم کے تمام مدرسے جو مشرق وسطیٰ میں بچوں کو دینی تعلیم دے رہے ہیں۔ وہ طالب علموں کو سوویت جہاد میں لڑنے کے لیے بھیجیں اور ان کو ماہانہ وظیفہ بھی دیں۔

2- اسلامی مراکز یو ایس اے اور یورپ میں ایک مجاہد کا خرچ جو کہ 6000 ڈالر سے لے کر 8000 ڈالر بنتا ہے اس کا انتظام کریں۔

3- ایک عطیہ 27,000 ڈالر کا پاکستان میں ایک مدرسہ کھولتا ہے جبکہ 54,000 ڈالر ایک میڈیکل کلینک جس میں 50 لوگوں کو علاج کی سہولیات مل سکتی ہیں۔

4- ہزاروں ضرورت مند مہاجرین افغانستان جو کہ پاکستان میں پشاور میں کیمپوں میں موجود ہیں۔

5- افغانوں کی آہ و بکا کو دنیا میں آگاہی کے لیے میڈیا کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے' سڑکوں پر ہنگامہ میں اضافہ اور جو رضا کارانہ طور پر جہاد میں شامل ہونا چاہیں اور اس مقصد کے لیے چندہ کی مہمات چلائی جائیں۔ میڈیا کی اہمیت عوام کی نظر میں غیر روایتی اور بے ڈھنگی جنگ میں مرکزی اہمیت کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ عوام نے اپنی کتاب میں ان الفاظ میں قلمبند کی ہے۔

"ہمیں میڈیا کے میدان میں اپنی کارروائیاں تیز کرنی ہونگی جیسا کہ شدت پسند

اور انتہا پسند یہودی میڈیا نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی مہمات چلائیں (عزام یہودیوں کا انتہائی مخالف تھا) جیسا کہ انہوں نے عرب مجاہدوں اور افغانستان کے جہاد کو نقصان پہنچانے کے لیے میڈیائی جنگ شروع کی۔

6- ایسے خاندان جو خوشحال گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنے دروازے عرب رضا کاروں کے لیے کھلے چھوڑ دیں جو لوگ جسمانی طور پر جہاد نہ کر سکیں ان کو مجاہد کا خرچہ دینا چاہیے صرف 8,000 $ فی سال ایک افغانی خاندان کی کفالت کے لیے کافی ہے۔ یہ کلینک اور سکول بڑھتے جائینگے جو ایک پر عزم نوجوان نسل کو پروان چڑھائے گی جس سے دشمنان اسلام کے خلاف جنگوں میں مجاہدین دستیاب ہوں گے۔

اس طرح عزام کا ایجنڈہ انسانیت دشمن تھا۔ وہ نظریاتی طور پر علاقے کی مجموعی صورتحال کو تبدیل کرنا چاہتا تھا اور نئے جوانوں جو اس کے تربیت شدہ پروگرام کے مطابق عمل کریں کو پروان چڑھانا چاہتا تھا تاکہ مسلمانوں کی محرومیوں اور بے بسی کو حل کر سکیں۔ جب ایک شخص حماس اور حزب اللہ کی انسان دوست کوششوں کو دیکھتا ہے وہ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا وہ تمام ایسے معاشرے اور نظام کو تشکیل دینے کے لیے بنائی گئی تھیں جو دشمن کے گرد نفرت پھیلانے کے لیے کی گئی ہو۔ عزام کے وقت میں سوویت اور اسرائیل اور اب ریاستہائے متحدہ امریکہ اور اسرائیل دشمن ہیں۔

عزام افغانیوں کے افغانستان سے ہجرت کرنے کے خلاف تھا۔ وہ جہاد شعب مسلم میں اس کی دلیل دیتا ہے کہ ہجرت گوریلا جنگ کرنے والے جہادیوں کی صلاحیتوں کو نقصان پہنچاتی ہے جس سے وہ دیہاتوں اور شہروں میں لوگوں سے گھل مل کر نہیں ٹھہر سکتے۔ عرب مجاہد جو افغانیوں کے ساتھ غاروں اور خندقوں میں اکٹھے رہتے ہیں ان کو شرم

دلاتے ہیں کہ وہ افغانستان میں ہی رہیں تب وہ لکھتا ہے کہ افغانیوں کی موجودگی میں عرب نوجوانوں میں ایک جذبہ اور تحریک رہتی ہے کیونکہ عرب روس کے ساتھ لڑائی کی پیاس بجھانے آئے ہیں وہ یہ بحث کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہے کہ افغان جہاد کو مال سے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے نفسیاتی اور اخلاقی طور پر عرب مجاہدوں کی موجودگی افغانیوں کے لیے ایک زبردست اہمیت کی حامل ہے۔ افغان حیران ہیں کہ یہ عرب اپنی عیش وعشرت اور اپنے ملکوں میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر اور راحت و آرام کو قربان کر کے ان کے ساتھ غاروں میں دشمن کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ عزام یہ لکھتے ہوئے تبلیغ کرتا ہے۔"ہم مسلمانوں میں کیسا اخلاقی قانون ہے کہ ہم بھوکوں کو کھانا کھلانے کی اگر صلاحیت رکھتے ہیں تو اس پر عمل کرتے ہیں لیکن روسی ہمارے مسلمان افغان بھائیوں کی حرمتوں کو اگر پامال کرتے ہیں تو پرے بیٹھ کر صرف دیکھتے رہ جاتے ہیں جس سے ان کا وقار کم ہو جائے؟ ظلم کو ختم کرنا اصول دین ہے یعنی دین کی ضروریات میں داخل ہے۔"

عزام کا سوویت افغان جنگ کے بعد کا منظر

عزام سوویت افغان جنگ کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے پروگرام ترتیب دیتا ہے جس کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

1- روسیوں کے خلاف جہاد کو بین الاقوامی اسلامی تحریک میں منتقل کر کے عالمی طور پر اشتراکی نظریات کے خلاف لڑی جائے۔ عزام اس جنگ کو کہتا ہے:"دو امتوں کے درمیان جنگ" (اجتماعی طور پر مسلمانوں اور اشتراکیوں کے درمیان جنگ)

2- تعلیم المجاہدین (افغانیوں کی نئی نسل کی تعلیم) بلا شبہ عرب افغانستان کی تعمیر میں ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ علماء کی کمی کی وجہ سے جو خلا پیدا ہوا ہے مسمار شدہ سکول اور یتیم خانے یتیموں سے بھرے ہوئے ہیں۔ عرب مجاہد علماء اور اساتذہ افغانستان کی نئی نسل کو ہمارے پروگرام کے مطابق پروان چڑھائیں گے۔

3- اسلامی فوج کو متحرک کرنا، مالی طور پر، انجینئرنگ، میڈیا اور میڈیکل کے شعبوں میں روس کے خلاف عمومی طور پر جنگ جاری رکھی جائے۔

4- ہمیں افغانستان سے تبلیغ اور جنگی جہاد کو دوسرے علاقوں میں منتقل کرنا ہے۔ اس سے پہلے ہم پر لازم ہے کہ اپنے آپس کے گروہی اختلافات کو ختم کر کے متحد ہو جائیں۔ یہاں سے عوام احمد شاہ مسعود سے رسمی گفت وشنید کرتا ہے جبکہ بن لادن مسعود کو دشمن اور کافر سمجھتا ہے۔ (9 ستمبر 2001 کو احمد شاہ مسعود بن لادن سے بم دھماکے میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ 9/11 سے تعلق سمجھتے ہیں۔)

عوام کی نظر میں جہادیوں کے لیے نفسیاتی اور نظریاتی سازگار ماحول کا پیدا کرنا تھا۔ سوویت افغان جنگ کے بعد بڑا مقصد سوویت یونین کو کمزور اور اس کی اسلامی ریاستوں کو آزاد کروانا تھا۔ جہاد روسی فوجوں کے افغانستان کے انخلا کے بعد ختم نہیں ہو جانا تھا لیکن کیرغزستان، ازبکستان، تاجکستان اور ترکمانستان کے گرد گھیرا ڈالنا تھا۔ بے شک جنگی حکمت عملی جو بھی اس طریقے سے سیکھی جائے وہ بالآخر فلسطین کی آزادی کے لیے استعمال میں لائی جائے اور اسرائیل کو شکست دی جائے۔ عوام کے ذہن میں سوویت افغان جنگ ایک فوجی مشق ہے جس سے مسلمانوں کے علاقوں میں انقلاب

لانے کے لیے جہادی جنگی حکمت عملی کی کارروائیوں کا آغاز کیا جائے۔

کتاب کا اختتامیہ:

عزام نے مسلمانوں کو مرتد کم لکھا ہے۔ بن لادن جس موضوع پر مصروف عمل تھا۔ اس کے بجائے عملی طور پر عوامی تحریک جو جہاد کے لیے اسلام کے نام پر تھی اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ ان لوگوں کے لیے جو جہادی تحریک پر تنقید کرتے ہیں عزام اپنی کتاب کا اختتام ان الفاظ سے کرتا ہے کہ کوئی بھی جہاد سے ہمارا پیار اور دلی لگاؤ ختم نہیں کر سکتا کوئی بھی ہمیں ہمارا دینی فریضہ انجام دینے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی ہمارے خدا اور رسول سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ عزام اپنی راست گوئی اور ارادے میں بالکل پختہ ہے۔ اگرچہ وہ خواہش کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کی تحریک میں شامل ہوں لیکن وہ ان تمام مسلم راہنماؤں کو بات نہیں کرنے دیتا جو اس کی مخالفت کریں یہ کہتے ہوئے کہ اس کی رائے مذہبی اصول اور عقیدے کے مطابق ہے۔ اس کے نظریات میں رسول خدا کی زندگی کے ان پیچیدہ پہلوؤں جیسا کہ صلح جو ہونا، قبائلی لیڈر، شہر اور ریاست کے حاکم، باپ، خاوند اور تاجر کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ عزام کی دنیا میں اس کے سر پر محمد نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صرف ایک جنگجو راہنما کے طور پر سوار ہے۔ اس کے علاوہ وہ کسی چیز کی پروا نہیں کرتا۔ عزام ان مسلمانوں کو ملامت کرتا ہے جو محمد نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب سے پہلے مبلغ کی حیثیت سے اس کے ساتھ بحث کرتے ہیں۔ جو اس وقت تک مکے میں رہا جب تک اس کو مکے میں تبلیغ کی اجازت ملی پھر اس کے بعد وہ مدینہ کو بھاگ گیا۔

جیسا کہ پہلے اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ عزام کو یقین تھا کہ افغانستان تمہید (آغاز) تھا جو فلسطین میں کام آئے گا۔ اس نے خبردار کیا تھا کہ ممکن ہے کہ اسرائیلی فلسطین کو جانے

کے لیے سرحد پر پابندیاں عائد کریں گے لیکن وہ (اسرائیلی) کبھی بھی ان کے ذہنوں سے محبت، آرزو، تمنا اور فلسطین کے لیے اشتیاق مٹا نہیں سکتے۔ عالمگیر جہاد اس وقت نہیں رکے گا جب تک فلسطین میں لڑائی شروع نہیں ہو جاتی۔ عرام، بن لادن اور ظواہری کی طرح کسی بھی امن کے مذاکرات، گفت وشنید اور کانفرنس وغیرہ کو دھوکہ قرار دیتا ہے اگرچہ وہ مسلمانوں کی ایک انچ زمین سے بھی دستبردار ہونے کے لیے بھی نہیں۔ فروری 2007ء میں صرف یہ ہوا کہ حماس نے فلسطین، اسرائیل لائحہ عمل کو امن مذاکرات کی جائز حیثیت کو تسلیم کر لیا۔ حماس کے راہنما عرام کے خیالات میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک اور وضاحت کے طور پر کوئی شخص سنی سلفی جنگجو تحریک جیسی القاعدہ میں عدم تحفظات کی نشاندہی کر سکتا ہے جب شیعی دہشت گرد گروہ حزب اللہ نے 2006ء میں اسرائیلی دفاعی افواج جیسی طاقتور حریف کو جا لیا۔ جنگ ان کے درمیان کہ کون فلسطین کے مسئلے کا فرض سنبھالے گا؟ پہلے اس کے لیے کئی ممالک جیسا کہ مصر، اردن، فلسطین لبریشن آرگنائزیشن (PLO) یا شام، اکیسویں صدی کے بعد کم ہو کر دہشت گرد گروپ جیسے شیعی جنگجو گروپ حزب اللہ اور سنی جنگجو گروپ حماس، فتح الاسلام اور راشبات الاانصار وغیرہ۔

آخری صفحات عرام کے اس خیالی تصور کے ساتھ جس میں اسلام کو فاتح بیان کرتے ہوئے ختم کرتا ہے۔ اس کے بعد سوال اٹھتا ہے کہ کس کا اسلام؟ اب اگر یہ اس کا اسلام تو یہ شیعہ، صوفی اور دوسرے سنی فرقوں کو خارج کر کے ہو گا اور نہ دوسرے اقلیتی فرقے جو مشرق وسطیٰ میں رہتے ہیں۔ وہ ان خیالی تصورات کو بھی بیان کرتا ہے جس سے بن لادن نے اپنی تحریک القاعدہ بنانے کا نام لیا، عرام کہتا ہے:

"یہ دین (مذہب) فاتح ہو گا اور القاعدہ الصلبا (پختہ بنیاد) کے دہانے سے برپا ہونا چاہیے۔ یہ پاکستان، افغانستان اور کوہ قاف سے ہو گا کہ ترک اور ران کی نسلوں نے

سلطنت عثمانیہ پر پانچ صدیوں تک حکومت کی اور جو محمود غزنوی نے غزنوی خاندان کی بنیاد رکھی جس نے صدیوں تک انڈیا میں حکومت کی۔ کافروں اور بت پرستوں کو تباہ کرتے ہوئے اور احمد شاہ بابا نے افغانستان، انڈیا اور مشرقی ایران پر عشروں تک حکومت کی۔ روس پر فتح جو دنیا کی تاریخ کو بدل دے گی وہ کہاں سے ابھرے گی جو اسلامی سلطنت پر منتج ہوگی؟ آخری فقرہ جو کتاب میں درج ہے۔"یہ خدا کے لیے ناقابل تحصیل مقصد نہیں ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔"

ایک شخص عزام سے کیا سیکھ سکتا ہے؟ ایک امریکن فوجی راہنما اور دہشت گردی کی روک تھام کرنے والا تجزیہ نگار اس سے کئی چیزیں اخذ کر سکتا ہے۔ پہلی عزام کے مقصد کا حتمی نتیجہ دوسری اگرچہ بن لادن عزام کا شاگرد تھا لیکن کچھ باتوں میں اس نے عزام سے رخ پھیرا ہے، سب سے بڑی بات اس نے مسلمانوں کو متحد کر کے ان کو مغربی اور روسی طاقتوں سے ٹکرا دیا ہے۔ عزام نے عرب حکومتوں کو کبھی بھی اپنے معاملات سے خارج نہیں کیا جس طرح کہ بن لادن نے کیا۔ تیسری بن لادن نے سکولوں کے بنیادی ڈھانچے، میڈیا اور کلینکوں کو جہادی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا اور اس کو افغانستان اور سوڈان میں عمل میں لایا۔ آخری بات جہاد کا مسئلہ جو کہ اسلامی جنگجوئی تحریک میں خیالی نظریہ جس کی بنیاد ہی جہاد فرض عین یعنی اجتماعی فریضہ پر ہے اس کو مسلمانوں کے ان دوسرے فرقوں اور نظریات اور مکتبہ فکر کے لوگوں کے لیے بحث کا موضوع بنا دو جو اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ یہ دانشور اور علماء حضرات جو مغرب میں یا ان ملکوں میں ہیں ان کو بولنے کا موقع دو۔ اسلام کی متضاد تشریحات کو نظرانداز کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ مغرب کو اسلام کی تعریف اور تشریح دشمن کے طور پر نہیں کرنی چاہیے بلکہ جہاد اور تکفیری (مرتد یا کافر کہنے) نظریات کو

نمایاں کر کے ان کی مخالفت کی جائے اسلام کی اس نظریاتی فکر کی اکیسویں صدی میں کوئی گنجائش نہیں جس نے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں سے برابر وحشی پن اور درندگی کا مظاہرہ کیا جب سے اس کا ظہور تنظیمی شکل میں ہوا ہے۔

ایڈیٹر کی ضروری وضاحت:

ایل سی ڈی آر ابو العینین ایک میڈیکل سروس کور آفیسر ہے جو 9/11 سے مشرق وسطیٰ میں تجزیہ نگار اور مشیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا ہے۔ 2002ء سے 2006ء تک وہ مشیر اور کنٹری ڈائریکٹر کے طور پر انٹرنیشنل سیکیورٹی معاملات میں سیکرٹری آف ڈیفنس کے دفتر میں کام کرتا رہا ہے۔ آج کل وہ انسداد دہشت گردی مرکز محکمہ دفاع میں دہشت گردی کی روک تھام کے لیے کام کر رہا ہے۔ وہ جان T ہیوز لائبریری واشنگٹن ڈی سی کا شکر گزار ہے کہ اس نے عوام کی کتب مطالعہ اور تنقیدی جائزہ کے لیے مہیا کیں۔ ایل سی ڈی آر ابو العینین انتہائی مشکور ہے اینڈریو برٹ اور، ای ایس سی، یو ایس این آف فلیٹ فورس کمانڈ ان نارفاک، ورجینیا کا اس کی مدد و تعاون، تدوین اور تعمیری مشوروں کا جس سے اس کام میں بہتری لائی گئی۔

ضمیمہ

عبداللہ عزام شہید کی تقریر توحید العملی

افغانستان میں رہتے ہوئے، میں یہ جان پایا ہوں کہ توحید (اس طرح) انسان کی روح پر اثر نہیں کرسکتی، نہ ہی اسے مضبوط بناتی ہے (کہ) جیسا یہ میدانِ جہاد میں کرتی ہے۔

یہ (وہ) توحید ہے کہ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے قیامت تک کے لیے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے......"

کیوں؟

"......یہاں تک کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جانے لگے"①

لہٰذا، اس دنیا میں توحید کا نفاذ تلوار سے کیا جاتا ہے...... کتابیں پڑھنے سے نہیں، نہ عقیدے کی کتابوں کا (صرف) مطالعہ کرنے سے۔ بے شک، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں توحید الوہیت (توحید العبادت) کی تعلیم دی۔ کہ جس کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا، تاکہ لوگوں میں اور اس دنیا پر توحید الوہیت کا نفاذ ہو سکے۔ آپ (ﷺ) نے ہمیں (یہ) تعلیم دی کہ اس توحید کو (اس کے) سبق پڑھنے سے نہیں سیکھا جا سکتا...... ہرگز نہیں، بلکہ اس (توحید) کو صرف میدانِ کارزار میں دشمن کا مقابلہ کرنے، اور طاغوت کے سامنے اپنے مؤقف پر قائم رہنے کے نتیجے میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات، (اور) وہ قربانیاں جو انسان پیش کرتا ہے۔ کہ ذریعے ہی نفس میں ابھارا اور پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ جب بھی انسان دین کے لیے کچھ قربان کریگا، یہ دین اپنی پُر اسرار خوبصورتیوں کو اس کے لیے کھول دیگا، اور اس کے لیے اپنے خزانوں سے پردے اٹھائے گا۔

---

① مسند احمد: ۲/۵۰، کتاب مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبد اللہ بن عمر

اور اسے اس گفتگو میں بیان کرنا مناسب رہے گا کہ ان میں سے چند لوگ جو توحید کی حقیقت اور فطرت کو نہیں سمجھتے، وہ الزام دیتے ہیں ان لوگوں (یعنی افغان) کو کہ جن کے ذریعے اللہ نے مسلمانوں کو عزت بخشی، کہ جن کے ذریعے اللہ نے دنیا میں ہر مسلمان کی اہمیت کو اجاگر کیا، کہ جن کے ذریعے سے اسلام اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر بلند ہوا، اور (جنہوں نے اسے) بین الاقوامی پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا، (یہ) ان طاقتوں سے مدِمقابل ہیں کہ جنہیں لوگ آج کی دنیا میں 'سپر پاور' کہتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے اسلام کو رعب، دبدبہ، دہشت اور عزت لوٹا دی، جو جہاد کی عدم موجودگی سے غائب ہو گئی تھی......

"...... اللہ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں "وَھن" ڈال دے گا" پوچھنے والے نے پوچھا "اے اللہ کے رسول (ﷺ)! وَھن سے کیا مراد ہے" آپ (ﷺ) نے فرمایا: "دنیا کی محبت اور موت کی کراہت" ②

اور یہ دہشت اور دبدبہ جو دشمنوں کو ہم میں محسوس کرنا چاہیے، ہم میں کبھی نہیں لوٹ سکتا، سوائے تلوار سے، لڑ کر اور قتال کے ذریعے۔

تو جیسا کہ میں کہہ رہا تھا کہ کچھ لوگوں نے اس توحید کی اصل فطرت کو نہیں سمجھا ہے۔ انہوں نے اس سے متعلق کچھ باتیں پڑھ لی ہیں، اور اب یہ کہنا شروع کر دیا کہ:

"افغان کے عقیدے میں شرک، بدعت اور کچھ اس جیسی چیزیں شامل ہیں"

اور ہم میں سے چند نے ان سے یہ کہا: "تمہارے عقیدے میں کچھ مسائل ہیں پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کی اس بے بنیاد بہتان سے!

② أبو داود، كتاب الملاحم، باب في تداعي الامم على الاسلام، ح ۴۲۹۷

شرک کے شعلے گہرے سرخ رنگ کی بارش ③ کے بغیر نہیں بجھ سکتے

اور کیا توحید کو سفید تیز دھار ④ کے بغیر نافذ کیا جا سکتا ہے؟

اے عورتوں کی طرح بیٹھ رہنے والو! اطمینان رکھو، کیونکہ مسئلہ تو تمہاری بینائی میں ہے"

وہ جو حقیقتاً یہ سمجھتے ہیں کہ توحید اصل میں کیا ہے...... توحیدِ عملی کیا ہے: (جو کہ) توحید الوہیت...... صرف اللہ پر توکل کرنا، صرف اللہ سے ڈرنا، صرف اللہ کی عبادت کرنا (ہے)۔ اسے محض کسی کتاب سے چند جملے پڑھ لینے سے سمجھا نہیں جا سکتا۔ ہاں!، توحید الربوبیت (کہ جسے قریش کے مشرکین بھی پہچانتے تھے ⑤) کو ایک آدھ لیکچر سننے سے سمجھا جا سکتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ: بے شک اللہ کا ہاتھ ہے، جو ہمارے ہاتھوں جیسا نہیں۔ اور ہم اسے اسماء وصفات کے اصولوں سے سمجھتے ہیں۔ کہ ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) ہی کے لیے خوبصورت نام ہیں اور اعلیٰ صفات ہیں کہ جس کا اعلان رسول اللہ (ﷺ) نے کیا صحیح احادیث میں اور (یہی اعلان ہے) قرآن میں بھی۔ اور ہم اس سب کا دعوی کرتے ہیں بغیر کسی تاویل، تحریف، تکذیب، تشبیح اور تمثیل کے۔ اور ہم کہتے ہیں: "اللہ عرش پر مستوی ہوا"، ہم یہ نہیں کہتے کہ اس نے اسے زیر کیا۔ اور مستوی ہونا وہ عمل ہے جو معلوم ہے، مگر "کس انداز میں" یہ نامعلوم ہے، اور اسے (اسی طرح) ماننا لازم ہے، اور اس کے متعلق پوچھنا بدعت ہے۔

تو یہ وہ ہے جسے ہم میں سے ہر کوئی یاد رکھتا ہے، آپ نے (بھی) اسے یاد کر رکھا ہے، صحیح! یا نہیں! یہ ایک آسان چیز ہے۔ پتا ہے کیوں؟ کیونکہ یہ ایمان کا نظریاتی

---

③ یعنی خون

④ یعنی تلوار

⑤ دیکھئے العنکبوت: ۶۱-۶۳، لقمان: ۲۵، الزمر: ۳۸، الزخرف: ۹، ۸۷، یوسف: ۱۰۶، اور دیکھئے تفسیر الطبری: ۱۱/۲۱-۱۲۰، تفسیر القرطبی: ۱۳/۳۶۱، تفسیر ابن کثیر: ۶/۳۰۱

پہلو ہے (جسے عمل کی ضرورت نہیں ہوتی)...... یہ جاننے اور اس کی توثیق کرنے کا معاملہ ہے۔ اور کبھی بھی کوئی نبی اس مقصد کے لیے نہیں بھیجا گیا⑥۔ بلکہ جس واحد مقصد کے لیے انہیں بھیجا گیا وہ توحید الوہیت کا نفاذ تھا، توحید عملی کا۔ ایمان لانا اللہ پر۔ اور میری اس سے مراد اللہ پر مستحکم اور مخلص اعتماد۔ (ایمان) کہ فی الحقیقت وہی خالق ہے، وہی رازق ہے، وہی عطا کرنے والا ہے، وہی زندگی اور موت دینے والا ہے (اور اس ایمان ویقین کا زندگی میں اپنے عمل کے ذریعے عیاں ہونا)...... یہ محض کوئی نظریاتی ایمان نہیں ہے، وہ تو توحید الربوبیت ہے۔ بلکہ توحید الوہیت کا اظہار تو زندگی میں عملی قدم اٹھانے سے ہے۔۔۔ اور توحید الوہیت کے عقیدے کو انسان کی روح میں قائم نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً اللہ پر توکل کرنا رزق کے معاملے میں، (موت کے) وقت کے تعین کے معاملے میں، رتبے اور درجات کے معاملے میں۔ انسان صرف توحید سے اس (توکل) کو قائم نہیں کر سکتا، سوائے جب وہ اِن لمبے (جنگوں کے) احوال سے گزرے، اور اِس لمبے سفر سے گزرے، اور عظیم قربانیوں سے صرف تب جا کر یہ روح میں رچنا شروع ہوگی، دن بہ دن، ایک اینٹ کے بعد دوسری اینٹ؛ اور پھر، توحید کی عمارت بندے کی روح میں بلند ہو پائے گی۔

میں تم سے پوچھتا ہوں: کون توحید کو بہتر سمجھتا ہے، وہ بوڑھا آدمی ......

(ہمارے) ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ: ایک دن، ہم پر طیارے بمباری کر رہے تھے، اور ہم سارے چھپ گئے، سوائے ایک بوڑھے آدمی کے کہ جس کا نام محمد عمر تھا، اس نے طیارے کو دیکھا کہ جب وہ مجاہدین پر بمباری کر رہا تھا، اور اس نے کہا، "اے پروردگار! بڑا کون ہے؟ تُو یا یہ جہاز؟ کون زیادہ برتر و بالا ہے؟ تُو یا یہ جہاز؟ کیا تُو اپنے اِن

⑥ حوالہ جات اور تفصیل کے لیے دیکھئے محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید

بندوں کو اس جہاز کے رحم و کرم پہ چھوڑ دے گا؟" اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح آسمان کی طرف بلند کیے اور اللہ (عزوجل) کو پکارا اپنی فطرت سے۔ ابھی اس کے الفاظ ہی ختم نہیں ہوئے تھے کہ جہاز گر گیا، حالانکہ کسی نے اُسے نشانہ بھی نہیں بنایا تھا۔ اور کابل ریڈیو سٹیشن نے یہ خبر نشر کی کہ جو جہاز گرا ہے اس میں ایک روسی جرنیل موجود تھا۔

تو یہ (توحید) ایک عقیدہ ہے ...... انسانی روح کی خوف سے آزادی...... موت کے اور منصب کے خوف سے۔

اور یہ شیخ تمیم العدنانی ہیں ہم میں سے...... اور شیخ تمیم العدنانی، ۱۴۰۶ھ میں رمضان کی ۳۰ تاریخ کو، جب روسیوں نے تین حصوں میں بٹ کر مشترکہ آپریشن شروع کیا - یعنی ۳۰۰۰ (فوجی) جنہیں ٹینکوں، (جنگی) جہازوں اور میزائیل لانچروں کی مدد حاصل ہو...... ایک لانچر میں ایک وقت میں ۴۱ میزائیل ڈالے جاسکیں اور سب کو ایک ہی وقت میں داغا جاسکے...... (ذرا تصور کیجئے) ۴۱ میزائیل آپ کی طرف آرہے ہوں، (اور) آپ کے پیروں تلے موجود پہاڑ کو لرزہ دیں...... (اور ساتھ ان کے) مارٹر، مشین گنیں اور بھاری توپ خانہ...... (اور) پانچ روسی فوجی دستے، کہ جن میں سے ایک خصوصی دستہ- جو کہ بہت پھُرتیلی پلٹن ہے- جسے 'روسی بجلی' کا نام دیا گیا ہے۔

اور شیخ تمیم اس لڑائی میں (شریک) تھے...... اور شیخ تمیم کا وزن ۱۴۰ کلو گرام ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب شیخ کسی پر برہم ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: "میں تم پہ بیٹھ جاؤں گا۔" اور بس یہی، اور اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہیں مارنے والے ہیں!

تو (اس لڑائی میں،) شیخ تمیم ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے: "اے موت دینے والے! رمضان کی آخری تاریخ کو شہادت نصیب کر۔" اور وہ رمضان کی ۳۰ تاریخ تھی، آخری دن (مہینے کا)...... تو انہوں نے قرآن کی تلاوت شروع

کر دی...... اور اُنہوں نے پہلے جزء کی تلاوت مکمل کر لی جبکہ گولیاں اُن کے چہرے کے سامنے اور کانوں کے نزدیک سے گزرتی رہیں؛ کوئی بھی یہ یقین نہیں کر پائے گا کہ وہ ابھی بھی درخت کے نیچے زندہ موجود تھے، جبکہ طیارے بم برسا رہے تھے، اور دشمن کے مارٹر گولے اور میزائیل اُن کی طرف داغے جا رہے تھے۔ (اور) درخت، وہ تو مکمل جل رہا تھا...... آپ اپنے ساتھ بیٹھے ساتھی سے پورا جملہ بھی ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اگر آپ کو کہنا ہو: "کیا تمہارے پاس گولیاں ہیں؟" - تو جب آپ کہہ رہے ہوں، "کیا تمہارے پاس،" تو آپ راکٹ یا مارٹر یا بم کے اپنے پر برسنے کی وجہ سے اگلا لفظ ہی ادا نہیں کر پائیں گے - اور آپ کا جملہ کبھی مکمل نہیں ہو پائے گا (یہ تھی حالات کی شدت)۔ ہر مرتبہ جب بھی شیخ تمیم کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں جنت کا ذکر ہوتا جیسے:

أولئك أصحاب الجنة هم فيها خالدون
"وہی جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۞

تو آپ اُسے دُہراتے، اور پھر دُہراتے، یہ کہتے ہوئے کہ: "شاید کوئی گولی مجھ سے جنت لیے ٹکرا جائے"۔

أولئك أصحاب الجنة هم فيها خالدون
"وہی جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۞

تو اس طرح سے اُنہوں نے اپنا پہلا جزء ختم کیا، اور پھر دوسرا جزء...... اور جب وہ کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں آگ کا ذکر ہوتا تو وہ اس کو پڑھنے میں جلدی کرتے کہ کہیں گولی اُنہیں آگ کے متعلق اس آیت پر نہ چھو لے...... پس (اسی طرح)

۞ البقرة: ٨٢
۞ ایضاً

انہوں نے تیسرا جزء مکمل کیا، اور پھر چوتھا جزء، اور پھر پانچواں جزء...... اور یہ سب کچھ ہوا اس حواس باختہ دباؤ والے حالات و کیفیت کے دوران کہ جو آپ کو آپ کا نام ہی بھلا دے...... واللہ اے میرے بھائیو! ہمیں سب سے زیادہ مشکل استنجاء کے دوران تھی، کیونکہ کسی کے لیے بھی یہ سوچنا محال تھا کہ وہ استنجاء کے لیے جائے اور پھر بھی زندہ رہ جائے، اُسے یہ ڈر تھا کہ وہ استنجاء کے دوران ہی شہید کر دیا جائے گا...... یہ ہم پر ایک بوجھ تھا......تو پھر، شیخ نے کہا: "اے اللہ! اگر شہادت نہیں، تو کم از کم ایک زخم تو دے!" چھ منٹ گزر گئے، سات منٹ...... حتیٰ کہ چار گھنٹے بیت گئے، جبکہ وہ اسی بمباری تلے بیٹھے رہے، جیسے کہ کوئی بارش ہو رہی ہو...... شیخ تمیم کہتے ہیں کہ: "اس دن کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ کوئی موت نہیں اور نہ کوئی مَر سکتا سوائے رب العالمین کی طرف سے طے شدہ وقت پر۔ اور نہ چونکا دینے والے جوکھم پہلے سے متعین وقت کو قریب کر سکتے ہیں اور نہ بچاؤ اور حفاظت موت کو تم سے دور۔"

یہ وہ ہے جو انہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتاویٰ میں پڑھا...... انہوں نے یہ النووی کے المجموع میں نہیں پڑھا، نہ ہی ابن عابدین کے حاشیہ میں اور نہ ہی ابن القیم کی کتابوں میں...... انہوں نے یہ اُن سے (یعنی ابن تیمیہ سے) پڑھا کہ جن کی رَگیں جلتی رہیں، کہ جن کے نفس کو 'تو رپیڈو' تلے روندھ دیا گیا⑨...... (یہ

---

⑨ شیخ یہاں پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا موازنہ ان دیگر اماموں سے کر رہے ہیں، کیونکہ ابن تیمیہ ان میں موازنے سے منفرد ہیں، اور بلاشبہ دیگر مذکورہ اماموں سے مختلف۔ ابن تیمیہ ان اماموں میں سے ہیں جنہوں نے کفار کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا، اور وہ دشمن کے عقوبت خانوں میں رہے اور بہت سی صعوبتیں برداشت کیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابن تیمیہ کے الفاظ میں جو حکمت اور پوشیدہ خوبصورتی ہے وہ ان اماموں کی باتوں میں نظر نہیں آتی جو اس طرح کی مصیبتوں اور مشکلات سے نہیں گزرے۔ شیخ عبداللہ عزام اس نقطے کو واضح کر رہے ہیں، کہ کیسے اللہ کی راہ میں جہاد اور قتال آنے والی مشکلات و مصیبتیں، دین کی حکمت اور علم کے خزانوں کو ایک مجاہد کے لیے کھول دیتی ہیں۔ اور اسی طرح شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں "امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کے درمیان کسی بات میں اختلافِ رائے پیدا ہو جائے تو دیکھو کہ مجاہدوں والے کس طرف ہیں کیونکہ یقیناً حق ان کے ساتھ ہے، اس لیے کہ اللہ فرماتا ہے: "اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ہم ضرور بالضرور ان کو اپنے راستوں کی ہدایت دیں گے" العنکبوت: ۶۹۔"
(فتاویٰ لابن تیمیہ: ۲۸/ ۴۴۲)

ہے) عقیدۂ توحید...... موت اور رزق کی بے خوفی کا......

آپ دیکھتے ہو کہ ایک شخص معمول کی زندگی گزار رہا ہے، تو اگر اُسے یہ کہا جائے کہ: "انٹیلی جنس والے تمہارے گھر آئے تھے"۔ (تو) وہ، واللہ اعلم، سکتہ میں چلا جائے گا۔ یا آپ اُسے یہ کہیں کہ: "میں نے (سی آئی اے کے) ایجنٹوں کو تمہارے گھر کے دروازے پر دیکھا تھا"۔ بس اتنا کہنا ہی کافی ہے...... اور پورا ہفتہ نہ وہ سو پائے گا نہ آرام کر پائے گا، اگر اُس سے پورے ہفتے کی نمازِ فجر بھی چھوٹ جائے! وہ اللہ سے اتنا خوف نہیں کھا سکتا جتنا وہ اِس بات سے کھاتا ہے کہ "میں نے ایجنٹوں کو تمہارے گھر کے دروازے پر دیکھا تھا......" تو وہ ایجنٹوں سے اتنا خوف کیوں کھاتا ہے؟ کیونکہ اُسے اپنے رزق کا ڈر ہے، یا اُس کے موت کے وقت (کے آنے) کا۔ کیا اور کوئی وجہ بھی ہے؟ ہرگز نہیں...... یہ یا تو موت کا خوف ہے، یا پھر رزق کے چھن جانے کا۔ انسانی ذہن میں موجود یہ فکر ایک خوف سے مفلوج کر دینے والا سایہ بن گئی ہے جو اُن کے بستروں تک اُنہیں جکڑے ہوئے ہے کہ جو اُنہیں (بستروں پر) اپنی پلکیں بھی جھپکانے نہیں دیتی۔

لیکن اگر تم اپنی زندگی اور رزق کا خوف نہ کرتے، تو تمہیں اِن دونوں کا ڈر نہ ہوتا۔ جیسے، کہ اگر تمہیں ابھی یہ کہا جاتا کہ: "روسی انٹیلی جنس تمہارے درپے ہے"۔ کیا یہ تم پر اثر انداز ہوتا؟ یہاں تک کہ افریقی انٹیلی جنس تک تمہیں خوف میں مبتلا کر سکتی ہے، کیونکہ اُن کے پاس ایسے راستے موجود ہیں جن سے وہ تمہارے گھر تک پہنچ جائیں (مصر، الجیریا اور سوڈان وغیرہ میں)، تو تم پھر بھی خوف زدہ ہو گے۔ لہٰذا جہاد ہی کو ہم اِس بیماری کے واحد علاج کے طور پر دیکھتے ہیں...... (یعنی) ایجنٹوں سے خوف کی بیماری، (موت کے) متعین وقت سے خوف کی بیماری، (اور) رزق کے خوف کی۔

سب سے بیش قیمت شے جو انسان کے پاس ہے وہ روح ہے...... اور جب آپ اپنی روح اپنی ہتھیلی پر لیے، دن رات اللہ سے اسے قبول کرنے کا سوال کرتے ہو، تاکہ وہ اسے پاک کر دے اگر وہ اسے قبول کر لے...... (اور) غمگین ہو جاتے ہو جب رب العالمین اسے نہیں چنتا: تو اس سب کے بعد تمہیں اللہ کے علاوہ کس کا خوف رہ جاتا ہے؟

"جب ایک جوان آدمی تباہ کن معرکوں میں کود پڑنے کا عادی ہو جائے
تو سب سے آسان شے گزرنے کو کیچڑ ہی ہے"

وہ جو روزانہ موت کا سامنا کرتا ہو - بھلا کیچڑ بھی اس کا کچھ بگاڑ سکتا ہے؟! سب سے کم تکلیف اسے اگر کہیں سے گزرنے پر اٹھانی پڑے تو وہ کیچڑ ہی ہوگا۔ لہٰذا اب آپ جان گئے ہیں کہ توحید، جسے انسان کی روح میں آباد ہونا ہے، انسان کی روح تک نہیں لے جائی جا سکتی - یعنی اسے روح کی بنیادوں تک نہیں پہنچایا جا سکتا - ماسوائے جہاد کے ذریعے۔

اور یہ ایک بنیادی اصول ہے کہ دین کے علم کو جہاد کے بغیر نہیں حاصل کیا جا سکتا، اور یہی وجہ ہے کہ اللہ (عزوجل) نے فرمایا:

فلولا نفر من كلّ فرقة منهم طائفة ليتفقّهوا في الدّين

"پھر ہر فرقے میں سے ایک گروہ دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لیے کیوں نہ نکلا' تاکہ وہ جب اپنے قبیلے میں واپس جائیں تو انہیں خبردار کریں' تاکہ وہ (پیچھے والے بھی اللہ سے) ڈریں" ⑩

"ایک گروہ دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے کیوں نہ نکلا، تاکہ وہ جب اپنے قبیلے میں..." والے حصے میں لفظ "وہ" دین کا علم حاصل کرنے کے لیے جانے والوں کی

طرف اشارہ ہے...... کچھ علماء نے دوسری رائے اختیار کی ہے اور کہا ہے کہ: "بلکہ، جو پیچھے بیٹھے ہیں، وہ ہیں جو دین کا علم حاصل کرتے ہیں۔" لیکن وہ رائے جسے زیادہ صحیح قرار دیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، اور الطبری نے، اور سید قطب نے۔ وہ یہ ہے کہ وہ گروہ جو اللہ کی راہ میں نکلتا ہے، وہی ہے جو دین کا علم حاصل کرتا ہے...... اور وہی ہیں جو اس کی پوشیدہ خوبصورتیوں کو جان پاتے ہیں، اور دین اپنے جواہرات اُن کو سامنے کھول دیتا ہے۔

سید قطب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بلا شبہ، یہ دین اپنی پوشیدہ خوبصورتیوں کو اس سکون میں بیٹھ رہنے والے 'فقیہ' پر ظاہر نہیں کرتا کہ جو اس دین کو دنیا پر نافذ کرنے کے لیے کوشش نہیں کرتا۔ یہ دین کوئی کیک نہیں ہے کہ جسے آپ دماغ کے سرد خانے میں ٹھنڈا کر سکیں۔ بلکہ اس دین کو حلقۂ زندگی میں واپس لانے کی جد و جہد اور اس کے معاشرے کے قیام کی کوششوں سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

ہاں...... یہ دین...... تم اِسے نہیں حاصل کر سکو گے سوائے کہ تم اس کی خاطر کچھ وقف کرو۔ اس کی خاطر کچھ دو، تب یہ تمہیں کچھ دے گا...... یہی "لینے دینے" کا اصول ہے...... قربانی دو! پھر سارے جہانوں کا رب تمہارے لیے دروازے کھول دے گا...... اس دین کی خاطر قربانیاں دو - اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) تمہیں اپنی آیات کا علم دے گا تمہیں حدیث کا علم دے گا۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ آپ کبھی آیات کو نہیں سمجھ پائیں گے، جب تک کہ وہ ایک حقیقت نہ ہو جس سے آپ گزر رہے ہوں - جہاد کی حقیقت۔ یقیناً (ایسا ہی ہے)، مثلاً، سورۃ التوبہ...... سورۃ انفال...... سورۃ آلِ عمران...... یہ سب سورتیں۔ تم کیسے ان سورتوں کو اس جہاد میں وقت کھپانے کے بغیر سمجھ سکتے ہو؟ تم انہیں

کیسے سمجھو گے؟ کیا انہیں سمجھنا ممکن ہے؟

اور یہاں سے ہمیں حاصل ہوتا ہے جہاد کے فائدوں میں سے پہلا فائدہ: انسانی نفس کی آزادی، توحید الوہیت کا نفاذ- یعنی توحید العبادت، توحید عملی...... دل اور روح میں اس کا نفاذ، یہاں تک کہ آدمی اللہ کی طرف رجوع کرلے، کہ جیسے یہ اسے دیکھ رہا ہو...... اپنے رب کی غیبی صفات کو سمجھتے ہوئے، کہ وہ قریب ہے۔

(ایک قصبے) ارسلان کو ٹینکوں نے ہر سمت سے گھیر رکھا تھا، اور وہاں پر مجاہدین کا چھوٹا سا گروہ تھا جو سامانِ جنگ کے ذخیرے کی حفاظت کر رہا تھے جیسا کہ ٹینک نزدیک ہوتے جا رہے تھے، اور وہ (روسی) انہیں زندہ پکڑنا چاہتے تھے، اور ان مجاہدین کے پاس کچھ نہ تھا سوائے اللہ کے...... (تو انہوں نے کہا:) "اے اللہ! ہمارے خلاف کسی ایک کافر کو بھی راستہ مت دیجیو" - پھر اچانک لڑائی نے اپنا رخ بدل لیا، (لڑائی) ٹینکوں کے خلاف (ہوگئی)، آوازیں سنی گئیں، مگر علاقے میں کوئی بھی نظر نہ آتا تھا، اور اس میدان میں ان بھائیوں کے چھوٹے سے گروہ کے علاوہ کوئی نہ تھا...... ٹینک آگ میں جل کر جھلس گئے اور روسی فوجیوں نے پسپائی اختیار کرلی...... (جبکہ) ان پر ایک بھی گولی نہیں چلائی گئی تھی۔ بھلا کیسے وہ جو ان سب سے گزرے ہوں، رب العالمین پر یقین نہ کریں؟

وإذا سألك عبادي عني فإني قريب أجيب دعوة الداع إذا دعان

"اور (اے نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بیشک میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کرے" (١١)

---

(١١) البقرۃ:١٨٦

...... شیخ جلال الدین حقانی کہتے ہیں کہ:" جہاد کے پہلے سال میں ،لوگ ہم تک پہنچنے کے قابل نہ تھے۔ ہم تعداد میں تھوڑے تھے، اور ہم پہاڑ کی چوٹی پر تھے؛ کوئی ہمارے قریب نہیں آسکتا تھا، کوئی ہمیں مدد دینے کے قابل نہ تھا...... ہم چائے بنانے کے لیے آگ بھی نہیں جلا سکتے تھے، کہ کہیں دھواں نہ بلند ہو جائے (اور دشمن کو ہماری جگہ معلوم ہو جائے)...... اور یہ اس حد تک تھا کہ حکومت تک نہیں جانتی تھی کہ ہم کہاں ہیں...... اور زمین ہم پر تنگ ہوتی جا رہی تھی...... راشن ختم ہو گیا تھا...... اگر آپ بیمار ہو جائیں، آپ صبر سے برداشت کر سکتے ہیں...... درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے گر جائے، آپ وہ بھی صبر سے جھیل لیں گے...... مگر بھوک، پھر کہاں جائیں گے؟ اس کو کیسے برداشت کریں گے؟ آپ کچھ کھائے بنا کیسے زندہ رہ سکتے ہیں؟ میں نے نماز فجر ادا کی، اور جائے نماز پر تنگی کی حالت میں بیٹھ گیا، اور مجھ پر سُستی اور غنودگی غالب آرہی تھی...... اور پھر اچانک پیچھے سے کسی نے میرے کندھے کو جھنجوڑا، وہ جائے نماز پر جلسہ کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا، (اور اس نے مجھ سے کہا:)" اے جلال الدین! تیرا رب تجھے ۳۰ سال تک کھاتا پلاتا رہا اور تُو نے اس کی راہ میں جہاد نہ کیا- تو اگر وہ تجھے بُھلا دے، تو کیا تب تُو اس کی راہ میں جہاد کرے گا؟!"

اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ایک مصری بھائی جو ہمارے ساتھ تھے، ان سے ان کی بیوی نے پوچھا (افغانستان میں مجاہدین سے آملنے سے پہلے) کہ:" آپ کہاں کام کرو گے؟" انہوں نے اسے بتایا کہ:" میں براہِ راست رب العالمین کے ادارے میں کام کرنے جا رہا ہوں" اور انہوں نے کہا:" فلاں شخص فلاں بزنس کمپنی کی ماتحتی میں کام کرتا ہے، اور فلاں شخص فلاں گورنر کے لیے کام کرتا ہے...... اور میں براہِ راست رب العالمین کے لیے کام کروں گا، کون ہے مجھ سے بہتر!؟ کون مجھ سے اعلیٰ (مقام والا) ہے؟! کس کی

زندگی اِس زندگی سے زیادہ باعزت ہے!؟"

اور یہاں پر نبی ﷺ کی یہ بات حقیقت میں کتنی صحیح (ثابت ہوتی) ہے، کہ جب انہوں نے کہا "لوگوں میں سے بہترین زندگی والا شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام کو اللہ کی راہ میں تھامے ہوئے ہے۔ جب بھی کسی شور وشغب یا گھبراہٹ کی آواز سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر اڑ کر پہنچتا ہے وہ قتل اور موت کو موت کی گھاٹیوں سے تلاش کرتا ہے"⑫

لہٰذا: پہلا لازمی عمل توحید ہے۔ اللہ (عزوجل) کو ایک ماننا: توحید العبادت؛ اور اللہ پر ایمان لانا اس کے نام اور صفات کی مطابقت سے؛ اللطیف پر یقین رکھنا اس کے مطابق جیسے وہ (عزوجل) خلیق اور مہربان ہے؛ القریب پر یقین رکھنا اس کے مطابق جیسے وہ قریب ہے؛ اور السمیع پر یقین رکھنا اس کے مطابق جیسے وہ سنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

دوم، لوگوں کے دلوں میں عزت و وقار کی افزائش (یعنی عزت و وقار کو بڑھانا اور بلند کرنا)۔ اور یہ اس لئے کہ ذلت اور شکست خوف ہی کا نتیجہ ہیں...... اور جرأت اور بہادری سے عزت اور وقار لوٹتا ہے۔ مگر مال، منصب اور اس زندگی کا خوف۔ ذلت اور غلامی کا سبب بنتا ہے؛ اور اس سب سے اپنے آپ کو آزاد کرنے سے، عزت کا ثمر حاصل ہوتا ہے۔

عزت تو گھوڑوں کی سخت پیٹھوں پر ہے
اور وقار تو بے آرام راتوں اور شبانہ سفر کی کوک سے جنم لیتا ہے

---

⑫ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والرباط، ح ۱۸۸۹

وصیت شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ

(چند منتخب اقتباسات)

اللہ تعالیٰ کے بندۂ فقیر عبداللہ بن یوسف عزام کی وصیت

"یقیناً تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں سوائے اس کے جسے تو آسان فرمادے اور تو چاہے تو غم جھیلنا بھی آسان کر دیتا ہے۔ امابعد؛

جہاد کی محبت میرے جذبات واحساسات، میرے جسم وجان اور میری زندگی کے ہر معاملے پر چھائی رہی ہے۔ سورہ توبہ، جس کی محکم آیات جہاد کے حتمی احکامات بیان کرتی ہیں اور قیامت تک کے لئے اس دین میں جہاد کے عظیم مقام ومرتبے کا تعین بھی کئے دیتی ہیں، یہ مبارک سورت میرے دل کو خون کے آنسو رلاتی اور میرے سینے کو شق کئے دیتی رہی۔ کیونکہ میں کھلی آنکھوں سے دیکھتا رہا ہوں کہ میں اور تمام مسلمان قتال فی سبیل اللہ جیسے عالی شان فریضے کی ادائیگی میں انتہائی کوتاہی اور غفلت کا شکار ہیں"۔

"امام مسلم اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۤجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللهِ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّلِمِينَ ○ اَلَّذِينَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ وَ أُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ○ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○

(التوبہ: ۱۹ ـ ۲۲)

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کے عمل جیسا سمجھ لیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے رہے، اللہ کے ہاں تو انہی کا درجہ بڑا ہے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ ان میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔"

یہ فرمانِ مبارک اس وقت نازل ہوا جب کچھ صحابہ کرامؓ میں اس بات پر اختلاف پیدا ہوگیا کہ ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل کون سا ہے۔ ایک صحابیؓ نے فرمایا کہ مسجد حرام کی آبادکاری افضل ترین عمل ہے، ایک اور صحابیؓ نے فرمایا کہ حاجیوں کو پانی پلانا افضل ترین عمل ہے، جب کہ ایک تیسرے صحابیؓ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر واضح فیصلہ فرمادیا کہ جہاد فی سبیل اللہ، مسجد حرام کو آباد کرنے سے بھی افضل عمل ہے۔ بلاشبہ جہاد کی افضلیت کے

بارے میں اب کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کیونکہ اس آیت کا سبب نزول اسی مسئلے میں صحابہؓ کا باہمی اختلاف تھا اور اس سبب نزول کی تخصیص یا تاویل بھی ممکن نہیں کیونکہ یہ نص خود بھی اپنے معنیٰ میں قطعی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرمائے، جنہوں نے حضرت فضیل بن عیاضؒ کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

یا عابد الحرمین لو أبصرتنا لعلمت أنک بالعبادۃ تلعب

اے مکہ و مدینہ کے عابد! کاش تم ہمیں دیکھ لیتے تو تم خود
ہی جان لیتے کہ تم نے عبادت کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے

من کان یخضب خدہ بدموعہ فنحورنا بدمائنا تتخضب

آنسوؤں سے گال تر کرنے والے کو معلوم ہو کہ ہماری
گردنیں اگر بھیگی ہیں تو یہ ہمارے خون سے بھیگی ہیں

آپ نے دیکھا کہ عظیم محدث و فقیہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے حضرت فضیلؒ سے کیا فرمایا؟ انہوں نے حرم کے سائے میں بیٹھ کر کی جانے والی عظیم عبادت کے بارے میں فرمایا کہ اگر ایک طرف مسلمانوں کی حرمتیں پامال کی جارہی ہوں، خون بہایا جارہا ہو، عزتیں خاک میں ملائی جارہی ہوں اور اللہ کے دین کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوششیں زور و شور سے جاری ہوں، تو ایسے میں میدانِ جہاد کا رخ کرنے کی بجائے حرم میں بیٹھ کر عبادت کرنا اللہ کے دین کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے!

جی ہاں! مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں ذبح ہوتے چھوڑ دینا اور پھر ان کا لہو بہتے دیکھ کر محض "لاحول" پڑھنا، "انا للہ و انا الیہ راجعون" کا ورد کرنا، دور کھڑے کفِ افسوس ملنا، مگر ان کی مدد کے لئے ایک قدم تک نہ اٹھانا، یہ اللہ کے دین کے ساتھ کھیل تماشہ نہیں

تو اور کیا ہے؟

آخر کب تک ہم ان جھوٹے احساسات اور سرد جذبات کا نمائشی اظہار کر کے اپنے آپ کو دھوکہ دیتے رہیں گے؟

کیف القرار وکیف یھدأ مسلم

والمسلمات مع العدو المعتدی

کیسے قرار آگیا مسلمان کو؟ کیوں وہ چین سے بیٹھا ہوا ہے؟

ایسے حال میں کہ جب مسلمان عورتیں ظالم دشمن کے شکنجے میں ہیں"

"میری رائے میں مسلمانوں کی سرزمینوں پر حملہ آور (یا قابض) دشمن کو نکالنا محض فرض عین ہی نہیں، اہم ترین فرضِ عین ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے:

"والعدو الصائل الذی یفسد الدین والدنیا لا شیء أوجب بعد الایمان من دفعه۔"

"ایمان لانے کے بعد، دین و دنیا کی بربادی کے درپے حملہ آور دشمن کو پچھاڑنے سے بڑھ کر اور کوئی فریضہ نہیں ہے۔"

میری رائے میں، واللہ اعلم، آج تارک قِتال فی سبیل اللہ اور تارکِ نماز، روزہ یا زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں۔

میری رائے میں آج دنیا والے نہ صرف اللہ رب العالمین کے سامنے جوابدہی کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں، بلکہ تاریخ بھی ان سے ضرور حساب لے گی۔

میری رائے میں دعوت دین، تصنیف و تالیف یا دینی تربیت میں مشغولیت کو نہ تو ترکِ جہاد کا بہانہ بنایا جا سکتا ہے، نہ ہی اللہ کی پکڑ سے بچانے کا ذریعہ۔

میری رائے میں آج زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کی گردن میں ترک قتال فی سبیل اللہ کا طوق ہے، ہر مسلمان کے کندھوں پر بندوق چھوڑنے کے گناہ کا بوجھ ہے۔
بلا شبہ جو مسلمان بھی آج اس حال میں جان دے رہا ہے کہ اس کے ہاتھ بندوق سے بغیر کسی عذر کے خالی ہیں تو وہ گناہ و نافرمانی کی حالت میں اللہ کے پاس پہنچ رہا ہے، کیونکہ وہ ایسے حالات میں قتال کو ترک کئے بیٹھا ہے جب معذوروں کے سوا دنیا کے ہر مسلمان پر قتال فرضِ عین ہو چکا ہے، اور فرض اسی حکم کو کہا جاتا ہے جسے پورا کرنے پر ثواب اور ترک کرنے پر گناہ یا حساب کا سامنا کرنا پڑے۔

میری رائے میں، واللہ اعلم، ترکِ جہاد کے معاملے میں صرف اندھوں، لنگڑوں یا بیماروں ہی کا عذر قبول کیا جائے گا یا ان کمزور و مجبور مردوں، عورتوں اور بچوں کا، جن کے بس میں ہی نہیں کہ وہ جہاد میں شرکت کر سکیں، نہ ہی وہ میدانِ جہاد تک پہنچنے کی راہ پاتے ہیں۔

(پس ان مجبوروں کے سوا) سب کے سب لوگ آج ترکِ جہاد و قتال کی وجہ سے گنہگار ہو رہے ہیں، چاہے یہ ترکِ قتال فلسطین یا افغانستان کے معاملے میں ہو یا کسی بھی اسلامی سرزمین کے معاملے میں جہاں غاصب کفار نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں اور وہ اسے اپنے ناپاک قدموں تلے روند رہے ہیں۔

اور میری رائے میں آج قتال و جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر نکلنے کے لئے کسی سے اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں۔ ان حالات میں تو کسی کے پاس بھی کسی دوسرے کو اجازت دینے یا منع کرنے کا حق باقی نہیں رہا، نہ والد کا اپنے بیٹے پر، نہ شوہر کا اپنی بیوی پر (محرم کی شرط کے ساتھ)، نہ قرض خواہ کا مقروض پر، نہ استاد اور شیخ کا شاگردوں پر اور نہ ہی امیر کا مامورین پر ایسا کوئی حق ہے۔

یہ محض میری ذاتی رائے نہیں، اس بات پر تو اسلامی تاریخ کے تمام ادوار میں علمائے امت کا اجماع رہا ہے کہ ایسے حالات میں (جب جہاد فرضِ عین ہو جائے) اولاد اپنے والدین کی اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر نکلے گی۔ جو شخص بھی اس بارے میں کوئی مغالطہ پھیلانا چاہے یقیناً وہ ظالم و سرکش ہے، اور ہدایت الٰہی کے بجائے اپنی خواہش نفس کا پیروکار ہے۔ یہ مسئلہ بالکل واضح، طے شدہ اور قطعی ہے، ہر شک و شبہے سے بالا ہے، لہٰذا اس میں کسی قسم کے کھیل تماشے اور من مانی تاویل و تشریح کی کوئی گنجائش نہیں۔

تین صورتوں میں تو امیر المؤمنین سے بھی اجازت نہیں لی جاتی:

۱۔ جب امیر جہاد کو معطل کر دے۔

۲۔ جب اجازت مانگنے سے اصل مقصد ہی فوت ہو جائے، (مثلاً جب یہ نظر آرہا ہو کہ اگر اجازت ملنے کا انتظار کیا گیا تو اس تاخیر سے کوئی نقصان ہو جائے گا یا دشمن کارروائی مکمل کر کے بھاگ نکلے گا۔)

۳۔ جب پہلے ہی پتہ ہو کہ امیر نے اجازت نہیں دینی۔

میری رائے میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو افغانستان میں بہنے والے خون کے ایک ایک قطرے اور یہاں پامال ہونے والی ہر ہر عزت کا جواب اللہ کے دربار میں دینا ہو گا۔ یقیناً، واللہ اعلم، پوری امت مسلمہ ان مظلوموں کے خون میں برابر کی شریک ہے، اس لئے کہ اس کے پاس اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے دفاع کے لئے درکار اسلحہ بھی موجود ہے، امت کے پاس وہ طبیب بھی ہیں جو ان کا علاج معالجہ کریں، پھر مسلمانوں کے پاس وہ مال بھی ہے جس سے ان کی دو وقت کی روٹی کا بندوبست ہو سکے، ان کے پاس وہ آلات بھی ہیں جن سے مجاہدین کے لئے مضبوط مورچے اور خندقیں

کھو دی جائیں، مگر یہ پھر بھی ان کی نصرت سے ہاتھ کھینچے بیٹھے ہیں"۔

"اے مسلمانو!

جہاد تمہاری زندگی ہے، جہاد تمہاری عزت ہے۔ اور جہاد نہ رہا تو تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

اے دین کی طرف دعوت دینے والو! سن لو کہ اس آسمان کے نیچے تمہاری کوئی وقعت نہ ہوگی جب تک کہ تم اسلحے سے آراستہ نہ ہو جاؤ اور طواغیت، کفار اور ظالمین کو کچل کر نہ رکھ دو!

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا یہ مبارک دین جہاد و قتال کے بغیر ہی قائم ہو جائے گا، نہ کوئی خون بہے گا، نہ کوئی لاشیں گریں گی، یقیناً انہیں وہم ہوا ہے اور وہ اس دین کی فطرت سے ناواقف ہیں، اس کے مزاج ہی کو نہیں سمجھتے۔ اسلام کی شوکت و قوت، دشمنوں پر داعیانِ اسلام کی ہیبت اور امتِ مسلمہ کی عزت ہرگز قتال کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ. فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَ مَا الْوَهْنُ؟ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ." وَفِيْ رِوَايَةٍ: "كَرَاهِيَتُكُمُ الْقِتَالَ."

(سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب في تداعي الأمم على الاسلام)

"اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے ضرور ہی تمہاری ہیبت ختم کر دیں گے اور تمہارے دلوں میں وہن (کمزوری) ڈال دیں گے۔ تو پوچھنے والے نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہن کیا ہے؟

فرمایا: "دنیا کی محبت اور موت سے نفرت"۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ: "تمہارا قتال سے نفرت کرنا"

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ۝

(النساء: ۸۴)

"پس تم جنگ کرو اللہ کی راہ میں، تم اپنی ذات کے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں، البتہ مومنوں کو لڑائی پر ابھارو۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ کافروں کے زور کو توڑ دیں گے، اور اللہ سب سے زیادہ زور والے اور سب سے سخت سزا دینے والے ہیں"۔

اگر قتال نہ ہو تو شرک ہر سمت پھیل جائے اور دنیا میں اسی کا غلبہ ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

(الأنفال: ۳۹)

"اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کے لیے خالص ہو جائے"۔

یہاں فتنے سے شرک ہی مراد ہے۔

نظامِ دنیا کو درست رکھنے کا واحد ذریعہ بھی جہاد ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ (البقرۃ: ۲۵۱)

"اور اگر اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین فساد سے بھر جاتی لیکن اللہ اہلِ عالم پر بڑا مہربان ہے"۔

یہی جہاد دینی شعائر اور عبادت گاہوں کے تحفظ کی واحد ضمانت ہے:

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ (الحج: ۴۰)

"اگر اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو (نصاریٰ کے) خلوت خانے اور گرجے، (یہود کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، سب مسمار کر ڈالی جاتیں۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ قوت والا اور غلبے والا ہے"۔

اے دین کی طرف دعوت دینے والو!

موت کو ڈھونڈو تمہیں زندگی ملے گی! دیکھو! کہیں تمہاری تمنائیں تمہیں کسی فریب میں مبتلا نہ کر دیں۔ کہیں وہ دھوکے باز ابلیس تمہیں اللہ سے غافل نہ کر دے۔ خبردار! محض کتابوں کے مطالعے اور نوافل کی کثرت سے اپنے آپ کو دھوکہ مت دینا۔ ایسا نہ ہو کہ آسان اعمال میں مشغولیت عظیم تر کاموں کو تمہاری نگاہوں سے اوجھل کر دے:

وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ ..... (الانفال: ۷)

"اور تم یہ چاہتے ہو کہ غیر مسلح گروہ تمہیں مل جائے"؟ جہاد کے معاملے میں کسی کی بات مت مانو، اور خوب سمجھ لو کہ جہاد میں شرکت کے لئے اپنے

قائد سے اجازت لینے کی ضرورت ہرگز نہیں۔ یاد رکھو! جہاد تمہاری دعوت کی بنیاد ہے، تمہارے دین کا مضبوط قلعہ ہے اور تمہاری شریعت کی حفاظتی ڈھال ہے۔

اے علمائے دین!

اٹھیں اور اس نسل نو کی قیادت سنبھالیں جس نے اپنی ساری دلچسپیوں کا مرکز اپنے رب کی رضا کو بنا لیا ہے! بزدلی کا مظاہرہ مت کریں، مت اس حقیر دنیا کی طرف جھکیں۔ بلکہ! طاغوتوں کی ہم نشینی سے بچیں۔ یہ تو سینوں کی تاریکی اور دلوں کی موت کا باعث ہے۔ طاغوت کی قربتیں آپ کو اہل ایمان سے دور کرنے کا سبب بنیں گی اور ان کے قلوب سے آپ کا احترام جاتا رہے گا۔

اے میرے مسلمان بھائیو!

بہت سو لیا تم نے، تمہارے علاقوں پر قابض شیر کی کھال اوڑھے گیدڑ بھی بہت مزے کر چکے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

آخر کب تلک ذلت کی نیند سوتے رہو گے؟ کب یہ شیر پھر بیدار ہو گا؟
کیا گدھ تمہارا جسم یونہی نوچتے رہیں گے؟ کب یہ غلامی کا دور ختم ہو گا؟
تم لوہے کی زنجیروں میں تو نہیں جکڑے، تم تو اپنی ہی کمزوریوں کے قیدی ہو!
پھر بتاؤ نا! کب اس قید کو توڑو گے؟ آخر کب؟ بتاؤ بھی!

اے میری مسلمان بہنو!

عیش و آرام اور سہل پسندی سے بچئے، کیونکہ یہ چیزیں جہاد کی دشمن اور انسانی نفوس کے لئے انتہائی مہلک ہیں۔ آسائشیں جمع کرنے کے چکر میں نہ پڑیں، بس آپ کی

بنیادی ضرورتوں کا پورا ہو جانا ہی آپ کے لئے کافی ہونا چاہیے۔اپنے بچوں کو مجاہد بنائیں۔ ان میں سخت کوشی، مردانگی اور شجاعت کی صفات پیدا کریں۔

اپنے گھروں کو شیروں کی کچھار بنائیں، مرغیوں کا ڈربہ نہ بننے دیں، کیونکہ مرغیاں پل کر جتنی بھی موٹی ہو جائیں بالآخر وہ طاغوتوں کے ہاتھوں ذبح ہی ہوتی ہیں۔اپنی اولاد کے سینوں میں حبِ جہاد کی شمع روشن کریں، شہسواری کا شوق اور میدانِ جنگ کی محبت ان کے دلوں میں اتاریں۔

اپنے سینے میں مسلمانوں کی مشکلات کا احساس بیدار رکھیں۔کوشش کریں کہ ہفتے میں کم از کم ایک دن ایسا ہو جب آپ کے گھر میں بھی مجاہدین ومہاجرین جیسی زندگی گزاری جائے۔ اس دن سالن کے بغیر صرف چائے کے چند گھونٹوں کے ساتھ سوکھی روٹی کھانے کا مزہ ضرور چکھیں۔

اے مسلمان بچو!

اپنے آپ کو بارود کی گھن گرج، جنگی جہازوں کے شور، ٹینکوں کی گڑگڑاہٹ اور برستی گولیوں کے نغمے سننے کا عادی بناؤ۔اور خبردار! عیش پرستوں کے ساز اور نخروں میں پلنے والوں کے گانوں سے اپنے کان مت آلودہ کرو، نہ ہی مریضوں کی طرح بستروں پہ پڑے رہنے کی عادت ڈالو"۔

"میرے مجاہد بھائیو!

آپ پر لازم ہے کہ راہِ جہاد پر جمے ہوئے پرانے مجاہدوں، بالخصوص اسامہ بن لادن، ابو الحسن المدنی، نور الدین، ابو الحسن المقدسی، ابو سیاف اور ابو برہان کی قدر کریں۔ جہاں تک ابو مازن کا تعلق ہے تو اسے تو میں بارہا آزما چکا ہوں۔میں نے انہیں آسمان

سے برستے پانی سے زیادہ پاکیزہ اور جہاد کے معاملے میں چٹان کی سی مضبوطی کا حامل اور انتہائی غیور پایا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے مجاہدین کے لئے ایک تحفہ ہیں، خاموشی اور مستقل مزاجی کے ساتھ جہاد کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور اس کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہیں۔ ان سب ساتھیوں کی غلطیوں سے چشم پوشی کرو اور ان کی قدر و منزلت کی حفاظت کرو۔ بھائی ابو الحسن مدنی کے مقام و مرتبے اور جہاد میں ان کے زبردست کردار کو ہمیشہ یاد رکھو۔ ابو حاجر کی نصیحتوں کو غور سے سنا کرو اور تمہیں نماز بھی وہی پڑھایا کریں، اللہ نے انہیں رقتِ قلب اور خشوع سے نوازا ہے۔

میں ڈھیروں دعائیں کرتا ہوں اپنے مجاہد بھائی ابو عبداللہ اسامہ بن محمد بن لادن کے لئے جنہوں نے اپنے ذاتی مال سے جہاد کی بھرپور خدمت کی اور "مکتب الخدمات" کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کے اہل و عیال اور ان کے مال میں برکت ڈالے اور ہمیں ان جیسے اور بہت سے ساتھی عطا کرے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مجھے پورے عالم اسلام میں اسامہ جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ اسی لئے میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے ایمان اور آپ کے مال کی حفاظت فرمائے اور آپ کی زندگی کو بابرکت بنائے"۔

وسبحانك اللهم وبحمدك وأشهد ان لا اله الا أنت أستغفرك و أتوب اليك.

منگل، ۱۳ شعبان، ۱۴۰۶ھ (۲۲۔۴۔۱۹۸۶)

عبداللہ بن یوسف عزام

Combating Terrorism Center

Guest Commentary

The Late Sheikh Abdullah Azzam's Books

Part I: Strategic Leverage of the Soviet-Afghan War to Undertake Perpetual Jihad

LCDR Youssef Aboul-Enein, MSC, USN

The Combating Terrorism Center
United States Military Academy
West Point, NY
http://www.ctc.usma.edu

Please direct all inquiries to Brian Fishman
brian.fishman@usma.edu
845. 938.2801

Report Documentation Page

Form Approved
OMB No. 0704-0188

1. REPORT DATE **2008**	2. REPORT TYPE	3. DATES COVERED **00-00-2008 to 00-00-2008**
4. TITLE AND SUBTITLE **The Late Sheikh Abdullah Azzam's Books. Part I: Strategic Leverage the Soviet-Afghan War to Undertake Perpetual Jihad**		5a. CONTRACT NUMBER 5b. GRANT NUMBER 5c. PROGRAM ELEMENT NUMBER
6. AUTHOR(S)		5d. PROJECT NUMBER 5e. TASK NUMBER 5f. WORK UNIT NUMBER
7. PERFORMING ORGANIZATION NAME(S) AND ADDRESS(ES) **United States Military Academy,The Combating Terrorism Center, West**		8. PERFORMING ORGANIZATION REPORT NUMBER

9. SPONSORING/MONITORING AGENCY NAME(S) AND ADDRESS(ES)	10. SPONSOR/MONITOR'S ACRONYM(S)
	11. SPONSOR/MONITOR'S REPORT NUMBER(S)

12. DISTRIBUTION/AVAILABILITY STATEMENT
Approved for public release; distribution unlimited

13. SUPPLEMENTARY NOTES

14. ABSTRACT

15. SUBJECT TERMS

16. SECURITY CLASSIFICATION OF:			17. LIMITATION OF ABSTRACT	18. NUMBER OF PAGES	19a. NAME OF RESPONSIBLE PERSON
a. REPORT **unclassified**	b. ABSTRACT **unclassified**	c. THIS PAGE **unclassified**	**Same as Report (SAR)**	**10**	

Introduction

Sheikh Abdullah Azzam, more than any other cleric, is considered the strategic founder of al-Qaida. His very utterances of the need to establish an *al- Qaida al-S ulba* (firm foundation) to export jihad where Muslims are persecuted is the name Bin Laden finally settled on when naming his organization al-Qaida. To understand Bin Laden and those who harbor sympathies to al-Qaida, as well as their strategic vision it is vital to re-discover Azzam's books. Part I of the series will look into a book published in 1984, and which by 1988 had gone through its eleventhprinting; his Quranic interpretations of the Soviet-Afghan War, its significance and Azzam's mythologizing and marketing of this conflict to attract more Arabs to join the fight. The book is entitled *Ayyat al-Rahman fee Jihad al-Afghan* (God's Signs in the Afghan Jihad). Part II will look at Azzam's history and his theories of what needed to be done to defend Muslim lands under assault. Part III will explore a book on Azzam's views on the remedy for Muslim victimization.

Reading Azzam represents the cutting

edge towards understanding a sworn enemy of the United States, and it is incumbent that American military planners immerse themselves inthe ideology, mythology, language and strategy of Islamist militant groups. Azzam is as significant strategically to al-Qaida and its affiliates as Carl von Clausewitz is to the study of conventional warfare. Azzam founded *Maktab al-Khidmat* (Services Office for Arab Jihadists), an organization dedicated to organizing Arab jihadists fighting the Soviets in Afghanistan, he was mentor to Usama Bin Laden and Azzam was killed in a massive bombing of his car inthe streets of Peshawar, Pakistan inNovember 1989. The assassination of Azzam remains a subject of speculation and is unsolved. The copy of Azzam's *Ayyat al-Rahman fee Jihad al-Afghan* used inthe crafting of this review essay was published in1988 by Dar-al-Mujtama Publishers inJeddah, Saudi Arabia. The book is 192 pages.

Militant Afghan Jihadist Abdul-Rassul Sayyaf Writes a Preface

Azzam opens witha dedication *to the*

fighters in Palestine, Syria, Egypt, the Philippines, Lebanon and Kashmir, as well as all those who are writing spectacular acts of heroism with their blood in the Hindu Kush Mountains (of Afghanistan). The preface was written by Abdul-Rasul Sayyaf who along withGulbuddin Hekmetyar represent the most violent and militant factions of the Afghan warlords fighting the Soviets. Azzam always had his fatwas, books and writings endorsed by leading clerics and Afghan warlords as a means of marketing his ideas to the wider Muslim world. It is a tactic Bin Laden has not effectively used as well as Azzam, who is trained as a cleric and had many clerical colleagues and counterparts as well as connections withEgypt's Muslim Brotherhood and Hamas, during its early formation. Sayyaf writes that this book is for all lovers of jihad and those witha fervent determination to establish an Islamic state in which *dawa* (evangelism and the call to Islam) can spread. This book (by Azzam) is also for those Muslims who have forgotten the power of Islam and who are overwhelmed by the technology of their enemies (USSR, US, and

Israel). They (Muslims) have not paid attention to the power of *iman* (faith) and this book is presented as proof of the power of faithin God. Victory is for those devoted in belief. Sayyaf endorses Azzam as a man who is steeped in Islam and has lived among the Afghans and their jihad against the Soviets.

Sayyaf writes that the Prophet Muhammad did not divide his community into a mercantile and warrior class, or left the fighting only to the poor. Sayyaf like many Islamist militants views Muhammad from the lens of warrior, and never takes time to highlight the complexity of 7thcentury Arabia and how Muhammad governed different religions and tribes as leader of Medina. He also discredits the Prophet Muhammad, who urged cooperation of different faiths, to preserve Medina from the desire of the Meccan oligarchy to extinguish him and his society. Sayyaf condemns all those who doubt the power of faithas being immersed inamassing worldly possessions. Note that Sayyaf does not outright condemn fellow Muslims who do not share his view as apostates. In the mid- eighties the objective

was to recruit as many Muslim fighters and donors to the Soviet jihad as possible. Sayyaf argues that the issue of jihad has grown from a regional issue to a wider Islamic issue, and that the Afghans initially faced Soviet forces withrocks, boulders and primitive weapons before acquiring machine guns and other modern weapons of guerilla war. He ends by saying that God is stronger than the Soviet Union and that as God can never be defeated, then the only rational outcome is the defeat of the Soviet Union.

Azzam's Preface and Argument on What is Wrong with the Muslim World

Azzam then lays out his own preface, saying *the Afghan (Soviet War) issue is the story of Islam wounded in every part of the globe. Where nation-states have ripped it (Islamic nations) apart in every age and every era.* The Afghan war, is the same as the situation inPalestine, Chad, Philippines, Syria, Lebanon and Egypt. "Those (Muslims) who prefer imperial enslavement to foreign rulers; instead of God's glory," Azzam proclaims. All jihads in Azzam's definition are sacred warfare and *are interrelated and form a singular chain from which*

the next operation, war or conflict will be born. In other words, Azzam looks upon Afghanistan as only the start of a momentum of jihad that is perpetual conflict. Azzam writes that the Soviet-Afghan War, at a minimum, gives the Palestinians something to look up to and aspire towards. Talk of the Afghan jihad is interrelated to the Palestinian one, in that Azzam labels bothconflict and jihads as*fard ayn* (a collective obligation) incumbent upon every Muslim. See part I of this series for a detailed explanation of Azzam's fatwa (religious edict) making jihad a collective obligation using the emotionalism and politics of the Soviet-Afghan War. The Muslim warrior, Azzam urges, must not surrender or loose faith, but should go from area to area, from trench to trench to keep his spirit and self alive.

Azzam's Remedy: Al-Qaida al-Sulba (The Firm Foundation)

Like many of his books, Azzam postulates a strategy of establishing *Al- Qaida al-S ulba* (a firm foundation) in which the war in Afghanistan causes fighters to contemplate the possibilities of Palestine. After the

Soviet-Afghan war the next objective is organizing a march against Jerusalem. What is revealing is Azzam's admission that he has received letters and calls from Europe, the United States, and the Arab world to permit the publication of this specific book in their respective communities. For Azzam the Soviet-Afghan, War is the most important event inthe 20th century Islamic world, and he writes this conflict will serve as a momentum for wider Islamic action towards global jihad; redemption for two centuries of defeat and humiliation. Azzam's anti- western diatribe declares that the west (he means the United States primarily) has defeated or co-opted Zionism, Bolshevism, and what Azzam calls the Yellow Peril (the Japanese Empire in World War II); and that the enemy now is Islam. Azzam infused into his followers the clash of civilizations that Bin Laden now espouses.

Azzam attempts to convince readers that the Afghan warlords are true Muslims and says that 90 percent do not neglect to pray daily and in communion. He says that God is withthe mujahideen and signs abound

of this such as:

- A flight of birds that preceded a Soviet tactical airstrike. (That is birds take flight as a warning from God that the Soviet low tactical airstrike is on its way).
- The liberation that placing your individual fate inGod's hands that jihad provides liberating the believer from the shackles of material endeavors.

  With each passing day in combat, your individual cares and worries of this world fade as you devote your body and soul to the service of God through combat.

These descriptions give those who tactically engage jihadists a glimpse into their beliefs. More importantly, how attune they attempt to be withtheir surroundings, be it in a mountainous region or urban setting. Azzam is concerned that such wild stories he tells, such as the sweet smells of recently killed jihadists, undermines the Soviet jihad. He responds by equating his group and the mujahideen who fight the Soviets with the Ansar; Medinese helpers who offered the

Prophet Muhammad asylum and shelter from the Meccan genocide, and who talked of angels fighting alongside Muhammad and his allies against the larger Meccan force at the Battle of Badr (624 AD). Azzam's genius is his ability to weave together an ideological web, of rationalizing the modernCold War with seventhcentury Islam, into a fantasy ideology that deludes the less educated into following his jihad against the Soviets, then Israel, at the time he harbored only contempt and ideological hatred for the United States. Anyone who argues withAzzam's fantasy ideology or undermines his stories of the sacrifices of the Muslims against the Soviets *is an unbeliever anyway and beyond redemption.*

Azzam's Fantasy Descriptions of War

Among the miracles outlined by Azzam inthis book, aside from the previously mentioned birds flying before a Soviet heliborne or tactical air strike, are:

- •scorpions that do not sting the Muslim fighters,
- •corpses of martyrs that do not decay,
- •fog that arrives to shield the Afghan and Arab fighters,

- enemy rounds that do not explode,
- a bullet that hit the belt of Afghan mujahideen leader Haqqani,
- martyrs who refused to relinquish their weapon except to a Muslim, and
- martyrs smiling indeath.

As incredible as this mythology may sound, it is what sustains fighters who have been engaged with the Soviets from 1979 to 1989. In addition, behind this mythologyare fighters who feel the land, mountains, rocks and weather are on their side by the grace of God. It is almost certain the Iraqi insurgency shares in mythological and fantasy stories of battle against Coalition forces. The skill is to discover them and expose them as fantasies so as not to have them delude those misguided and uneducated to joining the jihad.

Azzam was also very conscious about distancing the Soviet-Afghan War as a Sunni Islamic victory and did not want the momentum gained from this conflict to be equated or linked to the Shiite driven 1979 Iranian Revolution. Azzam's attack upon the United States begins withthe premise that the west will never permit the establishment of an

Islamic state, and that the Soviet withdrawal from Afghanistan will be done under the oversight and negotiation of the United States. He simplifies the complex policies pursued by a number of nations to frustrate Soviet designs on Afghanistan that included Pakistan, the United States, Saudi Arabia, Egypt and many other nations.

Azzam's Strategic Vision of the Post-Soviet Jihad

Azzam then turns to discuss the post-Soviet Afghanistan he envisions which does not include King Zahir Shah, the exiled monarch inRome; saying it is impossible because the warlords Sayyaf and Hekmetyar oppose it. He mentions a Russian formula for an Islamic state inAfghanistan, in which a buffer zone is created in Northern Afghanistan manned by Syrian troops (a Soviet Arab client state). This formulation cannot be found in any mainstream literature on the Soviet-Afghan War, and it is unknown where and if Azzam simply created the conspiracy. Azzam, and the two warlords Sayyaf and Hekmetyar stand against King Zahir Shah, his ministers and their draft constitution. Azzam

explains that Sayyaf received the *bayaa* (oath of fealty) within Islam's holiest shrine, the *Kaaba* (cuboid structure inMecca, believed by Muslims to be the house Adam and then Abraham; built for the worship of God). Sayyaf spent two hours withinthe Kaaba, and received 42 out of 57 votes inthe Shura Council; therefore he feels he has more legitimacythan King Zahir Shah. Of course, Azzam never mentions the Shura Council, only represented a faction of the Pashtun tribes, and neglected the other Afghan tribes and ethnic groups including even Gilzai Pashtuns.

Azzam discusses the inspiration the Afghan mujahideen and their Arab allies in the field drew from the collective punishment system instituted by former Soviet Premier Konstantin Chernenko. This only increased the resolve of popular support inthe countryside and those refugees crossing into Pakistan filled the camps and *madrassas* (religious schools with a politicized agenda) with materials to stoke hatred and recruit a new generation of fighters. Azzam tells readers that God has favored the Afghan

withterrainconducive to jihad. He describes the open porous borders over 2,200 kilometers along the Northwest Frontier of Pakistan and thousands more kilometers of Afghanistan's borders withIran. Those uncontrolled areas and regions that fall to mujahideen control have *shariah* (Islamic law) courts and schools immediately established. Azzam is marketing this aspect of the jihad withthe effort of combat being the spread of Islam through *dawa* (evangelism). The violence and compulsion part expressly forbidden in the Quran does not seem to trouble the late cleric. Azzam takes pride that some Soviet aid was diverted to building schools and camps supportive of the jihadist efforts. Some aid even went to fund the mujahideen through bribery, forged receipts and corruption. Azzam writes the Soviets could not differentiate between schools and their curricula.

Afghanistan borders Tajikistan, Uzbekistan, Turkmenistan, Kyrgyzstan, and Kazakhstan. The jihadist spirit will spread there next until all five Islamic (*former* Soviet Republics) lands, are conquered, liberated and

unified. These, Azzam writes are former Islamic lands whose borders were artificially created by the Soviets.

Azzam's Solutions and Fantasy Descriptions Molded into Operational Plans

Azzam delves into extremely unsubstantiated pronouncements about the Soviet-Afghan War, which although incredible must be evaluated as this is considered a reality by out adversaries. These include:

- 330,000 Mujhaideen are fighting 200,000 Soviets, the numbers are questionable.
- The United States wishes to perpetuate the Soviet-Afghan War. No further explanation is given about the Cold War context of this conflict.
- Jihad is a *fard ayn* (collective obligation) if the infidel is physically invading Muslim lands or if Muslims remainincarcerated in infidel lands.
- If you blindly accept Azzam's premise that jihad is a collective obligation, then he goes on to say that the jihad is incumbent upon all Afghans and those

Muslim nations that border Afghanistan into an area of 88 kilometers. Why this distance is unexplained.

- Collective obligation means fighting or providing logistical support inthe form of funds, food, donations, facilitation, recruitment and visas. It includes Muslims withtechnical skills such as engineers, doctors, journalists and those withmilitary training to participate. Azzam is obsessed withrecruiting doctors, photojournalists and journalists in particular to the Soviet-Afghan jihad.

This ordination of Azzam's which he writes not only applies to Afghanistan but Palestine as well.

Azzam then lays out what he sees people should do to support the Soviet- Afghan War. He begins by appealing to every Muslim institute and college to dedicate one day a week as a victory day for the Soviet jihad. Using this day to hold donation drives; Azzam then wants the Arab media to dedicate

columns and airtime to raise public awareness of the Soviet jihad. He asks each Muslim family to allocate one day's household maintenance to support the Afghan jihad against the Soviets. Azzam encourages that trips be organized to Peshawar to make Muslims aware and feel part of what is occurring inPakistan as a result of Soviet oppression in Afghanistan. Note the way Azzam attempts to empower society at all levels. Azzam does not end there but appeals to doctors to dedicate one month a year to live among the Afghans inrefugee camps inPakistan and better yet serve as a combat doctor withthe *mujahideen*. Azzam also requests that journalists embed themselves with*mujhaideen* units to report the war and heroism of the jihadist fighters. He ends his appeals withwhat he sees are steps to empower Muslims through various forms of jihad by asking each Arab country to allow an Afghan *Mujahideen* Aid Office be open intheir respective cities.

Conclusion

The book ends witha plea for a donation and even providing bank account numbers for

wire transfers to *Bait al-Mal* (House of Donations) Kuwait, account number 1920 or the Dubai Islamic Bank account number 1335. The final sentence is a rallying cry from Azzam, *"Muslims awake before this (jihad) opportunity passes you by."* Azzam wanted to export the fighting lessons and firm foundations *(al-Qaida al-Sulba)* built upon the cleansing qualities of (violent) jihad to Palestine and the former Islamic Republics of the Soviet Union. Just because Azzam has been dead for over a decade does not negate this ultimate strategic objective. Withcurrent references to Khurasan, Chechnya and Bokhara, and Samarkand there are also references to the former Islamic frontiers of eastern central Asia and the former Islamic Republics of the Soviet Union. It is also important for readers to look beyond Shiekh Azzam's fantasy ideology and appreciate the strategic, operational and tactical advice he has bequeathed to al- Qaida, Hamas and many other Islamist militant groups. His beatification into the realm of martyr cleric began soon after his assassination in November 1989, and took its ultimate

expression inthe posthumous book of his collected sermons published in 1992 entitled *Al-Tarbiah al-Jadidah wal Binaa* (New Self-discipline and
Reconstruction) published first in Peshawar, Pakistan and then made available in the Middle East through a Jerusalem Printing House. It is perhaps the best distillation of Azzam's Islamist militant theories and starts with an attack on Sufism, Bahais, and Sunni groups who are attempting to rationalize and ideologically attack the one-sided interpretations of jihad he and his radical Sunni-Salafist groups espouse. Azzam thinks interms of not just victory against the Soviets but interms of Islamic generations to come. He is obsessed with leaving a legacy that has been manifested inlarge measure by Usama BinLaden and Al-Qaida. The very name of Al-Qaida has its origins inAzzam's sermons and writings. It is not database or the base, but a firm foundation inwhich:

(1) one *manhaj* (Islamic legal system) prevails (there are four major schools of Sunni Islamic law, a multitude of Shiite sects, and various Sufi sects in Islam),

2 a Fundamentalist interpretations (as espoused by Azzam)are put into practice,

3 a firm foundation of self~disciplined fighters forms the vanguard to defend oppressed Muslims around the globe; going from one conflict to the next,

4 a person is measured based on their taqwa (piety)

5 I s l a m i s t (radical)movements mitigate their divisions and come together in a unified cause, and

6 Salafis see a global perspective inregards t o Islam and not the day to day practices or regional benefits but global Muslim benefits.

Azzam, like Bin Laden, and Zawahiri are the modern manifestations of Ibn Taymiyya (1296▯328 AD .(This essay will end withwhat Azzam writes about Ibn Taymiyyah, a founding father radicalist and destructive Islamist interpretator, to leave the reader to ponder the

deep ideological roots of our enemy. Azzam writes that Ibn Taymiyyah's last days were inprison; silenced and banned from preaching and demonizing fellow Muslims as well as declaring Muslims who disagree withhim apostates. He tells his captors that my paradise is not of this earthbut is in my soul. He proceeds to continue writing his condemnation of Muslims who thought differently than he on the walls of the Damascus prison cell. Six~hundred years later, Azzam notes Saudi oil money propagated Ibn Taymiyyah across the globe. It is not Islam that we are at war with, but a narrow subsection that condemns Muslim and non~Muslim alike for using the books of Ibn Taymiyyah, Sayid Qutb, Abu Ala~al~Mawududi, and Azzam. This ideology must be discredited and attacked as part of undermining

al~Qaida, and other Islamist radicals who wish to impose only one Islam upon a diverse Muslim

population.

Editor's Note: LCDR Aboul~Enein is considered one of the most dynamic thinkers on Islamist militant ideology. He has had the privilege of advising at the highest levels of the Defense Department, serving the Office of the Secretary of Defense from 2002 to 2006 .LCDR Aboul~Enein is currently a Defense Department Middle East Analyst. He wishes to thank the John T. Hughes Library in Washington DC, the Library of Congress for making Azzam's book available for analysis and study. LCDR Aboul~Enein wishes to thank CAPT Eugene Smallwood, MSC, USN at the Office of the Secretary of Defense for Policy for his insightful edits and comments that enhanced this work. CAPT Smallwood has also been a friend, supporter and mentor over the years.

(The End)

انقلاب پبلشرز کی انقلابی کتابیں



لوٹان مسلمان

دی روڈ ٹو گوانتانامو

انقلاب پبلشرز

اُردو بازار لاہور: 0306-4511560